1707

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،4۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سوالات

(محکمہ ہائرایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) مسودہ قانون کاایوان میں پیش کیاجانا

مسودہ قانون نصابی کتب کی نگرانی اورمعیار تعلیم کی برقراری پنجاب 2012

(مسودہ قانون نمبر1 بابت2012)

ایک وزیر مسودہ قانون نصابی کتب کی نگرانی اور معیار تعلیم کی برقراری پنجاب 2012ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) مسودات قانون پر غوروخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان 2011

(مسودہ قانون نمبر46 بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان2011،جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفورزیرغورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی ،ڈیرہ غازی خان 2011 منظور کیا جائے۔

1708

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011
(مسودہ قانون نمبر 51 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے خدمات وانتظام عمومی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011 منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2011 (مسودہ قانون نمبر 48 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2011 منظور کیا جائے۔

4۔ مسودہ قانون (ترمیم) زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011
(مسودہ قانون نمبر 43 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے زراعت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز)انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر38بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز)انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ پنجاب 2011،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت و انسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

1709

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز)اندسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

6۔ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ،پنجاب 2011
(مسودہ قانون نمبر39بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ،پنجاب 2011،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

7۔ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن،پنجاب 2011
(مسودہ قانون نمبر40بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن ،پنجاب 2011،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن، پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

8۔ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب 2011

(مسودہ قانون نمبر42بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب 2011 منظور کیا جائے۔

(سی) عام بحث

صوبے میں امن عامہ کی صورتحال پر عام بحث

ایک وزیر صوبے میں امن عامہ کی صورتحال پر عام بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

1711

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

بدھ،4۔جنوری2012

(یوم الاربعاء،9۔صفر المظفر1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر3بج کر50منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ
اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (33)
وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ
فَاِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيْمٌ (34)
وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ
عَظِيْمٍ (35) وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (36) وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا
لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (37)

سورۃ حٰمٓ السجدۃ 33تا37

اوراس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں(33)اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تو (سخت کلامی کا)ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے)کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے(34)اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں۔ اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں(35)اور اگر تمہیں شیطان کی جانب سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔

بے شک وہ سنتا جانتا ہے(35)اور رات اور دن اور سورج اور چانداس کی نشانیوں میں سے ہیں۔تم لوگ نہ تو سورج کو سجدہ کرواور نہ چاند کو بلکہ خدا ہی کو سجدہ کرو جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے اگر تم کو اس کی عبادت منظور رہے(37)

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

رحمت دو جہاں حامی بے کساں
شافع امتاں وہ کہاں میں کہاں
رہبر رہبراں سرور سروراں
تاج دار شہاں وہ کہاں میں کہاں
ان کی خوشبو سے مہکیں چمن در چمن
تذکرے آپ کے انجمن انجمن
چاند کی چاندنی تاروں کی روشنی
ان کے رخ سے عیاں وہ کہاں میں کہاں
مہ لقا خوشنوا دلربا دلکشا مجتبیٰ مصطفیٰ رہنما پیشوا
جملہ محبوبیاں انگنت خوبیاں
ہو سکیں نہ بیاں وہ کہاں میں کہاں
عاشقوں کے لئے طور سینا بنا ان کے قدموں سے یثرب مدینہ بنا
وہ بلائیں مجھے یاد آئیں مجھے
تو اڑ کے پہنچوں وہاں وہ کہاں میں کہاں

سوالات

(محکمہ ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہائر ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 319 (معزز خاتون ممبر نے محترمہ عارفہ خالد پرویز کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔ محترمہ! کبھی آپ خود بھی سوال دے دیا کریں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! یہ محنت بھی میں نے ہی کی ہے۔ سوال نمبر 319 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فاطمہ جناح کالج برائے خواتین چونا منڈی لاہور
جغرافیہ کی لیکچرار تعینات کرنے کا معاملہ

*319: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج برائے خواتین چونا منڈی لاہور میں 27۔اپریل 2005 کو جغرافیہ کی لیکچرار تعینات کرنے کے لئے کالج پرنسپل نے انٹرویو لیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پرنسپل نے جانبداری سے کام لیتے ہوئے اپنی پسند سے لیکچرار جغرافیہ کی تعیناتی کی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پرنسپل کے نام ہر امیدوار نے اپنی درخواست کے ساتھ پوسٹل آرڈر بھی جمع کروائے تھے؟

(د) گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج برائے خواتین چونا منڈی لاہور میں 27-04-2005 کو جغرافیہ کی لیکچرار کے لئے انٹرویو دینے والی تمام امیدواروں کے نام اور تعلیمی قابلیت کے مطابق تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ہ) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ مذکورہ پرنسپل کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے نیز کیا اہل امیدوار کو لیکچرار جغرافیہ تعینات کرنے کا ارادہ بھی رکھتا ہے ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) درست ہے سلیکشن کمیٹی نے انٹرویو لیا جس میں کالج پرنسپل بھی شامل تھی۔

(ب) یہ درست نہ ہے سلیکشن کمیٹی کی سفارشات بورڈ آف گورنرز کو پیش کی گئیں اور منظوری کے بعد کامیاب امیدوار کے آرڈر جاری کئے گئے۔

(ج) درست ہے۔ ہر امیدوار نے بلحاظ عہدہ کالج پرنسپل کے نام جو پوسٹل آرڈر بھجوائے تھے وہ کالج ہذا کے متعلقہ فنڈ میں جمع کروائے گئے۔

(د) متعلقہ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) جز(ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! اس میں گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج برائے خواتین چونا منڈی میں لیکچرار کی تعیناتی کی بات کی گئی ہے۔ میرا سوال ہے کہ اس میں گریڈ 17 کی لیکچرار کے لئے تحریری امتحان کیوں نہیں لیا گیا تھا ویسے تو گریڈ 17 کے لئے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے تعیناتی ہوتی ہے۔ کیا یہ کوئی پرائیویٹ کالج ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ پرائیویٹ کالج نہیں بلکہ autonomous کالج ہے اس میں بورڈ آف گورنرز بنا ہوا ہے، اس طرح کے ہمارے اور کالجز بھی ہیں، autonomy دینے کا یہ تجربہ کیا گیا تھا کہ ہمارے ہائر ایجوکیشن کے جو انسٹیٹیوٹس اور کالجز ہیں انہیں financial and managerial autonomy دی جائے۔ بورڈ آف گورنرز کا چیئرمین وزیر تعلیم ہوتا ہے، اس میں اور بھی بہت سارے لوگ ہیں اگر محترمہ کہیں گی تو میں ان کی تفصیل بھی بتا دوں گا۔ اس کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ وہاں ایجوکیشن سے related لوگوں پر مشتمل کمیٹی ہوتی ہے جس

میں پرنسپل اور دوسرے لوگ ہوتے ہیں اور ان کو یہ اختیار دیا جاتا ہے، آپ اور تمام معزز ممبران جانتے ہیں کہ اس وقت ہمارے پاس کالجز میں approved strength سے تقریباً پانچ ہزار لیکچرارز کی کمی ہے۔ان کالجز میں autonomy دینے کا یہی مقصد ہوتا ہے کہ وہ وہاں اپنے طور پر recruitment کر سکتے ہیں اور اس کا ایک foolproof اور میرٹ پر پورا criteria ہے اس کے مطابق کالج میں کنٹریکٹ پر تعیناتی کی جاتی ہے جس طرح ہم اپنے دوسرے کالجز میں CTIs رکھتے ہیں۔لہذا سلیکشن کمیٹی لیکچرار کنٹریکٹ پر بھرتی کرتی ہے تاکہ وہاں پر اساتذہ کی کمی پوری کی جاسکے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! محترم منسٹر صاحب نے فرمایا کہ ان کو autonomy دی جاتی ہے تو کیا یہ autonomy اس طرح سے بھی دی جاتی ہے کہ وہ out of merit بھی کوئی کام کر لیں۔انہوں نے اس میں جو امیدواروں کی فہرست فراہم کی ہے اس میں انہوں نے مس سعیدہ کو رکھ لیا تھا اس کا ایم ایس سی کے ساتھ ایم فل لکھا ہوا ہے، حقیقت یہ ہے کہ جب یہ خاتون تعینات کی گئی تھی اس وقت باقی خواتین جس طرح اس سے پہلے مسز فائزہ ہیں انہوں نے ایم ایڈ کیا ہوا تھا اور اس خاتون کا اس وقت صرف ایم فل میں ایڈمیشن ہوا تھا ایم فل کیا ہوا نہیں تھا۔دراصل پڑھے لکھے پنجاب کا نعرہ لگانے والوں کے سابقاوزیر تعلیم عمران مسعود کے کہنے پر پرنسپل شمع نے یہ کیا تھا۔صرف دو خواتین نے انٹرویو لیا تھا کیا واقعی صرف دو خواتین انٹرویو لینے کی مجاز ہوتی ہیں اور بعد میں سلیکشن کمیٹی کو سفارشات دی جاتی ہیں؟ میں محترم منسٹر صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں جس دن 27۔اپریل 2005 کو انٹرویو ہوا تھا کیا اس دن اس خاتون مس سعیدہ نے ایم فل کی ڈگری کر لی ہوئی تھی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میرے پاس جو تفصیل ہے اس میں ان کی کوالیفکیشن ایم ایس سی فرسٹ ڈویژن، ایم فل فرسٹ ڈویژن، leading to Ph.D اور بی ایڈ ہے۔یہ 2005 کا matter ہے اگر محترمہ چاہتی ہیں تو میں اس کی تفصیل لے لیتا ہوں کہ آیا مس سعیدہ طاہرہ نے اس وقت ایم فل کیا ہوا تھا یا نہیں؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: محترم منسٹر صاحب! اس کی تفصیل کل یا پرسوں ہمیں provide کر دیں کہ اس خاتون کے پاس واقعی 27۔اپریل 2005 کو ڈگری تھی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں اس میں ایک اور چیز بتانا چاہوں گا کہ اس کی سلیکشن کا criteria ایم ایس سی ہے تو اس میں ایم فل اس کی extra qualification ہے۔

جناب سپیکر:اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

وزیرہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب والا!میں یہ بھی بتادوں کہ سلیکشن کمیٹی کے تمام لوگ بھی ریٹائر ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،چھوڑیں۔بس ٹھیک ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ:جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی،کرنل صاحب ضمنی سوال پر ہیں۔آرڈر پلیز،دیکھ لیں ابھی گپ شپ کا نہیں بلکہ سوالات کا ٹائم ہے۔آپ کی بڑی مہربانی،منسٹر صاحب آپ کے سوالات کے جوابات دے رہے ہیں۔جی، کرنل صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ:جناب سپیکر!یہ جو کالجز میں پانچ ہزار ٹیچرز کی کمی ہے ان کا کوئی plan ہے کہ یہ کمی کب تک پوری کرنی ہے؟

وزیرہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!اس وقت پبلک سروس کمیشن میں 2500 لوگوں کی recruitment کے لئے ہماری طرف سے demand گئی ہوئی ہے اور اس پر recruitment start بھی ہو چکی ہے۔پبلک سروس کمیشن کا ایک proper طریق کار ہوتا ہے۔پہلے تحریری امتحان ہوتا ہے اور پھر interviews ہوتے ہیں۔پبلک سروس کمیشن کی طرف سے جو لیکچرار یہ امتحان پاس کرکے محکمہ کے پاس آرہے ہیں ہم ان کو مختلف کالجوں میں بھیجتے جا رہے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ:جناب سپیکر!میری اس حوالے سے ایک تجویز ہے کہ کیوں نہ ہم recruitment of Teachers in Schools and Colleges کے لئے ایک crash programme چلائیں اس لئے کہ جس procedure سے محکمہ تعلیم جا رہا ہے میں نہیں سمجھتا کہ دس سالوں میں بھی یہ کام پورا ہو سکے گا اس کے لئے تو ہمیں کوئی crash programme چلانا چاہئے اور محکمہ تعلیم میں ہمیں کوئی emergency لاگو کرنی چاہئے تاکہ اس کے تحت ہم ان اساتذہ کو بھرتی کر سکیں کیونکہ The education is getting adversely affected due to lack of Teachers.

وزیرہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!محکمہ میں ہم نے اس معاملے کو بڑی اچھی طرح probe کیا ہے اور ہم National Testing Services کے ذریعے یہ recruitments

کرنا چاہتے تھے۔جب ہم پبلک سروس کمیشن کو بھرتی کے لئے case بھجواتے ہیں تو وہ اپنے طریق کار کے تحت یہ selection کرتے ہیں اور اس میں وقت زیادہ لگتا ہے۔بہر حال ہم نے اب پنجاب پبلک سروس کمیشن سے درخواست کی ہے کہ وہ تھوڑا اس کو expedite کر دیں۔اب انہوں نے اس کو کافی expedite کر دیا ہے اور یہ کام بڑی تیزی سے ہو رہا ہے۔ہم National testing Services کے ذریعے یہ recruitments کرنے کے بارے میں بھی سوچ رہے ہیں۔

ملک اعتبار خان: جناب سپیکر!میں بھی اسی حوالے سے ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،پوچھیں۔

ملک اعتبار خان: جناب سپیکر!وزیر موصوف نے کہا ہے کہ کئی ہزار Teachers کا shortfall ہے اور خاص طور پر کالجوں میں اساتذہ کی بہت کمی ہے تو میں اس ضمن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہماری تحصیل جنڈ کے گورنمنٹ ڈگری کالج میں پچھلے کئی سالوں سے لیکچرار کی بہت سی اسامیاں ہیں۔وہاں پر اس وقت صرف تین پروفیسر صاحبان کام کر رہے ہیں اور اس وجہ سے وہاں پر طالب علموں کی تعداد کم ہو کر صرف اُنتیس رہ گئی ہے۔کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ گورنمنٹ جنڈ ڈگری کالج میں اساتذہ کی یہ کمی کب تک پوری کر دی جائے گی؟

جناب سپیکر: ویسے تو یہ آپ کا fresh question بنتا ہے لیکن اگر منسٹر صاحب جواب دینا چاہیں تو مجھے اعتراض نہیں ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے تمام معزز ممبران کو بتانا چاہتا ہوں کہ دو سال پہلے حکومت نے ایک پالیسی دی ہے کہ stop-gap arrangement کے طور پر CTI کو عارضی طور پر بھرتی کر لیا جائے۔جب تک پبلک سروس کمیشن کی طرف سے regular لیکچرار select ہو کر نہیں آتے تو ہر کالج کا پرنسپل authorized ہے کہ وہ اپنے local area سے criteria پر پورے اُترنے والے آدمی کو CTI کے طور پر رکھ لے۔اس کا باقاعدہ ایک criteria دیا گیا ہے کہ اس نے متعلقہ مضمون میں ماسٹر کیا ہو اور وہ پڑھا سکتا ہو تو متعلقہ کالج کا پرنسپل ان کا باقاعدہ انٹرویو کر کے بطور CTI بھرتی کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!جس شخص کو کالج کے پرنسپل نے بطور CTI recruit کر لیا تو پھر اس کا future کیا ہوگا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس پالیسی میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ CTIایک سال کے لئے ہو گا اور ایک سال کے بعد اس اسامی کو دوبارہ سے مشتہر کیا جائے گا۔اس میں clearly mentioned ہے کہ CTI صرف ایک سال کے لئے recruit کئے جائیں۔یہ Internees ہیں اسی لئے اس کو ہم نے CTIکا نام دیا ہوا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جز(ب) کے حوالے سے محترمہ نے یہ سوال کیا تھا کہ تعیناتی کے وقت جس لیکچرار کو جانبداری یا اپنی پسند سے تعینات کیا گیا تھا کیا اس نے اس وقت ایم فل کر لیا ہوا تھا تو اس کا جواب ابھی تک نہیں دیا گیا؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! منسٹر صاحب نے اس کا جواب دے دیا ہے۔انہوں نے جو qualification مانگی تھی اس کے مطابق ہی ان کو بھرتی کیا گیا ہے۔اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔اگلا سوال میاں محمد نوید انجم صاحب کا ہے

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر2270،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ لاہور۔نان ٹیچنگ سٹاف، پارکنگ سٹینڈز اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*2270: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ لاہور میں نان ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، ان پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بتائیں؟

(ب) یکم جنوری2006 سے آج تک اس کالج میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ہے، ان کے نام، ولدیت، پتاجات، عہدہ جات اور تعلیمی قابلیت بیان کریں نیز ان کو بھرتی کرنے والے کا نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) کالج ہذا میں کتنی کنٹینز ہیں ان کا ٹھیکہ کس کو کتنی رقم میں کب اور کس نے دیا تھا؟

(د) کالج ہذا میں سائیکل، موٹر سائیکل سٹینڈ کتنے ہیں نیز ان کا ٹھیکہ کس کے پاس ہے اور ان پر کتنی رقم پارکنگ کی مد میں موٹر سائیکل کی وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) کالج ہذا میں کتنی سرکاری رہائش گاہیں ہیں نیز یہ رہائش گاہیں کن کن کو الاٹ ہیں ان کے نام، گریڈ اور عہدہ کی تفصیل بیان کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ، لاہور میں نان ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 77 ہے۔ اس وقت ان میں سے 69 اسامیوں پر سٹاف کام کر رہا ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایک کنٹین ہے جس کا ٹھیکہ سال 08۔2007 میں محمد رشید ٹھیکیدار کو ۔/62,500 روپے سالانہ کرایہ پر کالج کنٹین کمیٹی نے دیا۔

(د) ایک سائیکل، موٹر سائیکل سٹینڈ ہے ۔ پارکنگ فری ہے۔ پارکنگ کی دیکھ بھال کالج کے چوکیدار کرتے ہیں۔

(ہ) گزیٹڈ 6 عدد

نان گزیٹڈ 6 عدد

تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جز (ج) میں کنٹین کے ٹھیکہ کے حوالے سے صرف ایک سال 08-2007 کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ جواب 2012 میں دیا جا رہا ہے تو باقی سالوں کی تفصیل کیوں نہیں بتائی گئی؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے ایک سال کا جواب دیا ہے جبکہ باقی سالوں کے بارے میں نہیں بتایا گیا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے پاس اس کی تفصیل موجود ہے اور میں عرض کرتا ہوں۔ اس سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا تھا کہ "کالج ہذا میں کتنی کنٹینز ہیں ان کا ٹھیکہ کتنی رقم میں کب اور کس کو دیا گیا تھا؟" یہ سوال 2008 میں پوچھا گیا تھا اور اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "کنٹین کا ٹھیکہ سال 08-2007 میں محمد رشید ٹھیکیدار کو -/62,500 روپے سالانہ کرایہ کالج

کنٹین کمیٹی نے دیا۔"اس وقت existing ٹھیکہ open tender کے ذریعے شہباز رشید نامی شخص کو -/95,000روپے میں دیا گیا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے جز(ج) میں کنٹین کے ٹھیکے کی تفصیل مانگی ہے، میں نے سال تو پوچھا ہی نہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے یہ سوال 2008 میں دیا ہے اور اس سوال کی ترسیل یکم جنوری 2009 کو ہوئی ہے تو اس وقت کی details ان کو مہیا کر دی گئیں اور اب میں نے موجودہ صورتحال بھی بتا دی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جز(الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ، لاہور میں نان ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 77 ہے" تو یہ ساری کب سے in filled ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ، لاہور میں نان ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 77 ہے۔ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ 69 اسامیوں پر سٹاف کام کر رہا ہے جبکہ اس وقت latest صورتحال یہ ہے کہ 71 اسامیاں fill ہو چکی ہیں۔ معزز ممبر اس کی details مانگ رہے ہیں تو ہر ایک اسامی کی علیحدہ علیحدہ date of recruitment ہو گی اس لئے میں وہ ان کو بعد میں provide کر دوں گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اب بھی چھ اسامیاں fill نہیں ہیں تو یہ کب تک ان کو fill کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! recruitment routine میں ہوتی رہتی ہے اور مجھے امید ہے کہ next academic session سے پہلے یہ اسامیاں بھی fill up ہو جائیں گی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ان اسامیوں کو fill کرنے کا اختیار کس کا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! کالج میں نان ٹیچنگ سٹاف کی جو recruitment ہوتی ہے اس حوالے سے پہلے اسامی advertise ہوتی ہے پھر اس میں کالج کے پرنسپل صاحب یا صاحبہ، ڈائریکٹر کالجز خود یا ان کا نمائندہ، سیکرٹری ہائر ایجوکیشن پر مشتمل ایک کمیٹی ہوتی

ہے جو کہ امیدواروں کا انٹرویو کر کے finalize کرتی ہے۔اس کمیٹی کے انچارج مذکورہ کالج کے پرنسپل ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر2272،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی لاہور کا بجٹ اور وی سی پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل

*2272: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب یونیورسٹی لاہور کا مالی سال07-2006، 08-2007 اور 09-2008 کا بجٹ سال وار کتنا تھا؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم بلڈنگ کی تعمیر اور مرمت پر خرچ ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) ان سالون کے دوران کتنی رقم وی سی کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران وی سی نے کن کن غیر ممالک کا سرکاری وزٹ کس مقصد کے لئے کیا، ان کے ہر وزٹ پر کتنی رقم خرچ ہوئی، تفصیل وزٹ وار مہیا کی جائے؟

(ہ) وی سی کے استعمال میں کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں اور یہ کن کن ماڈل کی ہیں مذکورہ سالوں کے دوران ان گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(و) مذکورہ سالوں کے دوران وی سی کے دفتر کی تزئین و آرائش پر سال وائز کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب یونیورسٹی لاہور کا مالی سال07۔2006، 08۔2007 اور 09۔2008 کے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال	کل بجٹ (رقم ملین میں)
2006۔07	2,091.744روپے
2007۔08	2,924.521روپے
2008۔09	3,068.729روپے

(ب) ان سالوں کے دوران جو رقم بلڈنگ کی تعمیر اور مرمت پر خرچ ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال	کل بجٹ (رقم ملین میں)
2006۔07	168.853روپے
2007۔08	223.064روپے
2008۔09	118.829روپے

(ج)

مالی سال	تنخواہ (روپے میں)	ٹی اے / ڈی اے
2006۔07	7,92,983	۔۔جنرل (ریٹائرڈ) ارشد محمود (سابقہ وی سی)
2007۔08	468,461	۔۔پروفیسر ڈاکٹر عارف بٹ (سابقہ قائم مقام وی سی)
2008۔09	1,045,410	۔۔پروفیسر ڈاکٹر مجاہد کامران (وی سی)

(د) مذکورہ سوال کے جواب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال	رقم (روپے میں)	مقاصد
2006۔07	1,46,849	جنرل (ریٹائرڈ) ارشد محمود (سابقہ وائس چانسلر) نے بیجنگ فورم میں شرکت کے لئے 27 سے 29۔اکتوبر 2006 تک چین کا دورہ کیا۔ بعد ازاں پنجاب یونیورسٹی اور جیوماگینگ یونیورسٹی کے درمیان تعلیمی تعاون کو فروغ دینے کے لئے ساؤتھ کوریا کا دورہ کیا۔
2007۔08	48,500	جنرل (ریٹائرڈ) ارشد محمود (سابقہ وائس چانسلر) نے 4 سے 5۔اپریل 2007 تک عمومی تنظیم برائے جامعات اسلامی دنیا میں شرکت کے لئے کویت کا دورہ کیا۔
2008۔09	$2,050	پروفیسر ڈاکٹر مجاہد کامران (موجودہ وائس چانسلر) نے ہائر ایجوکیشن سیمینار برائے عالمی ترقی میں شرکت کے لئے 2008۔09۔24 کو واشنگٹن ڈی سی امریکہ کا دورہ کیا۔

(ہ) وی سی کے زیر استعمال کار کی تفصیل:۔

ساخت	ٹیوٹا کرولا
ماڈل	2001
رجسٹریشن نمبر	LRB۔1882
تعداد	ایک عدد

مذکورہ کار کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل پر اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال	پٹرول کا خرچ	مرمت کا خرچ	کل اخراجات (روپے میں)
2006۔07	147,210	36,615,	200,420
2007۔08	113,422	48,000	161,422
2008۔09	72,462	6,635	79,079

(و) مذکورہ سالوں میں وائس چانسلر کے دفتر کی تزئین وآرائش پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ "سال 08-2007 میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں پروفیسر ڈاکٹر عارف بٹ صاحب تھے اور انہوں نے -/468,461 روپے تنخواہ لی ہے" اور پھر اگلے جز(د) میں کہتے ہیں کہ "سال 08-2007 میں جنرل (ریٹائرڈ) ارشد محمود صاحب نے بیجنگ فورم میں شرکت کے لئے چین کا دورہ کیا ہے۔" تو یہ فرق کیوں ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): نوید انجم صاحب! ذرا اپنے سوال کو repeat کر دیں۔

جناب محمد نوید انجم: جز(ج) میں آپ نے کہا ہے سال 08-2007 میں پنجاب یونیورسٹی میں پروفیسر ڈاکٹر عارف بٹ صاحب تھے جبکہ اگلے جز کے جواب میں جنرل (ریٹائرڈ) ارشد محمود صاحب چین کا سفر کر رہے ہیں اور جنہوں نے TA/DA کی مد میں -/48,500 روپے لئے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جنرل (ریٹائرڈ) ارشد محمود صاحب permanent وائس چانسلر تھے اور پروفیسر ڈاکٹر عارف بٹ صاحب قائم مقام وائس چانسلر تھے تو اس میں dates کے حوالے سے فرق ہوگا کہ جس وقت قائم مقام وائس چانسلر ہوگا تو اُس وقت اُن کا نام آیا ہے اور قائم مقام وائس چانسلر کے پاس بھی پورے وائس چانسلر کے اختیارات ہوتے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے اسی یونیورسٹی کے حوالے سے میرا ایک جنرل سوال ہے۔ ہمارے بچوں کے داخلے کے لئے سیٹیں بہت محدود ہیں جس کی وجہ سے بچوں کو پرائیویٹ کالجوں کا رُخ کرنا پڑتا ہے۔ کیا حکومت ان کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخلے کے لئے سیٹیں بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر بالکل بجا فرما رہے ہیں کہ جیسے جیسے وقت کے ساتھ طلباء کی تعداد زیادہ ہوتی جا رہی ہے تو تمام یونیورسٹیوں میں شام کی کلاسیں شروع ہو چکی ہیں۔ یونیورسٹیوں کو خود اس چیز کا ادراک ہے اور اس کے علاوہ کسی سبجیکٹ کے لئے کلاس کی جتنی capacity ہو سکتی ہے اُس حوالے سے سیٹوں کو بھی وقت کے ساتھ ساتھ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اگر ایک یونیورسٹی کے پاس صبح کی ایک ہزار سیٹیں ہیں اگر یہ رات کو بھی کلاسیں شروع کر دیں تو مزید ایک ہزار بچوں کو وہاں پر داخلہ مل سکتا ہے اور اسی طرح کالجوں میں بھی رات کی کلاسیں شروع کی جا سکتی ہیں۔ اس وقت یہ حال ہے کہ ہمارے اے گریڈ کے بچوں کو بھی کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخلہ نہیں مل رہا تو وہ تنگ آ کر پرائیویٹ سیکٹر کا رُخ کر رہے ہیں۔ پرائیویٹ سیکٹر کی مرضی ہے کہ وہ جیسی مرضی ایجوکیشن دیں تو کیا حکومت کالجوں اور یونیورسٹیوں کو تین شفٹوں میں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ اس لئے ممکن نہیں ہے کہ ایسا کرنے کے لئے ہمیں فیکلٹی چاہیئے، یونیورسٹی میں خاص طور پر پی ایچ ڈی اور ایم فل اساتذہ چاہیئے ہوتے ہیں اس لئے تین شفٹوں میں چلانا بہت مشکل ہے مگر میں نے جیسے ان سے عرض کیا کہ بہت سی یونیورسٹیوں میں دو شفٹیں چل رہی ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے آج کے ایجنڈا پر ایک بل میں پڑھا ہے کہ آج ہم نے اسمبلی میں ایک نئی یونیورسٹی بنانے کا بل پاس کرنا ہے۔ انشاء اللہ وہ یونیورسٹی بنے گی جس سے ہمارے ڈی جی خان کے بچے مستفید بھی ہوں گے۔ ہم نئی بلڈنگ بنانے کے لئے تو فنڈ دیتے ہیں تو کیا نئے پروفیسر رکھنے کے لئے ہمارے پاس فنڈ ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں کالجوں کے حوالے سے تو پچھلے سوال میں عرض کر چکا ہوں۔ یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ ہوتی ہے اور اُن کا اپنا ایک criteria ہوتا ہے جس کے مطابق اُن کی سلیکشن کمیٹی اپنی ضرورت کے مطابق لیکچراروں کو بھرتی کر رہے ہوتے ہیں۔ ہماری یونیورسٹیوں میں ایک بہت اچھا trend ہے کہ پی ایچ ڈی اساتذہ کی تعداد day by day بڑھ رہی ہے اس سے یونیورسٹیوں کا overall standard of education improve ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال نمبر 4715 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں؟ لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4720 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4790 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2009، جی سی یونیورسٹی لاہور کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*4790: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی سی یونیورسٹی لاہور کا سال 09-2008 کے دوران کل کتنا بجٹ تھا، نیز یہ بجٹ کن کن شعبوں کے لئے مخصوص کیا گیا تھا؟

(ب) جی سی یونیورسٹی لاہور نے سال 09-2008 کے بجٹ میں سکیورٹی گیٹس و سکیورٹی لائٹس اور بیرونی جنگلے پر کل کتنی رقم خرچ کی، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال 09۔2008 کے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تفصیل	رقم (روپے میں)
1	اخراجات برائے ملازمین تنخواہیں	262,710,100
2	پانی بجلی، گیس ٹیلیفون اور گاڑیوں کا خرچہ	32,055,000
3	خریداری برائے پائیدار سامان	8,000,000
4	مرمت برائے پائیدار سامان	2,000,000
5	دیگر سامان برائے لیبارٹریز وغیرہ	38,000,000
6	تحقیقاتی منصوبے	6,000,000
7	کتابیں اور مقالہ جات وغیرہ	3,995,000
8	ترقیاتی پروگرام برائے کتب خانہ	2,500,000
9	امداد برائے مستحق طلباء	4,500,000
10	خرچہ برائے امتحانات	6,300,000
11	پی ایچ ڈی پروگرام	300,000
12	پیشہ وارانہ تعلیمی پروگرامز	57,072,600
	کل رقم	423,432,700

(ب) جی سی یونیورسٹی لاہور نے سال 09۔2008 کے بجٹ میں سکیورٹی گیٹس و سکیورٹی لائٹس اور بیرونی جنگلے پر کوئی رقم خرچ نہیں کی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے جز (الف) میں پوچھا تھا کہ جی سی یونیورسٹی، لاہور کا سال 09-2008 کا کل کتنا بجٹ ہے، میرے اس سوال کا جواب نہیں دیا گیا تو پہلے مجھے میرے سوال کا جواب بتادیں کہ جی سی یونیورسٹی، لاہور کا 09-2008 میں کل کتنا بجٹ تھا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی سی یونیورسٹی، لاہور کا سال 09-2008 کا بجٹ 42 کروڑ 34 لاکھ 32 ہزار 700 روپے تھا اور نیچے اس کی مکمل تفصیل دی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز (الف) کا دوسرا حصہ یہ تھا کہ بجٹ کن کن شعبوں کے لئے مخصوص کیا گیا، یہاں پر شعبوں کے حوالے سے تو بتایا گیا ہے کیا کل بجٹ بھی اتنا ہی تھا جتنا خرچ ہو گیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں یونیورسٹی کی طرف سے جو تفصیل فراہم کی گئی ہے اُس میں یہی بتایا گیا ہے کہ یہ اُن کا ٹوٹل بجٹ تھا اور اس کو اس اس مد میں خرچ کیا گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کی تفصیل میں نمبر شمار 2 میں پانی، بجلی، گیس، ٹیلیفون اور گاڑیوں کا خرچہ کے حوالے سے لکھا گیا ہے تو گاڑیوں کے خرچے میں صرف کالج بسیں ہیں یا اس میں سٹاف اور لیکچرارز کی گاڑیوں کا بھی خرچہ ہے اور نمبر شمار 4 میں مرمت برائے پائیدار سامان لکھا گیا ہے تو اس سے کیا مراد ہے کہ اگر آپ نے اُس سے پہلے پائیدار سامان خرید لیا ہے تو پھر اُس کی مرمت کی ضرورت کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! گاڑیوں کے خرچے میں کالج بسیں، وائس چانسلر کی گاڑی اور کچھ ڈینز کو بھی سرکاری گاڑیاں دی جاتی ہیں جبکہ لیکچرار، ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر اور پروفیسر صاحبان کو کوئی سرکاری گاڑی دی جاتی ہے اور نہ اُنہیں یونیورسٹی کی طرف سے گاڑی کے حوالے سے کوئی ایسی مراعات دی جاتی ہیں۔ مرمت برائے پائیدار سامان سے مراد بینچز، ٹیبلز، دروازے اور کھڑکیاں، جو چیزیں قابل مرمت ہوتی ہیں یہ اُس مد کا خرچہ ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (الف) نمبر شمار 9 میں امداد برائے مستحق طلباء لکھا گیا ہے تو اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ امداد پنجاب انڈوومنٹ فنڈ کے ذریعے دی گئی ہے یا یہ یونیورسٹی کے اپنے بجٹ میں سے دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ امداد پنجاب انڈوومنٹ فنڈ کے علاوہ مستحق طلباء کو دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4791 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2009، جی سی یونیورسٹی لاہور کے سنڈیکیٹ کے اجلاس کی تفصیلات

*4791: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی سی یونیورسٹی، لاہور میں سال 2009 کے دوران سنڈیکیٹ کے کل کتنے اجلاس ہوئے نیز ان اجلاسوں میں کس کس نے شرکت کی، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) جی سی یونیورسٹی، لاہور میں سال 2009 کے دوران سنڈیکیٹ کے اجلاس کے دوران پی ایچ ڈی اساتذہ اور ایم فل کے لئے کتنے ماہانہ الاؤنس کی منظوری دی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال 2009 میں جی سی یونیورسٹی لاہور میں سنڈیکیٹ کی ایک میٹنگ مورخہ 09-6-13 کو منعقد ہوئی۔ شرکاء کی لسٹ Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 2009 میں ہونے والی سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں الاؤنس سے متعلقہ کوئی ایجنڈا نہ تھا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ 2009 میں سنڈیکیٹ کی ایک میٹنگ ہوئی ہے اور اس میٹنگ میں پی ایچ ڈی اور ایم فل اساتذہ کے الاؤنس کے متعلق کوئی بات نہیں کی گئی۔ اس سوال کے جواب کے حوالے سے مجھے جو تفصیل دی گئی ہے اُس میں اس میٹنگ کا ایجنڈا نہیں ہے تو وزیر موصوف بتا دیں کہ یہ میٹنگ کس ایجنڈا پر ہوئی تھی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جز (ب) کا جواب ہے کہ 2009 میں ہونے والی سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں الاؤنس سے متعلقہ کوئی ایجنڈا نہ تھا۔ محترمہ نے صرف الاؤنس کے حوالے سے پوچھا تھا تو سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں الاؤنس کے حوالے سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی تو اس کا جواب انہیں فراہم کر دیا گیا ہے۔ اگر محترمہ کہتی ہیں تو انہیں سنڈیکیٹ کی میٹنگ کے ایجنڈا کی کاپی فراہم کر دیتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سنڈیکیٹ کی اس میٹنگ میں اگر اتنے اہم issues discuss نہیں ہوئے تو اس میٹنگ کا ایجنڈا کیا تھا اور وہاں کیا معاملات discuss ہوئے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یونیورسٹیاں autonomous bodies ہیں اور سنڈیکیٹ میں یونیورسٹی کو financially and managerially چلانے کے تمام امور پر discussions ہوتی ہیں۔ محترمہ کا ایم فل اور پی ایچ ڈی اساتذہ کے الاؤنسز کے متعلقہ جو سوال ہے تو اُس میں یہ بھی ایک matter ہے مگر یونیورسٹی میں جتنی بھی infrastructure development ہے، جتنی ریکروٹمنٹس ہوتی ہیں، جتنی پروموشنز ہوتی ہیں وہ سارے معاملات سنڈیکیٹ میں discuss ہوتے ہیں کیونکہ سنڈیکیٹ totally authorize ہے کہ یونیورسٹی کے جو معاملات سنڈیکیٹ میں approved ہو جائیں اُس کے مطابق یونیورسٹی کے affairs چلنے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! 2009 کے بعد سنڈیکیٹ کا کوئی اجلاس ہوا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! مختلف یونیورسٹیوں کے اپنے اپنے Rules ہیں مگر سال میں سنڈیکیٹ کا ایک اجلاس بلانا ضروری ہوتا ہے جس میں وہ اپنی یونیورسٹی کا بجٹ approve کراتے ہیں۔ یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر بطور چیئرمین سنڈیکیٹ جب چاہیں اجلاس بلا لیتے ہیں، کچھ یونیورسٹیاں ماہانہ، کچھ یونیورسٹیاں دو مہینے میں، کچھ چھ مہینے میں اور کچھ ایک سال میں ایک دفعہ اجلاس کرتی ہیں۔ جی سی یونیورسٹی، لاہور کے سنڈیکیٹ کے اس سال میں دو اجلاس ہوئے تھے۔ اگر یہ تفصیل چاہتی ہیں تو نیا سوال کر دیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5108 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں چالیس کے قریب یونیورسٹیوں کو چارٹر دینے کی تفصیلات

*5108: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ کچھ برسوں میں پنجاب میں چالیس کے قریب یونیورسٹیوں کو چارٹر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں سے زیادہ تر یونیورسٹیاں ہائر ایجوکیشن کمیشن کے مقرر کردہ معیار پر پورا نہیں اترتیں اور ہائر ایجوکیشن کمیشن کے اوّل اور دوم معیار کی لسٹ میں نہیں آ سکیں؟

(ج) ہر یونیورسٹی کی عمارت کتنے رقبے پر تعمیر کی گئی ہے، تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ یونیورسٹیاں اور انسٹیٹیوٹ ڈگری جاری کرنے میں پوری طرح خود مختار ہیں اور اس عمل پر کسی حکومتی اتھارٹی کا کوئی چیک نہ ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) درست نہ ہے۔پبلک سیکٹر میں 12 یونیورسٹیاں ہیں جبکہ پرائیویٹ سیکٹر میں 15 یونیورسٹیاں اور 7 انسٹیٹیوٹس کو چارٹر دیا گیا ہے۔مذکورہ یونیورسٹیوں کی تفصیل Annex-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔پنجاب حکومت نے پرائیویٹ یونیورسٹی کو چارٹر دینے کے لئے جو criteria بنایا گیا ہے وہ HEC کی مشاورت سے بنایا گیا ہے۔حکومت پنجاب نے ایکریڈیٹیشن کمیٹی بھی تشکیل دی ہے جو criteria کو مدنظر رکھتے ہوئے یونیورسٹی معیار پر پورا اترتی ہے اسے چارٹر دیا جاتا ہے اور اس کمیٹی میں HEC کا نمائندہ بھی ممبر ہے۔یہ بھی درست نہ ہے کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن کے اول اور دوم معیار کی لسٹ میں نہیں آ سکیں بلکہ تمام یونیورسٹیاں ہائر ایجوکیشن کمیشن کی رینکنگ کی "W" کیٹیگری میں آتی ہیں۔

(ج) یونیورسٹیوں کے تعمیری رقبہ کی تفصیل Annex-D ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تمام یونیورسٹیاں اپنے امتحانی سسٹم کے تحت ڈگریاں جاری کرنے میں خود مختار ہیں لیکن تمام یونیورسٹیوں کے ایکٹ میں یہ شق موجود ہے کہ حکومت / چانسلر کسی بھی معاملہ میں انکوائری کر سکتا ہے اور انکوائری کمیٹی کی سفارشات کے پیش نظر ایکشن لے سکتا ہے۔اس طرح یہ کہنا درست نہ ہے کہ یونیورسٹیوں پر حکومتی اتھارٹی کا چیک نہ ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! جز(ب) میں لکھا ہے کہ تمام یونیورسٹیاں ہائر ایجوکیشن کمیشن کی رینکنگ کی W کیٹیگری میں آتی ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ W سے کیا مراد ہے، W کے علاوہ اور کون سی کیٹیگریز ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہائر ایجوکیشن کمیشن نے اپنا criteria بنایا ہوا ہے۔ ان کی رینکنگ W1 سے W4 تک ہوتی ہے۔ ہماری یونیورسٹیاں اس وقت W1 رینکنگ پر آتی ہیں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں سے زیادہ تر یونیورسٹیاں ہائر ایجوکیشن کمیشن کے مقرر کردہ معیار پر پورا نہیں اترتیں اور ہائر ایجوکیشن کمیشن کے اوّل اور دوم معیار کی لسٹ میں نہیں آسکیں، کیا وزیر تعلیم فرمائیں گے جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کی ساری یونیورسٹیاں W1 کیٹیگری میں ہی آتی ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے پاس جو تفصیل ہے اس میں ہماری یونیورسٹیاں W1 کیٹیگری میں آتی ہیں۔ انہوں نے جو اول اور دوم معیار کی بات کی ہے تو ہائر ایجوکیشن کمیشن نے W1، W2، W3 اور W4 معیار رکھا ہوا ہے۔ اس میں بہت ساری چیزیں ہیں کہ فیکلٹی میں پی ایچ ڈی کتنے ہیں، پروفیسرز کی تعداد کیا ہے اور کون کون سے ڈیپارٹمنٹ ہیں اس حوالے سے وہ رینکنگ کرتے ہیں۔ ہماری یونیورسٹیاں ابھی W1 کیٹیگری میں آتی ہیں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ تمام یونیورسٹیاں W1 کیٹیگری میں نہیں آتیں، اس کے علاوہ جو جواب دیا گیا ہے وہ مبہم ہے بلکہ ہمیشہ مبہم جواب دیئے جاتے ہیں تفصیلی نہیں دیئے جاتے۔ یہاں پر یہی لکھا ہوا ہے کہ تمام یونیورسٹیاں W کیٹیگری میں آتی ہیں۔ اب W کیٹیگری میں تو W4 بھی آتی ہے اور W3 بھی آتی ہے۔ اگر ہائر ایجوکیشن کمیشن نے چار کیٹیگریز مقرر

کی ہیں تو اسی میں اول، دوئم، سوئم اور چہارم ہے، اردو میں one, two, three and four کو ایسے ہی کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا one, two, three اردو کا ہے؟

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! اردو میں اول، دوئم، سوئم اور چہارم کہتے ہیں۔ اس حوالے سے میری یہی گزارش ہے کہ جواب ہمیشہ مبہم آتے ہیں، صرف W کہہ دینا کافی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہائر ایجوکیشن کمیشن کا standardized criteria بنا ہوا ہے۔ میں اس کی کاپی ان کو provide کر دیتا ہوں تاکہ یہ دیکھ لیں کہ W1 سے W4 تک کس طرح ہائر ایجوکیشن کمیشن نے اسے categorized کیا ہے۔

جناب سپیکر: انہیں خود بھی کافی پتا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجھے معلوم ہے کہ ان کا ایجوکیشن سے تعلق ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! کیا آپ سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے خیال میں محرک کا بڑا valid ضمنی سوال تھا کہ ہمیں وہ بتادیں کہ کون سی یونیورسٹی W1 اور کون سی W2 میں آتی ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ میں تفصیل فراہم کر دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ صرف محرک کو تفصیل فراہم نہ کریں۔ اگر یہ جواب میں شامل ہو جاتا تو باقی ممبران کو بھی معلوم ہو جاتا یا اگر وہ ابھی پڑھ کر ہمیں بتادیں تو بھی سب کو معلوم ہو جائے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پوچھا گیا تھا کہ یونیورسٹیوں کا رقبہ کتنا ہے، ہر یونیورسٹی کی عمارت کتنے رقبہ پر تعمیر کی گئی ہے؟ میں تو دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں کہ کوئی عمارت بیس ایکڑ

پر تعمیر کی گئی ہے اور کسی کا مکعب فٹ میں جواب دیا گیا ہے اور کسی کا کنالوں میں جواب دیا ہوا ہے۔ اگر ایک ہی criteria کے ساتھ جواب دیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا کیونکہ عمارت کی تعمیر مکعب فٹ میں ظاہر کی جاتی ہے اور یہی طریق کار ہے۔ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کی عمارت 12.35 ایکڑ پر محیط ہے اور پھر آگے کنالوں اور مکعب فٹ میں بھی لکھا ہوا ہے۔ ان سب میں بڑا فرق ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہونا چاہئے تھا کہ اتنے مکعب فٹ اس یونیورسی کی عمارت ہے اور اتنے مکعب فٹ اس یونیورسٹی کی عمارت ہے۔ یہاں مبہم جواب دیا گیا ہے۔ اگر اس کی تفصیل ہمیں صحیح مل جاتی تو ہمیں بھی معلوم ہو جاتا کہ یونیورسٹی بنانے کے لئے یہ criteria ہے کہ اتنے مکعب فٹ کے ہال ہوں گے، ہاسٹل ہوں گے اور کلاس رومز ہوں گے۔

جناب سپیکر: کیا گورنمنٹ کالج یونیورسٹی آج ہی بنی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے آج یا کل کی تو بات ہی نہیں کی۔ میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ کتنے مکعب فٹ پر یہ عمارتیں مشتمل ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جب سوال آیا تو یونیورسٹیوں کو بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے تفصیلات بھیجی ہیں۔ یہاں بارہ یونیورسٹیوں کی تفصیل دی گئی ہے۔ جی سی یونیورسٹی نے ایکڑوں میں بتایا ہے اور باقی سب نے مکعب فٹ میں ہی بتایا ہے۔ میں ان کی بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ مجھے بھی معلوم ہے کہ construction کو مکعب فٹ میں ہی mention کیا جاتا ہے اس لئے یونیورسٹیوں کو چاہئے تھا کہ وہ ہمیں مکعب فٹ میں جواب دیتے۔ ہم آئندہ کوشش کریں گے کہ ایسی غلطی نہ ہو۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس میں ایک فہرست دی گئی ہے جس میں پندرہ یونیورسٹیاں پرائیویٹ سیکٹر کی ہیں، بارہ یونیورسٹیاں پبلک سیکٹر کی ہیں اور سات انسٹیٹیوٹس کا ذکر ہے۔ یہ جو تفصیل آئی ہے ان میں سے صرف بارہ پبلک سیکٹر کی ہیں اور بائیس پرائیویٹ سیکٹر کی ہیں۔ ان میں تفریق نہیں کی گئی لیکن انسٹیٹیوٹس کا رقبہ مختلف ہے، پبلک سیکٹر کی یونیورسٹیوں کا مختلف ہے اور پرائیویٹ یونیورسٹیوں کا مختلف ہے۔ ان کی تفریق واضح طور پر سامنے نہیں آئی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ایک کمیٹی ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی ہے اس کی تفصیل میرے پاس ہے میں ابھی ان کو دے دیتا ہوں۔ اس کو Accreditation Committee کا نام دیا جاتا ہے۔ جب بھی کسی یونیورسٹی یا کالج کو charter دینا ہوتا ہے تو وہ finalize کرتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں نام بتا دیتا ہوں کہ جو لوگ اس کمیٹی کے ممبران ہیں۔ اس میں لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) محمد اکرم وائس چانسلر یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، سابق وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر منور سلطانہ مرزا، رحیم بخش چنا، ڈی جی (اے اینڈ اے) ہائر ایجوکیشن کمیشن، ایڈیشنل سیکرٹری فنانس ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب، سیکرٹری لاء اینڈ پارلیمنٹری افیئرز گورنمنٹ آف پنجاب، ڈاکٹر شاہد امجد چودھری ڈائریکٹر لاہور سکول آف اکنامکس برکی روڈ لاہور اور ایڈیشنل سیکرٹری Academics ہائر ایجوکیشن ذرق مرزا سیکرٹری آف کمیٹی ہیں۔ اس وقت existing کمیٹی یہ ہے۔ یہ سارے criteria کو دیکھ کر اجازت دیتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں شفیع محمد صاحب کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: On his behalf سوال نمبر 5598 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے میاں شفیع محمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

انٹرمیڈیٹ بورڈ لاہور کے ملازمین کی تفصیلات

*5598: میاں شفیع محمد: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2006 سے آج تک انٹرمیڈیٹ بورڈ لاہور کے کتنے ملازمین دادرسی کے لئے کس کس عدالت میں گئے، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کتنے ملازمین کے حق میں کس کس عدالت نے کیا فیصلہ دیا اور کب، تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کتنے فیصلوں پر بورڈ نے عملدرآمد کیا اور کتنے فیصلوں پر ابھی تک کس بناء پر عملدرآمد نہ کیا، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا حکومت عدالتوں کے فیصلوں پر عمل درآمد کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ،لاہور کے کل اٹھارہ ملازمین یکم جنوری 2006 تا 14۔ مئی 2010 اپنی داد رسی کے لئے مختلف عدالتوں میں گئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) چار ملازمین کے حق میں مختف عدالتوں نے فیصلے دیئے جن کی تفصیل سامنے درج ہے۔

نمبر شمار	نام ملازم مع عہدہ	نوعیت کیس	بنام	سال	نام عدالت	فیصلہ عدالت مع تاریخ
1	مسٹر خالد محمود، اسسٹنٹ	جعلی نمبروں کی ایوارڈلسٹ تیار کرنے کا معاملہ	بورڈ	2006	پنجاب سروسز ٹربیونل،لاہور	اپیل منظور ہوئی مورخہ 16-01-2006
2	مسٹر ضیغم عباس، جونیئر کلرک	دفتر سے بغیر اطلاع غیر حاضری کا معاملہ	بورڈ	2006	پنجاب سروسز ٹربیونل،لاہور	اپیل منظور ہوئی مورخہ 03-06-2009
3	مسٹر محمد اعجاز، سینئر کلرک	دفتر سے بغیر اطلاع غیر حاضری کا معاملہ	بورڈ	2006	پنجاب سروسز ٹربیونل،لاہور	اپیل منظور ہوئی مورخہ 18-06-2008
4	مسٹر آفتاب احمد سینئر کلرک	ریکارڈ میں ردوبدل کا معاملہ	بورڈ	2007	سپریم کورٹ آف پاکستان	اپیل منظور ہوئی مورخہ 07-09-2007

(ج) بورڈ نے مندرجہ بالا چار کیس جن کے عدالتوں سے فیصلہ جات موصول ہوئے تھے ان پر عملدرآمد کر لیا ہے۔تاہم دو ملازمین بورڈ کے حق میں پنجاب سروس ٹربیونل کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان / ہائیکورٹ میں اپیل دائر کی ہوئی ہیں۔

نمبر شمار	نام ملازم مع عہدہ	نوعیت کیس	بنام	سال	نام عدالت	فیصلہ عدالت مع تاریخ
1	مسٹر شبیر احمد اسسٹنٹ	ریکارڈ میں ردوبدل کا معاملہ	بورڈ	2010	سپریم کوٹ آف پاکستان	رٹ زیر سماعت ہے
2	مسٹر عبدالصبور روزانہ اجرتی کلرک	میرٹ کے مطابق بھرتی کرنے کا معاملہ	بورڈ	2009	لاہور ہائی کورٹ لاہور	رٹ زیر سماعت ہے

(د) جی ہاں!حکومت نے عدالتی فیصلوں پر عمل درآمد کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جز(ب) میں چار کیسوں کا حوالہ دیا گیا ہے جن میں سے تین کیسوں کی پنجاب سروس ٹربیونل نے اپیلیں منظور کی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ نے ان وجوہات پر غور کیا تھا کہ پراسیکیوشن نے کیس کمزور کئے اور کیا محکمہ ان فیصلہ جات کے خلاف اعلیٰ عدالتوں میں گیا تھا، اگر نہیں تو کیوں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ کتنے ملازمین کے حق میں کس کس عدالت نے کیا فیصلہ دیا، تفصیل بتائی جائے۔ اس حوالے سے چار ملازمین کے حق میں مختلف عدالتوں نے فیصلے دیئے ہیں جن کی تفصیل دے دی گئی ہے اور انہوں نے بھی دیکھ لی ہے۔ جواب میں پہلے نمبر پر بتایا گیا ہے کہ خالد محمود جو پنجاب سروسز ٹریبونل میں گیا تھا جس کی اپیل منظور ہوئی تھی اس کا مطلب یہ ہے کہ متعلقہ ملازم کے حق میں فیصلہ دیا گیا ہے اور وہ اسی جگہ پر reinstate ہو گیا تھا۔ اسی طرح ضیغم عباس بھی پنجاب سروسز ٹریبونل کے ذریعے آ گیا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ جواب میں درج ملازمین کی جب اپیلیں منظور ہوئیں تو بعد میں محکمہ نے سپریم کورٹ میں کوئی اپیل کی تھی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ ہائر فورم سپریم کورٹ ہے۔ سیریل نمبر چار پر آفتاب احمد کی اپیل سپریم کورٹ سے منظور ہوئی ہے۔ اسی طرح پنجاب سروسز ٹریبونل بھی competent authority ہے جب اُس کے ذریعے سے کسی کی اپیل منظور کر لی جاتی ہے تو ملازم reinstate ہو جاتا ہے۔ میں یہ بھی check کر لیتا ہوں کہ آیا محکمہ پنجاب سروسز ٹریبونل کے فیصلے کے خلاف ہائر فورم سپریم کورٹ کے پاس گیا ہے؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب صرف یہ بتا دیں کہ یہ کب تک ہاؤس میں بتا دیں گے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں آج ہی بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کل بتائیے گا۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

میاں طارق محمود: سوال نمبر 5903 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات، بوائز ڈگری کالج ڈنگہ کے پرنسپل کی خالی اسامی و دیگر تفصیلات

*5903: میاں طارق محمود: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بوائز ڈگری کالج ڈنگہ ضلع گجرات میں پرنسپل کی اسامی کب سے خالی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب سے کالج مکمل ہو کر چلا تو تعداد زیادہ تھی اب پرنسپل اور ادارہ ہذا کی کارکردگی ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے بچے کالج چھوڑ کر دوسرے کالجوں میں جا رہے ہیں، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز ڈنگہ گجرات میں پرنسپل کی اسامی مورخہ 07-09-15 سے خالی ہے تاہم اس پر مسٹر انجم نسیم لیکچرار ریاضی انچارج پرنسپل کے طور پر 09-07-15 سے کام کر رہے تھے اور اب مورخہ 2010-12-24 کو مسٹر وقار احمد لیکچرار کیمسٹری بطور پرنسپل Additional Charge/کام کر رہے ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے یہ کالج 04-09-01 کو قائم ہوا۔ ابتدا میں طلباء کی تین سالہ اوسط تعداد 186 تھی جبکہ گزشتہ تین سالوں کی اوسط تعداد 211 طلباء پر مشتمل ہے۔ ٹیچنگ سٹاف کی کمی ہے جس کی وجہ سے طلباء کو پریشانی کا سامنا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے آخر میں لکھا گیا ہے کہ گزشتہ تین سالوں کی اوسط تعداد 211 طلباء پر مشتمل ہے۔ ٹیچنگ سٹاف کی کمی ہے جس کی وجہ سے طلباء کو پریشانی کا سامنا ہے۔ منسٹر صاحب بتادیں کہ اس کا کوئی حل کیا گیا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! دراصل یہاں پر جواب پرانا ہے مگر اس کی existing position یہ ہے کہ موجودہ سال میں طلباء کی تعداد بڑھ کر 325 ہو چکی ہے۔ جہاں تک اساتذہ کا تعلق ہے جیسے میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ فوری طور پر CTIs recruit کر کے سٹاف کا انتظام کیا جاتا ہے اور جیسے ہی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے لیکچرارز آ جاتے ہیں محکمہ اُن کو کالجوں میں تعینات کر دیتا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! کیا یہ بھی درست ہے کہ جب سے یہ گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز بنا ہے اُس وقت سے لے کر اب تک اس میں فرنیچر نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کالج کے نئے فرنیچر کے لئے بجٹ میں پیسے رکھے گئے تھے جس کی سمری جاچکی ہے اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ موجودہ مالی سال ختم ہونے سے پہلے پہلے اس کالج میں فرنیچر مہیا کر دیا جائے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے لہذا منسٹر صاحب کوئی تاریخ مقرر کر دیں کہ فلاں تاریخ تک فرنیچر مہیا کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا تو دیا ہے۔ شاید آپ نے سنا نہیں ہو گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! مہربانی فرما دی جائے کیونکہ بچوں کا مسئلہ ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے بتایا ہے کہ Blocked Allocation کے کالجوں کی funding کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کو سمری بھجوادی ہوئی ہے۔ جونہی approval ہو گی اس کالج کو فرنیچر مہیا ہو جائے گا۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ یہ تاریخ دیکھ لیں کہ 15-09-2007 سے آج تک اس کالج میں پرنسپل کی تقرری مستقل بنیادوں پر نہیں کی گئی اور ساڑھے چار سال سے اس ادارے کو ایڈیشنل چارج پر چلایا جا رہا ہے۔ اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو گا کہ پہلے ایک فرد کو چارج دے دیتے ہیں پھر دوسرے اور پھر تیسرے کو دے دیتے ہیں۔ منسٹر صاحب اس ادارے میں ساڑھے چار سال سے مستقل پرنسپل کی تقرری نہ کرنے کی وجہ بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز ڈنگہ گجرات میں پرنسپل کی اسامی مورخہ 15-09-2007 سے خالی تھی تاہم اس پر مسٹر انجم نسیم لیکچرار ریاضی انچارج پرنسپل کے طور پر 15-07-2009 سے کام کر رہے تھے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جواب سب نے پڑھ لیا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ 11-10-14 سے اس کالج میں مستقل پرنسپل کی تعیناتی کر دی گئی ہے جن کا نام ڈاکٹر عبدالرؤف ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چودھری طاہر محمود ہندلی صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: سوال نمبر 5935 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ گرلز کالج ڈاک بنگلہ مری میں کلاسز کا اجراء

*5935: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج فار گرلز ڈاک بنگلہ مری کی عمارت کافی عرصہ سے مکمل ہو چکی ہے مگر ابھی تک کلاسز کا اجراء نہ ہو سکا ہے؟

(ب) اس عمارت کی تعمیر کب شروع کی گئی تھی اور کب تک مکمل ہوئی، کیا کالج بلڈنگ مکمل ہونے کے بعد محکمہ تعلیم نے اس عمارت کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے اور اگر نہیں لیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس تاخیر کے ذمہ داروں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نیز کب تک اس کالج میں کلاسز کا اجراء ہو جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کالج فار گرلز ڈاک بنگلہ مری کی عمارت 11-07-18 کو مکمل ہوئی اور 11-09-20 کو کلاسز کا اجراء کر دیا گیا۔

(ب) کالج کی عمارت کی تعمیر 2003-04-04 کو شروع ہوئی اور مورخہ 2010-05-10 کو 90 فیصد کام مکمل ہونے کے بعد عمارت محکمہ تعلیم کے حوالے کی گئی تاہم بقیہ کام کی تکمیل کے بعد یہ عمارت 11-07-18 کو مکمل کر دی گئی۔ کالج کی عمارت کا افتتاح 11-09-20 کو ہوا اور کالج ہذا میں اس وقت سال اول میں 63 طالبات اور سال سوئم میں 41 طالبات زیر تعلیم ہیں۔

(ج) کالج کی عمارت کی تکمیل کے فوراً بعد کلاسز کا اجراء کر دیا گیا ہے اور کسی قسم کی تاخیر نہیں ہوئی۔ تاہم جز(الف)اور (ب) کے جوابات میں بھی اس کی وضاحت تفصیل سے کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! جواب میں کہا گیا ہے کہ اس کالج کی تعمیر 04-04-2003 کو شروع ہوئی جو 18-07-2011 کو مکمل ہوئی۔ میرا سوال دینے وقت مقصد یہ تھا کہ یہ اتنے عرصہ سے مکمل ہے مگر محکمہ تعلیم نے اسے takeover نہیں کیا تھا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2003 سے لے کر 2011 تک کیا اس کے لئے بجٹ مختص کیا جاتا رہا؟

جناب سپیکر: انجینئر صاحب! آپ اس بات کو چھوڑ دیں اور موجودہ صوت حال کے متعلق پوچھیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس وقت موجودہ صورتحال یہ ہے کہ 18-07-11 کو عمارت مکمل ہو گئی تھی اور کالج کی عمارت کا افتتاح 20-09-11 کو ہوا اور کالج ہذا میں اس وقت سال اول میں 63 طالبات اور سال سوئم میں 41 طالبات زیر تعلیم ہیں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! انہوں نے آپ کے سوال کا جواب دیا ہے مگر میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔ اس کالج کی حالت یہ تھی کہ عمارت مکمل تھی اور محکمہ تعلیم کی غفلت کی وجہ سے چھ سال بچوں کا نقصان ہوا ہے مگر سوال دینے کے بعد محکمہ نے اسے takeover کیا ہے اور الحمدللہ اب کلاسیں شروع ہو گئی ہیں۔ اب مجھے بجٹ کے حوالے سے بتا دیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! انہیں بتا دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے کیونکہ یہ پچھلے چار پانچ سال کی تفصیل مانگ رہے ہیں جو میرے پاس نہیں ہے کہ اس پر کس کس طرح بجٹ خرچ ہوا اس حوالے سے مکمل تفصیل محکمہ سے نکلوانی پڑے گی۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب صرف یہ بتا دیں کہ اگر اس کالج کی تعمیر 2003 سے شروع ہوئی تھی تو کیا ہر سال اس کے لئے بجٹ مختص کیا جاتا رہا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ تفصیل میں انہیں مہیا کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6063 ہے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوئین میری کالج لاہور کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

*6063: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم کوئین میری کالج کو سال 2010 میں یونیورسٹی کا درجہ دے دے گا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس کالج کو کب تک یونیورسٹی کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ ہائر ایجوکیشن حکومت پنجاب 2010 میں کوئین میری کالج کو یونیورسٹی کا درجہ نہ دے سکا کیونکہ ابھی PC-II مکمل نہیں ہو سکا تھا۔ اس کی تکمیل کے لئے P&D کی معاونت سے Consultants کی خدمات لی جا رہی ہیں۔ اس کے علاوہ feasibility study اور رپورٹس کے مطابق معاملات کو آگے بڑھایا جائے گا۔

(ب) ہائر ایجوکیشن کمیشن کے بتائے گئے criteria اور Consultants کی feasibility reports کے مطابق کوئین میری کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔

واضح رہے کہ مندرجہ بالا لوازمات کی تکمیل ہائر ایجوکیشن کمیشن کی اس بابت جاری کی گئی ہدایات (guidelines) کی رو سے ضروری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! یہ سال 2010 میں بھیجا گیا تھا جس کی اب باری آئی ہے اور اس کے جواب سے میں متفق نہیں ہوں کیونکہ انہوں نے دو سال کے بعد بھی یہی لکھا ہے کہ اس کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کے لئے P&D کی معاونت سے Consultants کی خدمات لی جا رہی ہیں۔ میری ان سے گزارش ہے کہ feasibility study اور reports کے مطابق کب تک معاملات کو آگے بڑھایا جائے گا؟

جناب سپیکر: محترمہ! اگر آپ نے منسٹر صاحب سے گزارش کرنی ہے تو پھر آپ ان کے پاس بیٹھ کر بات کر لیں۔آپ مجھ سے مخاطب ہوں۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! میں آپ ہی سے مخاطب ہوں۔انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ reports کے مطابق معاملات کو آگے بڑھایا جائے گا۔ میں یہی پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان معاملات کو آگے بڑھاتے ہوئے اس کالج کو یونیورسٹی کا درجہ کب تک دیا جائے گا جبکہ جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے کئی یونیورسٹیاں معرض وجود میں آئی ہیں۔ابھی ایک ہمدرد یونیورسٹی بنادی گئی ہے حالانکہ اس چیز کا خیال ہی نہیں کیا جاتا کہ جگہ کتنی ہے اور بیٹھنے کو جگہ ہے یا نہیں ہے، گھروں کے اندر یونیورسٹیاں اوپن کر دی گئی ہیں۔وہ یونیورسٹیاں تو بن گئی ہیں لیکن ایک ایسا نامور ادارہ ہے جو پاکستان بننے سے پہلے کا ہے اور اس ادارے کو بنے ہوئے سو سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے لیکن اسے ابھی تک consult کر رہے ہیں تو آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس ادارے کو کب تک یونیورسٹی کا درجہ دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! کسی بھی ادارے کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کے لئے اس کی land وہاں پی ایچ ڈی ڈاکٹرز، طلباء کی تعداد اور بلڈنگ وغیرہ تمام چیزوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔یہ درست فرما رہی ہیں کہ یہ بڑا پرانا اور تاریخی ادارہ ہے جسے وومن یونیورسٹی میں convert کرنے کا حکومت کا بالکل ارادہ ہے اور اس کے PC-II پر اس وقت کام ہو رہا ہے جب ہم یونیورسٹی بننے کے لئے درکار اس کی تمام formalities اور تمام چیزیں provide کر دیں اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ اگلے سال ہم کوشش کریں گے کہ اسے یونیورسٹی کا درجہ دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس کے کام کو expedite کرائیں کیونکہ یہ تو آپ کے لئے چیلنج ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ ادارہ لاہور کے سنٹر میں ہے جبکہ پنجاب یونیورسٹی یا لاہور یونیورسٹی میں شمالی لاہور کے لوگوں کا آنا جانا بھی مشکل ہے اور 103 سال کوئین میری سکول اور کالج کو بنے ہوئے ہو گئے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ کون سی ایسی گائیڈ لائن ہے جس کی اب ضرورت ہے کہ اسے ابھی تک یونیورسٹی کا درجہ نہیں دیا جا رہا؟

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! میں نے بھی ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے انہیں کہہ دیا ہے اور آپ کی بات میں نے ان سے کر لی ہے کہ یہ آپ کے لئے چیلنج ہے جتنا جلدی بنوا سکتے ہیں اسے بنوائیں۔ میں اس سوال کے جواب کے بعد آپ کو دوبارہ وقت دیتا ہوں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس ادارے کو پہلے ہی ہم نے خود مختاری دے رکھی ہے اور یہاں پر بورڈ آف گورنرز بنا ہوا ہے اور جن اداروں کو خود مختاری دی جاتی ہے انہیں یونیورسٹی کا چارٹر دینے میں بعد میں آسانی رہتی ہے اور اگر کسی ادارے کو آپ نے مستقبل میں یونیورسٹی کا درجہ دینا ہے تو یہ first step ہوتا ہے اس کی مثال آپ کے سامنے گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور کالج وومن یونیورسٹی بھی ہے کہ وہ اسی طرح کالج تھے اور بعد میں یونیورسٹیاں بنیں۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال میں ہماری کوشش ہوگی کہ اسے یونیورسٹی کا چارٹر ملے۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! اس کا کیا criteria ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا اور ایک کمیٹی کا بھی بتایا ہے کہ وہ فیصلہ کرتی ہے کہ کون سا ادارہ ہے جسے ہائر ایجوکیشن کے حوالے سے یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔

(اس مرحلہ پر موبائل فون کی گھنٹی بجی تو جناب سپیکر نے کہا کہ
جس کا یہ فون ہے اسے ضبط کیا جائے)

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اس کی زمین کتنی ہے، پی ایچ ڈی ڈاکٹرز کتنے ہیں، وہاں پر طلباء کی تعداد کیا ہے اور اس کا ایک پورا criteria یا ہائر ایجوکیشن کمیشن کی طرف سے بنا ہوا ہے جس کی تفصیل میں انہیں فراہم کر دیتا ہوں جو کہ stepwise بنی ہوئی ہے تاکہ انہیں تفصیلی طور پر پتا چل سکے۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! یہ تفصیل کب دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں انہیں ابھی دے دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ تمام ممبران کو دیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں کا پیاں اتنی نہیں ہوتیں کہ تمام ممبران کو دی جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر بول دیا کریں۔

جناب سپیکر: آگے چونکہ معزز ممبران کے بڑے اہم سوالات آرہے ہیں اور بولنے پر وقت کافی لگ جائے گا۔

(اس مرحلہ پر یونیورسٹی criteria کے حوالے سے تفصیلات محترمہ نسیم لودھی کو فراہم کی گئیں)

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ criteria کسی بھی کالج یا یونیورسٹی کے لئے fixed criteria ہے اور پھر انہوں نے کہا ہے کہ P&D کی معاونت سے Consultant کی خدمات لی جا رہی ہیں why کیونکہ اگر ایک criteria fix ہے تو Why are they wasting money to hire the Consultant اور خود ہی P&D کیوں نہیں کرتی اور Consultant کو پیسا کیوں دیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! P&D ڈیپارٹمنٹ کو جب ہائر ایجوکیشن کمیشن کی طرف سے کسی ادارے، کالج یا یونیورسٹی کا کوئی بھی پراجیکٹ بھیجا جاتا ہے تو چونکہ ان کے پاس consultancy services ہوتی ہیں اور یہ Consultants ان کے اپنے ہوتے ہیں جو P&D میں کام کر رہے ہیں جنہیں انہوں نے بھیجا ہوا ہے اور اس کی قانونی ضرورت بھی ہوتی ہے کہ consultants سے رجوع کیا جائے کیونکہ وہ professionals ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال صفدر گل صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 6265 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے جناب محمد شفیق خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی ڈگری کالج فار بوائز ٹیکسلا کے مسائل

*6265: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈگری کالج (بوائز) ٹیکسلا راولپنڈی کی چار دیواری نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج ہذا اس جگہ بنایا گیا ہے جہاں پر بڑے بڑے گھڑے پڑے ہوئے ہیں، جس سے طلباء کو آمدورفت میں شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کا راستہ بھی نہ ہے؟

(د) کیا حکومت اس کالج کے مذکورہ مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج (بوائز) ٹیکسلا کی چار دیواری نہیں ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ کالج کی زمین ناہموار ہے۔

(ج) کالج تک رسائی کے لئے راستہ موجود ہے مگر مین روڈ سے کوئی پختہ سڑک کالج تک نہیں آتی۔یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ پختہ سڑک کی تعمیر ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

(د) موجودہ مالی سال میں سالانہ ترقیاتی پروگرام (ADP2011-12) میں کالجوں کو missing facility فراہم کرنے کے لئے 600 ملین روپے کا بلاک موجود ہے جس کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب سے منظوری لی جارہی ہے تاکہ پنجاب کے کالجوں کو ضروری سہولیات فراہم کی جاسکیں۔گورنمنٹ کالج فار بوائز ٹیکسلا کے جملہ مسائل بھی حل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اس ضمن میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے سمری بھیجی جارہی ہے تاکہ فنڈز کی فراہمی یقینی بنائی جاسکے۔وزیر اعلیٰ کی منظوری کے بعد تمام قانونی کارروائی مکمل کرکے مذکورہ بالا کالج کو تمام ضروری سہولیات مہیا کردی جائیں گی۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! سوال بوائز ڈگری کالج ٹیکسلا کی چار دیواری سے متعلق تھا اور جواب دیا گیا ہے کہ اس کالج کی چار دیواری ہے، کالج کی زمین ہموار ہے اور نہ ہی کوئی پختہ سڑک بھی اس کی طرف جاتی ہے جبکہ سڑک کے بارے میں یہ کہہ دیا گیا ہے کہ یہ ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اصولاً تو یہ سوال بنتا ہے کہ وہاں پر "بچے اور سٹاف بھی ہے کہ نہیں"؟ لیکن میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کالج کب بنا تھا اور جب سے یہ بنا ہے تب سے کیا یہی حالت ہے اور سڑک بنانا ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے اور کیا ضلعی حکومت کے ساتھ کوئی بات چیت جاری ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اسے زیادہ عرصہ نہیں ہوا اور کالج بننے کی exact تاریخ کا میں پتا کر کے بتا دوں گا۔ اس کالج میں زمین ناہموار ہے اور چار دیواری بھی اس کی نہیں ہے لیکن میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ADP 2011-12 میں کالجوں کی missing facilities کے لئے 600 ملین روپے کا blocked allocation رکھا ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کالج میں تمام missing facilities پوری کرنے کے لئے approval دے دی ہے تو انشاءاللہ تعالیٰ جیسے ہی فنڈز ریلیز ہوتے ہیں تو اس کالج میں تمام سہولتیں مہیا کر دی جائیں گی۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! کیا سڑک کے حوالے سے ضلعی حکومت کے ساتھ کوئی کوآرڈینیشن کی ہے کیونکہ یہ کوئی عام سڑک نہیں ہے بلکہ کالج کو جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سڑک ضلعی حکومت نے بنانی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ انہیں recommend کر کے بھیجیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ضلعی حکومت کو پہلے ہی ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے تحریری طور پر بھیجا ہے کہ سڑک بنائی جائے۔ یونیورسٹی کی "W" Categories کی detail بھی میرے پاس آ گئی ہے جو میں انجینئر قمر الاسلام صاحب کو provide کر دیتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر وزیر موصوف کی طرف سے یونیورسٹی کی "W" Categories کی
تفصیلات انجینئر قمر الاسلام راجہ کو پہنچائی گئیں)

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی جناب شفیق خان صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے،dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال کا نمبر 6605 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سیالکوٹ لیکچرار
کی منظور شدہ اسامیاں ودیگر تفصیلات

*6605: محترمہ نسیم ناصر خواجہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:–

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سیالکوٹ میں کل کتنی لیکچرار، اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسرز کی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور کتنی ابھی تک خالی پڑی ہیں اور یہ کب تک پر کر دی جائیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

مندرجہ بالا اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پروفیسر			ایسوسی ایٹ پروفیسر			اسسٹنٹ پروفیسر			لیکچرار		
S	W	V	S	W	V	S	W	V	S	W	V
2	0	0	14	10	4	35	21	14	57	44	21

نوٹ: خالی اسامیوں پر CTI (کالج ٹیچنگ انٹرنز) عارضی ٹیچر گورنمنٹ نے بھرتی کرکے اساتذہ کی کمی پوری کر دی ہے۔ ریگولر ٹیچر آنے پر عارضی ٹیچر فارغ کر دیئے جائیں گے۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! یہ جواب 20۔ جولائی 2010 کو آیا ہے اور اسے ایک سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے تو اس کا latest status کیا ہے یعنی جو سیٹیں خالی ہو چکی ہیں ان کا جواب 2010 میں آیا ہوا ہے تو اب اس کی latest position کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! latest position اس وقت میرے پاس یہ ہے کہ اساتذہ کی تعداد یہاں پر ابھی اتنی ہی ہے اور میں اسے دوبارہ چیک کروا لیتا ہوں جس طرح

یہ فرما رہی ہیں کہ یہ جواب ایک سال پرانا تھا تو یہاں پر نئے ٹیچرز آنے چاہئیں تھے۔ ویسے stop gap arrangement سی ٹی آئی کا ہے اور وہاں پر انہوں نے سی ٹی آئی تو ضرور رکھے ہوں گے۔

جناب سپیکر: آپ کو اس کی information ہونی چاہئے۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب والا! اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ جو خالی اسامیاں ہیں وہاں گورنمنٹ نے عارضی ٹیچر بھرتی کر کے اساتذہ کی کمی پوری کر دی ہے لیکن جب ریگولر ٹیچرز آئیں گے تو ان کو فارغ کر دیا جائے گا۔ مجھے بتایا جائے کہ جن کو فارغ کر دیا جائے گا ان کا ابھی تک status کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ clearly mentioned ہیں جب جاب دی جاتی ہے تو انہوں نے یہاں پر as an Internee کام کرنا ہے۔ جب ہمارے پاس پبلک سروس کمیشن سے ریگولر ٹیچر آئیں گے تو ان کو وہاں سے فارغ کر دیا جائے گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! کیا منسٹر صاحب اور محکمے کی ڈیوٹی نہیں ہے کہ اس کو update کر کے لائیں؟

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! اس کا جواب آئے ہوئے ڈیڑھ سال سے اوپر عرصہ ہو گیا ہے تو اس کی current position کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بالکل درست کہہ رہی ہیں اور میں یہ admit کرتا ہوں کہ محکمے نے fresh detail نہیں دی۔ میں ان کو provide کر دوں گا اور اس جواب کو دیکھوں گا کیونکہ اس کی existing position یہ نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کا ڈیپارٹمنٹ پھر کیا کرتا ہے؟ آپ جو detail مانگتے ہیں وہ بھی نہیں دیتا، یہ تو بات ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں نے پہلے جتنے بھی سوالات کے جوابات دیئے ان میں 2007 کے سوالات بھی تھے اس کی میں نے latest detail دی تھی۔ اس ایک سوال میں، مجھے نہیں پتا کہ کس وجہ سے latest detail نہیں آئی اور میں اس کو یہاں پر admit کر رہا ہوں۔ جتنے سوالوں کے جوابات دیئے ہیں سب کی latest detail دی ہیں چاہے وہ دو تین سال پرانا سوال ہو۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! اول تو سوالوں کے جوابات نہیں آتے اگر آتے بھی ہیں تو وہ غلط ہوتے ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ان کالج کے لیکچرارز کی یہ پوزیشن ہے کہ وہاں تو ابھی تک پرنسپل بھی تعینات نہ ہے، اس کی کیا وجوہات ہیں، کیا پڑھے لکھے لوگ اس دنیا میں ختم ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہی ہیں کہ وہاں تو پرنسپل بھی نہیں ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں خاص طور پر ان کے اس سوال کو take up کرتا ہوں اور اس کو دیکھ لیتا ہوں۔ اس کو آپ pending کر دیں میں کل اس کی detail لے آؤں گا۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس جتنے سوالات ہیں جن کے بارے میں کہا ہے اس کے جوابات کل لے آئیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! صرف اسی کے بارے میں کہا ہے باقی سوالوں کی detail provide کر دی ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، کل اس کا جواب لے کر آئیں۔ ویسے کل آپ آ جائیں گے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ان کو کہیں کہ یہاں پر update ہو کر آیا کریں اور time waste نہ کیا کریں۔۔۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بار بار بلاوجہ کھڑے ہو رہے ہیں، مجھے ان پر اعتراض ہے۔ میں نے تمام سوالوں کے update جوابات دیئے ہیں۔ یہ ویسے ہی کھڑے ہو کر اوپر پریس گیلری کی طرف دیکھتے ہیں۔ یہ نمبر بنانے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ خود تیاری کر کے آیا کریں۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں۔یہ بھی House کے معزز ممبر ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے تمام سوالوں کے update جوابات دیئے ہیں، جو سوال update نہیں تھا وہ میں نے admit کیا ہے اور میں کل اس کی detail دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔اب Question Hour ختم ہوتا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں ڈین کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4715: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں dean کی کتنی پوسٹیں ہیں؟

(ب) ان پوسٹوں پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ بتائیں؟

(د) ان ملازمین کو تنخواہ کے علاوہ کیا کیا سہولیات میسر ہیں؟

(ہ) کتنے ملازمین کو H.E.C کی طرف سے منظور کردہ یونیورسٹی الاؤنس دیا جارہا ہے اور کتنے ملازمین کو یہ الاؤنس نہیں دیا جاتا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں dean کی کل چار پوسٹیں ہیں۔

(ب) ان پوسٹوں پر تعیناتی کے لئے کم سے کم تعلیم ایم اے/ایس ایس سی، تجربہ لینتھ آف ٹوٹل سروس /ایجوکیشنل ایڈمنسٹریشن ،ریسرچ پبلیکیشن کم از کم 20 اور بہترین اکیڈمک پرفارمنس۔

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	تعلیم	تجربہ
1	پروفیسر ڈاکٹر مسز کوثر جمال چیمہ	ڈین فیکلٹی آف نیچرل سائنسز	20	پی ایچ ڈی، زوالوجی (یوکے)	ٹیچنگ 34سال ایڈمنسٹریشن 22سال
2	پروفیسر ڈاکٹر مسز ہمالا شاہین خالد	ڈین فیکلٹی آف ہومینیٹیز، اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ	20	پی ایچ ڈی، ایجوکیشن (یوکے)	ٹیچنگ 33سال ایڈمنسٹریشن 17سال
3	پروفیسر ڈاکٹر مسز فرحت سلیمی	ڈین فیکلٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی	20	پی ایچ ڈی، فزکس (یوکے)	ٹیچنگ 30سال ایڈمنسٹریشن 13سال
4	پروفیسر مسز رفعت ثقلین	ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز	20	ایم ایس سی	ٹیچنگ 31سال ایڈمنسٹریشن 10سال

(د) ان ملازمین کو تنخواہ کے علاوہ صرف گاڑی کی سہولت میسر ہے۔

(ہ) HEC کی طرف سے منظور کردہ کسی قسم کا کوئی بھی الاؤنس یونیورسٹی ملازمین کو نہیں دیا جارہا ہے۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں ڈینز کو دی گئی مراعات و دیگر تفصیلات

*4720: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں بطور ڈین فرائض سرانجام دینے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ بتائیں؟

(ب) ڈین کو کون کون سی مراعات سرکاری طور پر حاصل ہیں؟

(ج) کس کس ڈین کے پاس سرکاری گاڑی ہے اور کس کس کے پاس سرکاری گاڑی نہ ہے؟

(د) سال 2005 سے آج تک کس کس ڈین کو کس کس مقصد کے لئے بیرون ملک بھیجا گیا اور کون کون سے ملک بھیجا گیا ان کے وزٹ پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس کالج کی ایک ڈین کو ہی بار بار، وی سی نے بیرون ملک بھجوایا ہے، حکومت ان بے ضابطگیوں پر کیا ایکشن لے رہی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں بطور dean کام کرنے والے افراد کے بارے میں تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	تعلیم	تجربہ
1	پروفیسر ڈاکٹر مسز کوثر جمال چیمہ	ڈین فیکلٹی آف نیچرل سائنسز	20	پی ایچ ڈی، زوالوجی (یوکے)	ٹیچنگ 34 سال ایڈمنسٹریشن 22 سال
2	پروفیسر ڈاکٹر مسز ہمالا شاہین خالد	ڈین فیکلٹی آف ہومینیٹیز، اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ	20	پی ایچ ڈی، ایجوکیشن (یوکے)	ٹیچنگ 33 سال ایڈمنسٹریشن 17 سال
3	پروفیسر ڈاکٹر مسز فرحت سلیمی	ڈین فیکلٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی	20	پی ایچ ڈی، فزکس (یوکے)	ٹیچنگ 30 سال ایڈمنسٹریشن 13 سال
4	پروفیسر مسز رفعت ثقلین	ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز	20	ایم ایس سی	ٹیچنگ 31 سال ایڈمنسٹریشن 10 سال

(ب) یونیورسٹی ہذا میں ڈینز کو تنخواہ کے علاوہ یونیورسٹی کی طرف سے صرف گاڑی کی سہولت حاصل ہے۔

(ج) چاروں ڈینز کو یونیورسٹی گاڑی کی سہولت حاصل ہے۔

(د) 2005 سے آج تک کسی بھی ڈین کو یونیورسٹی کے خرچ پر بیرون ملک نہیں بھیجا گیا۔

(ہ) درست نہ ہے۔ کیونکہ کسی بھی ڈین کو یونیورسٹی کے خرچ پر بیرون ملک نہیں بھیجا گیا۔

ضلع سیالکوٹ میں گرلز / بوائز کالجز و دیگر تفصیلات

*5910: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کتنے گرلز / بوائز کالجز ہیں جن میں ایم اے کی کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے اور کتنے ایسے کالجز ہیں جن میں ابھی تک ایم اے کی کلاسز کا اجراء نہیں کیا گیا اور کیوں، نام و دیگر تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا حکومت ان کالجوں میں ایم اے کی کلاسز کا اجراء کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سیالکوٹ کے مندرجہ ذیل خواتین اور بوائز کالجز میں ایم اے کی کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے۔

1۔ گورنمنٹ مرے کالج سیالکوٹ۔

2۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ علامہ اقبال کالج، سیالکوٹ۔

3۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، سیالکوٹ۔

4۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین ڈسکہ (سیالکوٹ)

ضلع سیالکوٹ کے مندرجہ ذیل بوائز اور گرلز کالجز میں ایم اے کی کلاسز کا اجراء نہیں ہو سکا۔

1۔ گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ۔

2۔ گورنمنٹ علامہ اقبال کالج برائے خواتین سیالکوٹ

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ ان دو کالجز میں ایم اے کے لئے علیحدہ سٹاف / عملہ اور ضروری عمارت نہ ہونے کی وجہ سے کلاسز کا اجراء نہیں ہو سکا۔

(ب) محکمہ اعلیٰ تعلیم ضلع سیالکوٹ کے پانچ میں سے تین کالجز میں ایم اے کلاسز کا اجراء کر چکا ہے جبکہ محکمہ اعلیٰ تعلیم ضرورت محسوس کرے گا تو باقی کے کالجز میں بھی ایم اے کی کلاسز کا اجراء کر دیا جائے گا۔

کالجز کی سائنس لیبارٹریز میں کام کرنے والے لیکچرار اسسٹنٹ کے سروس سٹرکچر کی تفصیلات

*6134: جناب محمد صفدر گل: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام کالجز کی سائنس لیبارٹریز میں کام کرنے والے لیکچرار اسسٹنٹ کا سروس سٹرکچر منظور نہ ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب کی یونیورسٹیز میں بھرتی ہونے والا لیبارٹری اسسٹنٹ / لیکچرار اسسٹنٹ سروس سٹرکچر موجود ہونے کی وجہ سے لیب سپروائزر / لیب سپرنٹنڈنٹ سکیل نمبر 17/16 میں ریٹائر ہوتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لیکچرار اسسٹنٹ 1983-7-1 سے قبل جونیئر لیکچرار اسسٹنٹ سکیل نمبر 5 میں بھرتی ہوتا اور 25/20 سال سروس کرنے کے بعد سینئر لیکچرار اسسٹنٹ سکیل نمبر 6 میں ترقی پاتا اور ریٹائر ہو جاتا ہے۔(S.L.A) کی پورے پنجاب میں 70 کے قریب پوسٹیں تھیں۔1983-7-1 کو بحوالہ نوٹیفکیشن نمبر FD1-2-83 مورخہ 1983-8-25 کو لیکچرار اسسٹنٹ اور سینئر لیکچرار اسسٹنٹ کی سیٹوں کو merge کر کے سیٹ کا نام لیکچرار اسسٹنٹ اور سکیل نمبر 7 دیا گیا؟

(د) کیا حکومت پنجاب یونیورسٹیز میں لیکچرار اسسٹنٹ سروس سٹرکچر کی طرح کالجز میں بھی وہی سروس سٹرکچر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) یہ بات درست نہ ہے۔نومبر 2001 سے پہلے لیکچرار اسسٹنٹ(BPS-07) میں بھرتی ہوئے تھے33فیصد لیکچرار اسسٹنٹ کو(BPS-10)بطور سیلیکشن گریڈ دیا جاتا تھااور وہ اسی سکیل ہی میں ریٹائر ہو جاتے تھے مگر دسمبر 2001 کے بعد پنجاب گورنمنٹ، ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے سیلیکشن گریڈ ختم کر دیا اور اس کے بعد فنانس ڈیپارٹمنٹ، کی منظوری سے بحوالہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نوٹیفکیشن نمبری FD.PC-45-2/2003 مورخہ 19-9-2008 کو50 فیصد بحوالہ نوٹیفیکیشن نمبر SOR-III(S&GAD)1-8/2000 مورخہ 18-6-2009 کو ترمیم کر دی گئی۔

(ب) محکمہ تعلیم اس بات سے متفق نہ ہے۔یونیورسٹیز(خود مختار ادارے ہیں)اور ان کے اپنےpay scale ہیں۔

(ج) جی ہاں!

(د) جی ہاں۔ محکمہ تعلیم اس بات کا ارادہ رکھتا ہے کہ لیکچرار اسسٹنٹ کو حکومت کے مروجہ قوانین کے اندر رہتے ہوئے مزید ترقی کے مواقع فراہم کئے جائیں اور اس سلسلہ میں Tjer Service Structure-4(چار۔درجاتی پروموشن چینل)مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق کیس تیار کرکے سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کو مراسلہ نمبری E-III/12224 مورخہ 11-5-2011 اور مراسلہ نمبری E-III/18428 مورخہ 15-7-2011 کے تحت ارسال کر دیا گیا ہے اور یہ کیس اب ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ میں ریگولیشن ونگ اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھیجنے کے لئے زیر غور ہے مگر محکمہ تعلیم لیکچرار اسسٹنٹ کو خود مختار اداروں کےpay scale کے مطابق برابری دینے سے قاصر ہے۔

BS	7	10	14	16
عہدہ	لیکچرار اسسٹنٹ	سینئر لیکچرار اسسٹنٹ	لیبارٹری سپروائزر	لیبارٹری سپرنٹنڈنٹ
Ratio	50فیصد	25فیصد	15فیصد	10فیصد

انٹر کالج فار بوائز چکری راولپنڈی میں کلاسز کا اجراء و دیگر تفصیلات

*6284: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) انٹر کالج فار بوائز چکری (راولپنڈی) کی عمارت مکمل کب ہوئی اس پر کتنی لاگت آئی؟

(ب) اس میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ وائز کتنی ہیں اور کتنی خالی ہیں؟

(ج) اس میں کلاسز کا اجراء نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کب تک کلاسز کا اجراء کر دیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) تعمیر شدہ عمارت برائے موٹر وے کیمپ آفس، چکری نیشنل ہائے وے اتھارٹی کی طرف سے کالج کے اجراء کے لئے مورخہ 16-9-2005 کو محکمہ تعلیم، حکومت پنجاب کو دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سوال کے جواب کی تفصیل Annex-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کالج ہذا میں کلاسز کا اجراء ستمبر 2009 سے ہو چکا ہے۔

(د) اس کا جواب جز (ج) میں دیا جا چکا ہے۔

سیالکوٹ، گورنمنٹ علامہ اقبال ڈگری کالج برائے خواتین میں لیکچرار زودیگر اسامیوں کی تفصیلات

*6614: محترمہ نسیم ناصر خواجہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

گورنمنٹ علامہ اقبال ڈگری کالج برائے خواتین سیالکوٹ میں لیکچرار، اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسرز کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور کتنی ابھی تک خالی پڑی ہیں ان کو کب تک پر کر دیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

مندرجہ بالا اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پروفیسر			ایسوسی ایٹ پروفیسر			اسسٹنٹ پروفیسر			لیکچرار		
S	W	V	S	W	V	S	W	V	S	W	V
0	0	0	2	0	2	3	2	1	17	13	4

نوٹ: خالی اسامیوں پر CTI (کالج ٹیچنگ انٹرنز) عارضی ٹیچرز گورنمنٹ نے بھرتی کر کے اساتذہ کی کمی پوری کر دی ہے۔ ریگولر ٹیچر آنے پر عارضی ٹیچر فارغ کر دیئے جائیں گے۔

لاہور۔گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج چونا منڈی کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*6804: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج چونا منڈی لاہور کا کل کتنا رقبہ ہے؟
(ب) گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج چونا منڈی لاہور میں کل کتنا سٹاف ہے؟
(ج) چونا منڈی کالج لاہور میں کون کون سی کلاسز ہو رہی ہیں آگاہ کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):
(الف) گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج برائے خواتین، چونا منڈی لاہور کا کل رقبہ 64 کنال، 7 مرلہ ہے۔
(ب) گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج برائے خواتین، چونا منڈی لاہور میں کل سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

گزیٹڈ سٹاف ریگولر	107=
بورڈآف گورنرز	27=
کل	134=
نان گزیٹڈ سٹاف ریگولر	41=
بورڈآف گورنرز	13=
کل	54=
کل سٹاف	188=

(ج) چونا منڈی کالج لاہور میں ایف اے، ایف ایس سی، آئی سی ایس، آئی کام، بی اے، بی ایس سی، بی کام، ایم اے / ایم ایس سی (انگلش، اکنامکس، ایجوکیشن پولیٹیکل سائنس، ماس کمیونیکیشن، وومن سٹڈیز، نفسیات) میں کلاسز جاری ہیں۔

ضلع سیالکوٹ، گرلز کالجز میں سائنس کے لیکچرارز کی تعداد

*7006: محترمہ شمسہ گوہر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) ضلع سیالکوٹ کے گرلز کالجز میں سائنس مضامین پڑھانے کے لئے لیکچرارز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، تفصیل کالج وار بتائیں؟
(ب) کتنی اسامیاں کس کس مضمون کی کس کالج میں کب سے خالی پڑی ہیں؟
(ج) کیا ان کالجوں میں سائنس لیبارٹریز موجود ہیں اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):
(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع سیالکوٹ کے سب کالجز میں سائنس لیبارٹریز موجود ہیں۔ماسوائے حاجی پورہ کالج میں سائنس لیبارٹریزاور سائنس ٹیچرز موجود نہیں ہیں جب سے یہ کالج قائم ہوا ہے۔

گورنمنٹ بوائزڈگری کالج ڈنگہ کی تفصیلات

*7229: میاں طارق محمود: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ بوائزڈگری کالج ڈنگہ کب قائم ہوااور کلاسوں کا اجراء کب شروع ہوا؟

(ب) اس وقت پرنسپل صاحب کون تھے کب تک رہے اور کب سے پرنسپل مذکورہ کالج کی سیٹ خالی ہے؟

(ج) حکومت مذکورہ سیٹ کب تک پر کرنے کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج ڈنگہ کا قیام2004۔09۔01کو ہوا اور کلاسز کا باقاعدہ آغاز 2004۔09۔04 سے ہو گیا۔

(ب) جب کالج قائم ہوااس وقت پرنسپل صاحب پروفیسر محمد شبیر کھوکھر تھے جو 07۔09۔14 کو ریٹائر ہوئے 11۔10۔14 سے ڈاکٹر عبدالرؤف پرنسپل ہیں۔

(ج) پرنسپل کی سیٹ پر ہو چکی ہے۔2011۔10۔14 سے ڈاکٹر عبدالرؤف پرنسپل ہیں۔

ضلع چنیوٹ، خواتین کے لئے کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7341: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ میں خواتین کے لئے کل کتنے کالجز ہیں؟

(ب) کیایہ کالجز چنیوٹ میں خواتین کی آبادی کے تناسب سے مناسب ہیں اگر نہیں تو مزید کالجز کھولنے کے لئے حکومت کیااقدامات اٹھارہی ہے؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع چنیوٹ میں خواتین کے کل چار کالجز موجود ہیں واضح رہے کہ ضلع چنیوٹ کی تین تحصیلیں ہیں اور ہر تحصیل میں موجود خواتین کے کالج کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	کالج کا نام	تعداد	تحصیل کا نام
1	گورنمنٹ کالج برائے خواتین چنیوٹ	01	چنیوٹ
2	گورنمنٹ کالجز برائے خواتین لالیاں	02	لالیاں
3	گورنمنٹ کالج برائے خواتین بھوانہ	01	بھوانہ
4	میزان	04	

(ب) جیسا کہ جز(الف)میں بیان کیا گیا ہے کہ ضلع چنیوٹ کی ہر تحصیل میں خواتین کے کالجز موجود ہیں اور تحصیل لالیاں میں خواتین کے دو کالجز کام کر رہے ہیں۔آبادی کے لحاظ سے صرف تحصیل چنیوٹ میں مزید ایک گرلز کالج کا قیام ضروری ہے ۔ اس حوالہ سے یہ وضاحت ضروری ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے سیکرٹریٹ سے تقریباً70 نئے کالجز کے قیام کے احکامات موصول ہو چکے ہیں۔ان احکامات میں ضلع چنیوٹ کے لئے02بوائز کالجز جو تحصیل لالیاں اور بھوآنہ میں قائم ہونے ہیں بھی شامل ہیں۔مالی سال12-2011میں نئے کالجز کے قیام کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے ایک سمری تیار کی جا رہی ہے تاکہ نئے کالجز کے قیام کی ترجیحات مقرر کی جا سکیں۔اس سمری میں ضلع چنیوٹ میں خواتین کے نئے کالج کے قیام کی منظوری کو بھی شامل کیا جائے گا۔

ڈی او کالجز چنیوٹ کو سٹاف و دیگر اشیاء کی فراہمی کی تفصیلات

*7778:الحاج محمد الیاس چنیوٹی:کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی او کالجز چنیوٹ کے دفتر کے لئے مقرر تمام سٹاف اور گاڑیاں و دیگر سامان مہیا کر دیا گیا ہے اگر نہیں تو کیا ان اشیاء کے بغیر ڈی او کالجز اپنے فرائض بااحسن طریق سرانجام دے سکتا ہے؟

(ب) حکومت ڈی او کالجز چنیوٹ کے لئے مطلوبہ اشیاء کب تک مہیا کر دے گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز چنیوٹ کے دفتر میں درج ذیل اشیاْفراہم کر دی گئی ہیں:-

نمبر شمار	اشیاء	تعداد
1	فوٹوسٹیٹ مشین	01عدد
2	فیکس مشین	01عدد
3	سکینر	01عدد
4	تھمب سکینر	01عدد
5	کمپیوٹر	02عدد
6	موٹر سائیکل	01عدد

ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز چنیوٹ کے دفتر میں درج ذیل سٹاف اور اسامیاں بھی مہیا کر دی گئی ہیں:۔

	سٹینو	ہیڈ کلرک	سینئر کلرک	نائب قاصد	دفتری	کل تعداد
منظور شدہ پوسٹ	01	03	02	02	01	09
ورکنگ پوسٹ	00	01	01	01	00	03
خالی پوسٹ	01	02	01	01	01	06

اس ضمن یہ میں وضاحت ضروری ہے کہ خالی اسامیوں کے لئے تمام کارروائی مکمل کر لی گئی ہے لیکن کلرک کی اسامیوں کی تقرری پر پابندی عائد ہے۔پابندی کے خاتمے کے بعد بقیہ خالی اسامیاں میرٹ کے مطابق پُر کر دی جائیں گی۔

(ب) ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دینے کے بعد قائم کیا گیا ہے۔نیا دفتر ہونے کی وجہ سے کچھ مشکلات کا سامنا ہے جو انشاللہ جلد دور کر لی جائیں گی۔تاہم موجودہ مالی سال کے دوران بقیہ اشیاء کی فراہمی کے لئے رقم فراہم کرنا ممکن نہیں کیونکہ حالیہ سیلاب کی تباہ کاریوں کی وجہ سے محکمہ اعلیٰ تعلیم کے ترقیاتی بجٹ میں کمی کی گئی ہے اور کسی نئے ترقیاتی منصوبہ کو شروع کرنے کے لئے یہ رقم فراہم نہیں کی جا سکتی۔لہذا ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز چنیوٹ کے دفتر کے لئے بقیہ اشیاء کی فراہمی اگلے مالی سال 12-2011 کے دوران مکمل کرنے کو یقینی بنایا جائے گا۔

فیصل آباد۔بوائز و گرلز کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7797: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد شہر میں بوائز و گرلز کالجز کے نام بتائیں؟

(ب) ان کالجوں میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(ج) ان کالجوں میں گریڈ وائز منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل بتائیں؟

(د) کیا حکومت ان کالجوں میں خالی اسامیاں پُر کرنے اور missing facilities فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بوائز کالجز کے نام

1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سمن آباد کالج روڈ فیصل آباد

2۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج آف سائنس سمن آباد کالج روڈ فیصل آباد

3۔ گورنمنٹ کالج آف کامرس کینال روڈ عبداللہ پور فیصل آباد

4۔ گورنمنٹ میونسپل ڈگری کالج جڑانوالہ روڈ عبداللہ پور فیصل آباد

5۔ گورنمنٹ ملت ڈگری کالج نزد ڈیرہ سائیں قبرستان غلام محمد آباد فیصل آباد

6۔ گورنمنٹ اسلامیہ کالج نزد لاری اڈا سرگودھا روڈ فیصل آباد

7۔ گورنمنٹ کالج ستیانہ روڈ فیصل آباد

خواتین کالجز کے نام

1۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین مدینہ ٹاؤن فیصل آباد

2۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین کارخانہ بازار فیصل آباد

3۔ گورنمنٹ اسلامیہ کالج خواتین عید گاہ روڈ فیصل آباد

4۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین نزد اے بی سی روڈ گلشن کالونی فیصل آباد

5۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین بابر چوک پیپلز کالونی فیصل آباد

6۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین نزد غلام محمد آباد گول مسجد فیصل آباد

7۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ایف بلاک نزد راجہ روڈ گلستان کالونی فیصل آباد

8۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین نزد آئرن مارکیٹ ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد

9۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین جھنگ روڈ سیف آباد فیصل آباد

10۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد فیصل آباد

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) گریڈ وار لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حکومت نے مندرجہ ذیل کالجز میں missing facilities فراہم کرنے کے لئے درج ذیل اقدام لئے ہوئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- درج ذیل کالجز میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کام کروارہی ہے اور ان missing facilities کو پورا کرنے کے لئے ان کو فنڈز دیئے گئے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

پوسٹ گریجویٹ کالج آف سائنس فیصل آباد	38.000 m روپے
گورنمنٹ ایم ڈی کالج فیصل آباد	15.000 m روپے
گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیف آباد	13.750 m روپے
گورنمنٹ کالج برائے ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد	27.600 m روپے

2- درج ذیل کالجز اے ڈی پی میں شامل ہیں:۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین غلام محمد آباد	8.685 m روپے
گورنمنٹ کالج برائے خواتین پیپلز کالونی فیصل آباد	20.000 m روپے

3-درج ذیل کالجز میں NLC کام کروارہی ہے۔

گورنمنٹ کالج فار وومن مدینہ ٹاؤن فیصل آباد

گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سمندری فیصل آباد

فنڈز کی کمی کی وجہ سے مندرجہ ذیل کالجز کو حکومت اگلے سال میں فنڈز دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔

گورنمنٹ کالج آف کامرس فیصل آباد
گورنمنٹ ملت ڈگری کالج فیصل آباد
گورنمنٹ کالج ستیانہ روڈ فیصل آباد
گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین فیصل آباد

درج ذیل کالجز میں missing facilities نہیں ہیں۔

گورنمنٹ اسلامیہ کالج فیصل آباد
گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلشن کالونی فیصل آباد
گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلستان کالونی فیصل آباد
گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد فیصل آباد

ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے خالی اسامیاں پر کرنے کے لئے 574 میل اور 422 فی میل اسسٹنٹ پروفیسرز کی بھرتیاں کی ہیں اور مزید 2500 لیکچرار کی خالی اسامیاں پر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو خط لکھ دیا ہے جس کا اشتہار جلد ہی اخبار میں آجائے گا۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین کارخانہ بازار اور مدینہ ٹاؤن کی تفصیلات

*7798: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین کارخانہ بازار اور مدینہ ٹاؤن کب بنائے گئے تھے؟

(ب) ان میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(ج) ان میں کمروں اور لیب کی تعداد کتنی ہے؟

(د) ان میں کمروں اور لیب کی کمی کو کب تک پورا کر دیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین فیصل آباد کا قیام 1932 میں کارخانہ بازار فیصل آباد کی عمارت میں عمل پذیر ہوا۔ پھر 1985 میں یہ کالج وسیع بلڈنگ کی وجہ سے مدینہ ٹاؤن کی موجودہ عمارت میں منتقل ہوا اس لئے گورنمنٹ کالج برائے خواتین (مدینہ ٹاؤن) فیصل آباد کے نام سے مشہور ہو گیا۔ کارخانہ بازار کی اس بلڈنگ میں گورنمنٹ کالج برائے خواتین (کارخانہ بازار) کے نام سے نیا کالج 1985 میں شروع کیا گیا۔

(ب) مدینہ ٹاؤن میں مندرجہ ذیل سہولیات نہیں ہیں۔

i۔ کمپیوٹر لیب اور equipment

ii۔ بس، تین عدد

iii۔ وین، ایک عدد

iv۔ ہال کے لئے فرنیچر ایک عدد

v۔ پارکنگ کے لئے جگہ

iv۔ سٹور بڑے سائز کا

کارخانہ بازار میں مندرجہ ذیل سہولیات نہیں ہیں۔

ایڈمن بلاک لائبریری، ہال، بس، کلاس رومز 10، برقعہ روم، ڈسپنسری، ڈے کیئر سنٹر، کار پارکنگ

(ج) مدینہ ٹاؤن کالج میں کلاسوں کے لئے 75 کمرے اور 08 لیبارٹریز ہیں۔کارخانہ بازار کالج میں کلاسوں کے لئے 50 کمرے اور 10 لیبارٹریز ہیں۔

(د) مدینہ ٹاؤن میں NLC مندرجہ ذیل کام کروا رہا ہے:۔

Class Room 02

Lecturer Theater 04

Class Room 05

Lab 05

Faculty Lounge

Library for PG Block

فنڈز کی کمی کی وجہ سے کارخانہ بازار کالج کو اگلے سال ADP میں شامل کر لیا جائے گا اس کے لئے چیف منسٹر کو سمری ارسال کر دی گئی ہے۔

ضلع سیالکوٹ کے کالجز کے مسائل کی تفصیلات

*7824: رانا آصف محمود: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کن کن کالجز (بوائز و گرلز) میں کون کون سی missing facilities ہیں، کالج وار تفصیل بتائیں؟

(ب) کن کن کالجز کی عمارات strength کے مطابق نہ ہیں اور کتنی عمارات خستہ حالت میں ہیں؟

(ج) حکومت ان کالجوں کے مذکورہ مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین پسرور

اس کالج میں کل 1600 طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔اس کالج میں کل 10 کلاس روم ہیں۔10 کلاس روم اور 1400 کرسیاں مزید درکار ہیں۔

2- گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز پسرور

اس کالج میں کل 875 طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔اس کالج میں کل 11 کلاس روم، ایک ہال اور 400 کرسیاں مزید درکار ہیں۔

3-گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سمبڑیال

اس کالج میں 1159 طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔اس کالج میں کل 12 کلاس روم ہیں 6 کلاس روم اور 500 کرسیاں مزید درکار ہیں۔

(ب) ضلع سیالکوٹ کا صرف ایک ایسا کالج ہے جس کی عمارت strength کے مطابق نہیں ہے اور بالائی منزل کے 6 کلاس اور برآمدہ کی حالت خستہ ہے۔

(ج) گورنمنٹ کالج فار بوائز پسرور میں NLC کام کروا رہی ہے۔ڈگری کالج خواتین سمبڑیال District Government کے پاس ہے اور گورنمنٹ کالج برائے خواتین پسرور کو اگلے سال میں فنڈز مہیا کر دیئے جائیں گے۔

ضلع گجرات، کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7831: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں بوائز/گرلز کالجز کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان کالجز میں لیکچرارز و پروفیسرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں ان کو کب تک پر کر دیا جائے گا، آگاہ کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع گجرات میں 7 بوائز اور 9 گرلز کالجز ہیں۔

(ب) گرلز اور بوائز کالجز میں لیکچرار اور پروفیسرز کی خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	کالجز	لیکچرار	اسسٹنٹ پروفیسرز	ایسوسی ایٹ پروفیسر
1	Female	57	35	01
2	Male	60	36	11

محکمہ اعلیٰ تعلیم 3092 لیکچرارز (مردوخواتین) کا کیس پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجا جارہا ہے اور توقع ہے کہ مارچ 2011 کے آخر تک بھرتی کا عمل شروع ہو جائیگا۔ بھرتی کا عمل مکمل ہوتے ہی تعیناتی کا کام مکمل ہو جائے گا۔

صوبہ کے تمام کالجوں میں بورڈ آف گورنرز کے تحت چار سالہ ڈگری پروگرام شروع کرنے کی تفصیلات

*8264: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب 26 تعلیمی اداروں کی نجکاری کے بعد بورڈ آف گورنرز کے تحت 4 سالہ ڈگری پروگرام شروع کر رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چار سالہ ڈگری پروگرام اور بورڈ آف گورنرز اور مالی خود مختاری جیسے فیصلے اتنے ہی اچھے اور ضروری ہیں تو پنجاب بھر کے 450 کالجوں میں ان کو بیک وقت کیوں نہیں شروع کیا جارہا صرف 26 کالجوں کا انتخاب کیوں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ نئے تعلیمی پروگرام کے تحت صوبہ کے تمام کالجوں میں کب تک مذکورہ تعلیمی پروگرام کو بیک وقت شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ حکومت پنجاب نے 26 کالجز کی نجکاری کر دی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حکومت نے ان اداروں کو بورڈ آف گورنرز کے ماتحت کیا ہے اور یہاں 4 سالہ ڈگری پروگرام شروع کروا چکی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے 26 کالجز سے پہلے بھی کچھ کالجز کو بورڈ آف گورنرز کے ماتحت کیا جن میں انتظامی و دوسرے معاملات میں بہتری پائی گئی۔ ان ہی بہتر انتظامی معاملات کو مدنظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ نے سال 2010 میں پنجاب بھر سے منتخب شدہ 26 کالجز کو بورڈ آف گورنرز کے ماتحت کیا۔

(ج) ان 26 کالجز کے نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب مزید انتظامات کرے گی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب ان 26 کالجز کے نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے صوبہ کے مزید کالجز کو انتظامی معاملات میں خود مختاری دینے یا نہ دینے کا فیصلہ کرے گی۔

ضلع سرگودھا۔کالجز کے لئے بسوں کی خریداری کے فنڈز لیپس ہونے کی تفصیلات

*8327: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیاوزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن کالجز پنجاب کے مراسلہ نمبری D-3/21838 جو مورخہ 01-06-2007 کے تحت ضلع سرگودھا کے کالجز کے لئے بسوں کی خریداری کی مد میں 13.772 ملین روپے ضلع کے پرنسپل صاحبان کو جاری کردیئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بسوں/کوسٹرز کی خریداری بحیثیت سینئر پرچیز آفیسر ڈی پی آئی کالجز پنجاب کرے گا لیکن 30۔جون 2007 تک رقم اکاؤنٹس سے نکلوائی نہ جاسکی جس کی وجہ سے فنڈز لیپس ہوگئے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بسوں کی خریداری کے لئے ضروری اقدامات اٹھارہی ہے نیز محکمہ کے جن آفیسران کی غفلت اور سستی کی وجہ سے فنڈ لیپس ہوئے ہیں، ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) جی، ہاں!

(ب) ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن (کالجز) پنجاب لاہور نے اپنے مراسلہ نمبر D-3/21838 مورخہ 01-06-07 کے تحت پرنسپلز کو تحریر کیا تھا کہ بسوں/کوسٹرز کی خریداری بحیثیت پرچیز آفیسر ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن کالجز پنجاب لاہور کرے گا۔اس کے علاوہ خریداری کے تمام کاغذات بمع بل خریداری پرنسپلز کو ارسال کردیئے جائیں گے تاکہ اکاؤنٹس آفس سے رقم نکلوائی جاسکے لیکن ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن (کالجز) پنجاب لاہور کی طرف سے بسوں/کوسٹرز کی خریداری کے کاغذات مع بلز پرنسپلز کو 30-06-07 تک موصول نہ ہوئے اور فنڈز لیپس ہوگئے۔

(ج) محکمہ اعلیٰ تعلیم نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک مشترکہ سمری برائے خریداری بس ارسال کی تھی اور اس میں ضلع سرگودھا کے لئے چار بسوں کی خریداری کا معاملہ بھی شامل تھا لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے جن بسوں کی منظوری دی گئی ان میں ضلع سرگودھا کی بسیں شامل نہیں تاہم آٹھ ایسی بسوں کی خریداری کی منظوری بھی فراہم کی گئی ہے جن کی فہرست بعد میں ایوان وزیر اعلیٰ کی طرف سے بھجوائی جائے گی (Flag A) ایوان کی میز پر رکھ دیا

گیا ہے۔ جہاں تک فنڈز لیپس ہونے کے معاملے کا تعلق ہے تو محکمہ اعلیٰ تعلیم نے ڈائریکٹر پبلک انسٹرکیشن (کالجز) سے رپورٹ طلب کر لی ہے اور جواب موصول ہونے پر ضروری کارروائی عمل میں لائی جاسکے گی۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، گرلز / بوائز کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8566: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں کتنے کالجز (بوائز و گرلز) کام کر رہے ہیں ان کے نام بتائیں؟

(ب) ان میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد کلاس وائز بتائیں؟

(ج) ان میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(د) کس کس کالج کی عمارت ناکافی یا خستہ حالت میں ہے؟

(ہ) حکومت ان کالجز کی missing facilities کب تک فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں کل 9 کالجز کام کر رہے ہیں جن میں چار بوائز اور پانچ گرلز کالجز ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔

بوائز کالجز

1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج (بوائز) منڈی بہاؤالدین
2۔ گورنمنٹ پیر یعقوب شاہ ڈگری کالج، پھالیہ
3۔ گورنمنٹ ڈگری کالج، ملکوال
4۔ گورنمنٹ ڈگری کالج، بھواحسن

گرلز کالجز

1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین منڈی بہاؤالدین
2۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین، پھالیہ
3۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، پھاڑیانوالی
4۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، قادر آباد
5۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ملکوال

(ب)

نمبر شمار	کالج کا نام	ایف اے/ایف ایس سی	بی اے/بی ایس سی	ایم اے/ایم ایس سی	میزان
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج (بوائز) منڈی بہاؤالدین	1899	287	150	2336
2	گورنمنٹ پیر یعقوب شاہ ڈگری کالج (بوائز) پھالیہ	201	16	NIL	217
3	گورنمنٹ ڈگری کالج (بوائز) ملکوال	235	14	NIL	249
4	گورنمنٹ ڈگری کالج (بوائز) بھواحسن	140	NIL	NIL	140
5	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین منڈی بہاؤالدین	2141	1067	NIL	3208
6	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، پھالیہ	563	268	NIL	831
7	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین پھاڑیانوالی	286	116	NIL	402
8	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، قادر آباد	63	86	NIL	149
9	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ملکوال	736	286	NIL	1022

(ج)

نمبر شمار	کالج کا نام	تفصیل مسنگ فیسیلٹی
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج (بوائز) منڈی بہاؤالدین	کالج میں فرنیچر اور ٹرانسپورٹ کی ضرورت ہے۔
2	گورنمنٹ پیر یعقوب شاہ ڈگری کالج (بوائز)، پھالیہ	کالج میں فرنیچر، ہال اور ٹرانسپورٹ کی ضرورت ہے۔
3	گورنمنٹ ڈگری کالج (بوائز) ملکوال	کالج میں فرنیچر کی ضرورت ہے۔
4	گورنمنٹ ڈگری کالج (بوائز) بھواحسن	کالج میں فرنیچر کی ضرورت ہے۔
5	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین منڈی بہاؤالدین	کالج میں فرنیچر، ہال اور ٹرانسپورٹ کی ضرورت ہے۔
6	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، پھالیہ	کالج میں فرنیچر، ہال اور ٹرانسپورٹ کی ضرورت ہے۔
7	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، پھاڑیانوالی	کالج میں فرنیچر اور ٹرانسپورٹ کی ضرورت ہے۔
8	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، قادر آباد	کالج میں کسی قسم کی مسنگ فیسیلٹی موجود نہ ہے۔
9	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ملکوال	کالج میں فرنیچر، ہال اور ٹرانسپورٹ کی ضرورت ہے۔

(د) کالجز کی عمارتیں اچھی حالت میں ہیں، البتہ بوائز کالج منڈی بہاؤالدین کی عمارت پرانی ہے۔

(ہ) محکمہ تعلیم کے سالانہ ترقیاتی پروگرام 12-2011 میں ایک منصوبہ شامل ہے جس کے تحت پنجاب بھر میں موجود تمام کالجز کو مرحلہ وار فرنیچر کی فراہم کو یقینی بنایا جائے گا۔ اس منصوبہ کے تحت اس سال 180.136 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جس کے تحت موجودہ مالی سال میں سب سے زیادہ، ضرورت مند کالجز کو فرنیچر کی اولین بنیادوں پر فراہمی شروع کردی جائے گی۔ دوسرا منصوبہ کالجز کو ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم کرنے کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے جس کے تحت 161 بسوں کی مرحلہ وار خریداری کی جائے گی تاکہ ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم کی جائے۔

اس کے علاوہ منڈی بہاؤالدین کے مندرجہ ذیل کالجز کے لئے محکمہ اعلیٰ تعلیم نے جو ضروری کارروائی کی ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج (برائے خواتین) منڈی بہاؤالدین کا منصوبہ محکمہ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام 12-2011 میں شامل ہے اور اس سال 34.719 ملین روپے فراہم کردیئے گئے تاکہ کالج کی ضروریات کو پورا کیا جاسکے۔

2۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، پھالیہ کا معاملہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھیجی جانے والی مشترکہ سمری برائے missing facilities میں شامل ہے جس کا تخمینہ تقریباً 20.000 ملین روپے لگایا گیا ہے اگر وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے اس کی منظوری فراہم کردی گئی تو رقم موجودہ مالی سال میں فراہم کردی جائے گی۔

3۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، پھالیہ کو تین بسوں کی فراہمی مندرجہ بالا ترقیاتی منصوبہ کے تحت منظور ہوچکی ہے جو جلد فراہم کردی جائیں گی۔

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں پوائنٹ آف آرڈر سے پہلے House کے تمام معزز ممبران سے اہم بات کرنا چاہتا ہوں اور منسٹر صاحبان! آپ بھی سنئے گا۔ اگر کوئی معزز ممبر کوئی بات پوچھنا چاہتے ہیں تو ان کو direct منسٹر صاحب سے بات نہیں کرنی چاہئے، آپ کی مہربانی ہوگی۔ آپ کسی کو یہ نہ سمجھیں کہ وہ آپ سے کمتر ہے۔ جیسے معزز ممبر آپ ہیں اسی طرح کے منسٹر صاحبان بھی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

تعزیت

سابق گورنر پنجاب جناب سلمان تاثیر (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ آج کا دن پاکستان کی تاریخ میں افسوسناک دن ہے۔ اس دن پنجاب کے سابق گورنر جناب سلمان تاثیر دہشت گردی کا نشانہ بنے اور جام شہادت قبول کیا۔ یہ دن اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ انہوں نے جرأت، بے باکی اور بے خوفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انسانیت کی خاطر اپنی آواز اٹھائی۔ وہ کسی سے ڈرے چھپے نہیں۔ اگر ان کا comparison آج کے اسٹیبلشمنٹ کے

کرکٹ کے کھلاڑی سے کریں جو لیڈر بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ کرَن تھار پر کو انٹرویو دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں دہشت گردی کا خاتمہ کروں گا۔ جب ان سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ آپ کن کن دہشت گردوں پر ہاتھ ڈالیں گے؟ وہ یہ کہتا ہے کہ میں پاکستان میں رہتا ہوں، میں ایسی بات نہیں کر سکتا اور مجھے اپنی زندگی کی ضرورت ہے۔ایسے اشخاص جن میں محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) شامل ہیں اور سابق گورنر سلمان تاثیر شامل ہیں۔انہوں نے دہشت گردوں سے ڈرے بغیر اپنا point of view دلیری سے دیا، جرأت سے دیا، بے خوفی سے دیا اور اس کے لئے اپنی جان کی پرواہ بھی نہیں کی۔ ہم پاکستان پیپلز پارٹی کے تمام ممبران، ہمارے تمام ورکرز we are proud of them۔ انہوں نے enlightenment اور معاشرے میں کھلے پن کے لئے اپنی جان کی قربانی دی ہے اس پر ہم ان کو خراج عقیدت اور خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جس طرح بھٹو فیملی پر ذوالفقار علی بھٹو کی شہادت کے بعد مصائب کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا اسی طرح سلمان تاثیر کی فیملی بھی اس کا شکار ہے۔ان کے بیٹے کو پچھلے سال سے اغواء کیا گیا تھا اس کی بازیابی ابھی تک نہیں ہو سکی۔ ہم اس فورم سے اس مقدس ایوان کے ذریعے سے یہ اپیل کرتے ہیں۔ ہم صوبائی اور فیڈرل گورنمنٹ سے اپیل کرتے ہیں کہ ان کی بازیابی کے لئے اپنی تمام کوششیں بروئے کار لائیں۔

جناب سپیکر: ضرور، ضرور۔ آپ کی بات لاء منسٹر سن رہے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب! آپ نے ان کی بات سنی ہے؟ وہ کہہ رہے ہیں کہ سلمان تاثیر کے بیٹے کی بازیابی کے لئے صوبائی اور فیڈرل گورنمنٹ کو بھی کہا جائے۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ہم یہ خواہش رکھتے ہیں کہ مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے دعا کرائی جائے۔

(اس مرحلہ پر سابق گورنر پنجاب جناب سلمان تاثیر (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت کرائی گئی)

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کا پوائنٹ آف آرڈر regarding recruitment of Educators جو تھا اس کی ساری detail آ گئی ہے اور اس میں notification بھی لگا ہوا ہے جو میں جناب کو پیش کرتا ہوں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر پہلے لغاری صاحب بڑی دیر سے کھڑے ہیں۔ میں نے ان کو کہا تھا کہ ان کے بعد باری دوں گا۔ جی، لغاری صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ کے توسط سے میں ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب شکر ہے کہ وہ اسمبلی میں بھی موجود ہیں۔ ایک issue ہے جو کم از کم میرے لئے تو بہت important ہے اس کو میں bring up کرنا چاہتا تھا اور اس کو resolve کرنے میں ان کی مدد چاہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ لاء منسٹر کی بات کر رہے ہیں۔

ڈیرہ غازی خان میں نئے بننے والے میڈیکل کالج کو PMDC سے رجسٹرڈ کروانے کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب کی بات کر رہا ہوں۔ یہ چونکہ ہمارے Acting Health Minister ہیں اور Health Department کو ہمیشہ یہی answer کرتے ہیں۔ پنجاب حکومت نے چار نئے میڈیکل کالجز شروع کئے تھے جن میں گوجرانوالا، سیالکوٹ، ساہیوال اور ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالجز شامل ہیں۔ ہم نے یہ چار میڈیکل کالجز شروع کئے تھے اور 800 بچوں کو ان کالجوں میں داخلہ دیا تھا جن کا ابھی first professional کا وقت آگیا ہے۔ ان 800 بچوں کا مستقبل at stake تھا کیونکہ PMDC نے ان کالجوں کو رجسٹرڈ نہیں کیا تھا۔ میں PMDC کا (11) sub-section Ordinance1962 پڑھ کر آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

Recognition of medical qualification granted by medical institutions in Pakistan:

1. The medical qualifications granted by medical institutions in Pakistan which are included in the First Schedule shall be recognized and medical qualifications for the purposes of this Ordinance.

2. Any medical institution in Pakistan which grants a medical qualification not included in the First Schedule may apply to the Federal Government to have such qualifications recognized and the Federal Government after consulting the Council may by notification in the official gazette amend the First Schedule so as to include such qualifications therein.

3. Such notifications may also direct that an entry shall be made in the last column of the First Schedule against such medical qualification declared shall be recognized medical qualification only when granted after a specified date.

جناب سپیکر! یہ ہمارے نئے چار میڈیکل کالجز بنے ہیں۔ میں نے اخبار میں یہ پڑھا ہے کہ PMDC نے ان کو پہلے recognition نہیں دی۔ اب حکومت پنجاب نے گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور ساہیوال کے میڈیکل کالجز کے لئے تو apply کیا ہے لیکن ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج شاید اب بھی ان میں included نہیں ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان کالجوں کو PMDC نے اس لئے recognition نہیں دی کہ یہ faculty lapse کرتے ہیں اور یہ بھی ایک معتبر اخبار کی خبر ہے کہ اس وقت لاہور کے میڈیکل کالجوں سے basic sciences کے اساتذہ کرام ہیں ان کو زبردستی وہاں پر بھیجا جا رہا ہے کہ تم till such time جب تک PMDC سے رجسٹریشن مل جاتی ہے تو تم اس وقت تک ان کالجوں میں چلے جاؤ اور وہاں پر اپنے آپ کو show کرو۔ جب وہ اساتذہ کرام لاہور کے میڈیکل کالجوں سے جائیں گے تو لاہور کے میڈیکل کالجوں کے اندر faculty کی کمی ہو جائے گی۔ اس faculty کی کمی کی وجہ سے ان کالجوں کو رجسٹریشن نہیں مل رہی اور یہ بھی میں نے ایک اخبار میں پڑھا ہے کہ ہمارے سیکرٹری ہیلتھ صاحب نے PMDC کے ساتھ جب یہ negotiation کر رہے تھے کہ ان 800 بچوں کے مستقبل کے بارے میں کیا کرنا ہے تو وہاں پر یہ کہا گیا کہ اس وقت باقی تین کالجوں کو one time exemption دے دیں لیکن ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج کا کیس ہم بعد میں اٹھائیں گے۔

جناب سپیکر! میں ڈاکٹر سعید الہیٰ صاحب سے آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ ہم آج ڈیرہ غازی خان کی یونیورسٹی کا بھی charter grant کریں گے اور اس یونیورسٹی کا یہ composite college ہے۔ ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج اس یونیورسٹی کے کالجوں میں سے ایک ہے اور اس کی degree issuing status آج کی تاریخ تک PMDC میں recognized نہیں ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ ڈاکٹر سعید الہیٰ صاحب اس چیز کا notice لیتے ہوئے اپنی ذاتی دلچسپی اور توجہ کرکے اس issue کو حل کروائیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی! ذرا جلدی سے مہربانی کریں کیونکہ تحاریک استحقاق کا وقت ہے پھر میں نے آگے بھی بڑھنا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہیٰ): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں معزز ممبر کے علم میں لے آؤں کہ یہ چار میڈیکل کالجز پنجاب حکومت نے کھولے تھے۔ ان میں تین کالج کو جرانوالہ، سیالکوٹ اور ساہیوال کو PMDC نے recognized کر دیا ہے اور notification بھی جاری کر دیا ہے۔ ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج کی طرف سے ان کا ایک اعتراض تھا کہ وہ اپنے campus میں کام نہیں کر رہا اور اس کی کلاسیں دوسرے campus یعنی بہاولپور میں ہو رہی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! رحیم یار خان میں ہو رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہیٰ): جناب سپیکر! یہ ہماری روایت رہی ہے کہ جب بہاولپور میڈیکل کالج بنا تھا، جب شیخ زید میڈیکل کالج بنا تھا، راولپنڈی میڈیکل کالج، فیصل آباد میڈیکل کالج، لاہور میڈیکل کالج یعنی علامہ اقبال میڈیکل کالج بنے اور جب ان کا آغاز ہوا تھا ان کی بلڈنگ بھی کہیں اور تھیں تو وہی مثال ان کو پیش کر دی گئی ہے، PMDC نے یہ بات agree کر لی ہے اور اگلے چند دنوں میں اس کی inspection ہو رہی ہے۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، بس بڑی مہربانی۔ اب کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ غلط پالیسیاں اختیار کرتے ہیں جس سے بچوں کا مستقبل خراب ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔ جی! کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد موجود نہیں ہیں؟ جی، تحریک استحقاق نمبر 02/2012 till next week pending کی جاتی ہے، اگلی تحریک استحقاق میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا صاحب کی ہے۔

ایم ڈی سوئی نادرن گیس کا معزز ممبر اسمبلی پر گیس چوری کا الزام

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں حال ہی وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری داخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ الیکٹرونک میڈیا پر جمعہ اور ہفتہ بتاریخ 30 اور 31۔ دسمبر 2011 کو ایک خبر چلائی گئی جس میں بتایا گیا تھا کہ اسمبلی کے ممبران گیس چوری میں ملوث ہیں اور یہ بیان عارف حمید ایم ڈی سوئی نادرن گیس کے نام سے منسوب تھا۔ مسٹر عارف حمید کے بیان سے مجھے ذاتی طور پر دکھ ہوا اور اس میں مخصوص طبقہ کو مورد الزام ٹھہرایا گیا جو سراسر زیادتی ہے کہ سب لوگوں پر اجتماعی الزام لگا کر تمام معاشرے میں ان کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کر دیئے جائیں اور ان لوگوں کی عزت و نفس مجروح کی جائے ان کی عزت اور توقیر کو لوگوں کی نگاہ میں گرا دیا جائے۔ ان چیزوں سے متعلقہ طبقہ کو بے پناہ نقصان پہنچایا گیا۔ موصوف کے اس بیان سے پاکستان کے تمام منتخب شدہ افراد اور اسمبلیوں کی تضحیک کی گئی ہے اور ان کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس Privilege Motion کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں لیکن اس سے پہلے ایوان میں کمیٹی کی رپورٹس کی توسیع کی تحاریک پیش کی جاتی ہیں۔ جی، اب شاہجہان احمد بھٹی صاحب پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی

رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 04-2003 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 04-2003 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 27۔نومبر 2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 04-2003 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 27۔نومبر 2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 04-2003 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 27۔نومبر 2011 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، اب محترم ڈاکٹر اسد اشرف صاحب سپیشل کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر117 بابت2011 میں فرانزک سائنس ایجنسی میں غبن، بے قاعدگیوں اور پنجاب کے سرکاری کالجوں خصوصاً گورنمنٹ بوائز و گرلز کالج چونیاں کی ناقص تعلیمی کارکردگی کی نشاندہی کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبرII کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

(1) Irregularities and embezzlement allegedly committed in Forensic Science Agency pointed out by Sheikh Ala-ud-Din MPA,PP-181 through his Adjournment Motion No. 117 of 2011.

(2) Poor academic performance of colleges of the Punjab with special reference to Government Boys College Chunian and Government Girls College Chunian pointed out again by Sheikh Ala-ud-Din MPA PP-181.

کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی کہ:

(1) Irregularities and embezzlement allegedly committed in Forensic Science Agency pointed out by Sheikh Ala-ud-Din MPA,PP-181 through his Adjournment Motion No. 117 of 2011.

(2) Poor academic performance of colleges of the Punjab with special reference to Government Boys College Chunian and Government Girls College Chunian pointed out again by Sheikh Ala-ud-Din MPA PP-181.

کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

(1) Irregularities and embezzlement allegedly committed in Forensic Science Agency pointed out by Sheikh Ala-ud-Din MPA,PP-181 through his Adjournment Motion No. 117 of 2011.

(2) Poor academic performance of colleges of the Punjab with special reference to Government Boys College Chunian and Government Girls College Chunian pointed out again by Sheikh Ala-ud-Din MPA PP-181.

کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، اب تحریک التوائے کار نمبر 2058 محترمہ سیمل کامران اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی طرف سے ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی! کیسے، میرے پاس ان کی طرف سے کوئی چیز آئی ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں نے آپ سے request کی ہے آگے آپ کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کار نمبر 2058 کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2059 ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا صاحبہ کی ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب والا! میری ایک تحریک التوائے کار کا نمبر 11/2059 ہے۔

جناب سپیکر: یہ پڑھی جا چکی ہے؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب والا! کل 2051/11 پڑھی گئی تھی یہ تحریک نہیں پڑھی گئی۔

جناب سپیکر: پھر آپ اسے پڑھیں۔

آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے لئے کوٹا مقرر کرنے کا مطالبہ

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز بروز بڑھتی ہوئی مہنگائی اور محدود وسائل کے باعث عام آدمی کا جینا محال ہو گیا ہے۔ ملازمین جن کی تنخواہیں کم ہیں، ان کو اپنا گھر بنانا خواب ہی لگتا ہے۔ پنجاب اسمبلی کے ملازمین نے متعدد بار رہائشی سکیم کے لئے کوشش کی لیکن کوئی شنوائی نہ ہو سکی۔ اس سلسلہ میں کئی قرار دادیں اور تحاریک التوائے کار اسمبلی میں پیش کی گئیں اور وہ قرار دادیں اسمبلی نے پاس بھی کیں لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہ ہو سکا۔ جبکہ پنجاب کے دوسرے محکموں کی ہاؤسنگ سکیمیں بنا دی گئی ہیں۔ اس مہنگائی کے دور میں کرایہ پر گھر لینا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے آشیانہ جیسی اچھی سکیم اور کم ریٹ پر گھر بنا کر دینے کی بہت اچھی کاوش کی ہے۔ استدعا ہے کہ اسمبلی ملازمین کو آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں کوٹا دے کر اسمبلی ملازمین کا دیرینہ مطالبہ پورا کیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس کا جواب میرے پاس موجود ہے اگر آپ اجازت دیں تو پڑھ دوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! تحریک التوائے کار نمبر 2059/11 کا جواب میں پڑھ دیتا ہوں۔ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں بلا تفریق پنجاب کے رہائشیوں کے لئے برابری کی سطح پر گھر حاصل کرنے کے مواقع فراہم کئے گئے۔ اس سلسلے میں عوام الناس کو بذریعہ اخبار اشتہارات دعوت دی گئی اور گھروں کی شفاف طریقے سے الاٹمنٹ بذریعہ قرعہ اندازی کی گئی۔ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم

میں کوٹا مندرجہ ذیل لوگوں کے لئے رکھا گیا۔تین فیصد کوٹا شہداء کے لواحقین کے لئے، تین فیصد کوٹا معذور افراد کے لئے، چار فیصد کوٹا بیواؤں اور یتیموں کے لئے رکھا گیا۔اس کے علاوہ کسی کے لئے کوئی کوٹا مختص نہیں کیا گیا۔آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں معیار پر پورا اترنے والے لوگوں کا تعلق زندگی کے مختلف شعبہ جات سے ہے۔پنجاب لینڈ ڈویلپمنٹ کمپنی اس مطالبے کو اپنے آنے والے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے اجلاس میں پیش کرے گی اور بورڈ کے فیصلے سے صوبائی اسمبلی کو آگاہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تحریک التوائے کار کو press نہیں کیا جاتا؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: میں اس تحریک کو press نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2060/11 محترمہ سیمل کامران، چودھری عامر سلطان چیمہ کی طرف سے ہے وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ محترمہ راحت اجمل کی تحریک التوائے کار نمبر 2062/11 ہے وہ اپنی تحریک پڑھ دیں۔

کوٹ رادھا کشن تا رائیونڈ روڈ کی چوڑائی کم ہونے کے مسائل

محترمہ راحت اجمل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ کوٹ رادھا کشن تا رائیونڈ روڈ پر آئے روز ٹریکٹر ٹرالیوں کی وجہ سے حادثات ہو رہے ہیں اور کئی قیمتی جانوں کا زیاں ہو چکا ہے۔اگر اس روڈ پر ٹریکٹر ٹرالیوں پر پابندی نہ لگائی گئی تو قیمتی جانوں کو خطرہ لاحق رہے گا۔اس کے ساتھ ساتھ یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ اس روڈ کی چوڑائی بہت کم ہے جبکہ اس کے ایک جانب روہی نالہ ہے۔اگر دو گاڑیاں آمنے سامنے آ جائیں تو کئی دفعہ روہی نالے کی جانب والی گاڑی نالے میں جا گرتی ہے۔اس روڈ پر ٹریکٹر ٹرالیوں میں بھوسہ اس قدر زیادہ لادا جاتا ہے کہ ٹرالیوں کا حجم دگنا ہو جاتا ہے۔اس روڈ پر بڑھتے ہوئے حادثات کی بنیادی وجہ بھوسہ بھری ٹریکٹر ٹرالیاں ہیں۔ بیشتر ٹریکٹر ٹرالیوں کی ایک لائٹ ہوتی ہے جس کی وجہ سے گمان ہوتا ہے کہ سامنے سے موٹر سائیکل آ رہی ہے اور اس وجہ سے بڑے حادثے ہوتے ہیں۔ان آئے روز کے حادثات کی وجہ سے یہاں سے گزرنے والے شہریوں میں بالخصوص اور صوبہ پنجاب کے عوام میں بالعموم بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔انجینئر قمرالاسلام راجہ تحریک التوائے کار نمبر 11/2063 ہے۔اپنی تحریک کو پڑھ دیں۔

ضلع راولپنڈی کے مرد اور خواتین اساتذہ کو رخصت اتفاقیہ حاصل کرنے کے لئے ڈی سی او کے رُوبرُو پیش ہونے کے انوکھے حکم سے پریشانی کا سامنا

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ راولپنڈی کی ضلعی انتظامیہ نے ضلع بھر کے تقریباً پندرہ ہزار اساتذہ کو ذہنی کرب سے دو چار کرنے کے ساتھ ساتھ ایک سنگین انتظامی مسئلہ کھڑا کر دیا ہے۔اساتذہ کی رخصت اتفاقیہ ان کے متعلقہ تعلیمی ادارے کا سربراہ یا متعلقہ تحصیل کا اسسٹنٹ ایجوکیشن افسر منظور کرتا ہے اور ہر سرکاری ملازم کو سالانہ پچیس چھٹیوں کی اجازت ہوتی ہے۔ڈی سی او راولپنڈی نے ایک انوکھا اور مضحکہ خیز حکم جاری کیا جس کی رو سے انہوں نے تعلیمی اداروں کے سربراہان اور محکمہ تعلیم کے تحصیل اور ضلعی افسران کے اختیارات سلب کر لئے ہیں اور یہ حکم جاری کیا ہے کہ ضلع بھر کے اساتذہ کو رخصت اتفاقیہ حاصل کرنے کے لئے ذاتی طور پر ڈی سی او دفتر آنا ہو گا۔اس انوکھے حکم نامے نے بہت سے انتظامی مسائل بھی پیدا کر دیئے ہیں۔اس وقت ضلع راولپنڈی میں محکمہ تعلیم تقریباً پندرہ ہزار افراد پر مشتمل ہے اور ضلع کے دور افتادہ علاقوں میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔یہ ممکن نہ ہے کہ ہر استاد جسے چھٹی چاہئے وہ ڈی سی او صاحب سے چھٹی لے سکے۔اس سے ایک اور انتظامی مسئلہ بھی پیدا ہو گیا ہے کہ ایک استاد کو ایک دن کی چھٹی لینے کے لئے ایک دن کی غیر حاضری کرنی پڑے گی تبھی وہ اپنے علاقے سے سفر کر کے ڈی سی او دفتر آ سکے گا۔نیز خواتین اساتذہ جو اس سے پہلے اپنی متعلقہ خاتون ہیڈ مسٹریس سے یا اسسٹنٹ ایجوکیشن افسر زنانہ سے چھٹی لیتی تھیں انہیں بھی کچہری کے چکر لگانے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ڈی سی او کے اس انوکھے اور ناقابل عمل حکم نامے سے ضلع بھر کے اساتذہ میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو پیش ہوا)

جناب سپیکر: اب چونکہ تحاریک التوائے کار ختم ہو چکی ہیں۔اب ہم گورنمنٹ بزنس کو take up کرتے ہیں۔جی،وزیر قانون!

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں!آپ interrupt نہ کریں۔اب میں وزیر قانون صاحب کو call کر چکا ہوں۔آپ تشریف رکھیں میں آپ کو بعد میں موقع دوں گا۔

جناب پرویز رفیق: ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب والا! Legislation میں میری آپ سے یہ request ہے کہ غازی یونیورسٹی میں ہمارے دوستوں نے جو ترامیم move کی ہیں۔ ان کی ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ تھوڑی سی negotiation ہو رہی ہے جو اگلے دس پندرہ منٹ میں conclude ہو جائے گی اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ جو اگلے بل ہیں وہ آپ پہلے take up کر لیں اور غازی یونیورسٹی کا بل اس کے بعد take up کر لیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے ایسے کر لیتے ہیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔No, not at this stage. I am sorry for that.

The Punjab Supervision of Curricula, Textbooks and Maintenance of Standards of Education Bill 2012 (Bill No. 1 of 2012)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!میں یہ گزارش کروں گا کہ کل یہ بات ہوئی تھی کہ Question Hour کے بعد امن عامہ پر عام بحث ہو گی اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ پہلے بحث کروالیں اس کے بعد Legislation کر لیں گے۔

جناب سپیکر: دیکھیں!آپ کا جو basic work ہے اس کی طرف جائیں، آپ کے ساتھی چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ) جو آپ کے ساتھ ہوتے ہیں میری ان کے ساتھ بات ہوئی ہے انہوں نے میری بات کو endorse کیا ہے۔انہوں نے فرمایا ہے کہ Legislation ختم ہونے کے بعد ہم جتنا ٹائم مانگیں گے آپ دیں گے تو میں نے کہا دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): آپ کی اگر ان سے بات ہو گئی ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ان سے بات ہو گئی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

مسودہ قانون نصابی کتب کی نگرانی
اور معیار تعلیم کی برقراری پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I introduce:

> "The Punjab Supervision of Curricula, Textbooks and Maintenance of Standards of Education Bill 2012."

MR SPEAKER: The Punjab Supervision of Curricula, Textbooks and Maintenance of Standards of Education Bill, 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report up to 31st January 2012.

مسودات قانون
(جو زیر غور لائے گئے)

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for the consideration of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Sir, I move:

> "That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once.

There are two amendments in it. The first amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Ch, Ms Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi.

Who is to move it? None is there. Disposed of.

جناب سپیکر! دوسری amendment بھی انہی movers کی طرف سے ہے لیکن ان میں سے کوئی ایوان میں نہیں ہے لہذا اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

Now, the motion moved and the question is

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011 as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration , be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it, but none of them is present so these are disposed of.

اس میں کوئی اعتراض کنندہ بھی نہیں ہے۔

Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. The position is same so it is disposed of.

Now, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: The second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed..)

MR SPEAKER: The Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 43 of 2011)

MR SPEAKER: The first reading starts. Now, we take up the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 43 of 2011). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی کرم کش ادویات پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, be taken into consideration at once."

The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: The second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

کورم کی نشاندہی

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اتنی important Legislation ہو رہی ہے اور آپ اس وقت گورنمنٹ کی دلچسپی دیکھیں۔ میں صرف اس وجہ سے کورم point out کرتا ہوں کیونکہ ان کی کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی جتنی دلچسپی ہے میں وہ بھی دیکھ رہا ہوں۔ کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے،اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب مصدرہ2011

(---جاری)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, third reading starts. Minister for Law!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ motion move کرنے سے پہلے اپنے اپوزیشن کے دوستوں کی خدمت میں صرف اتنی عرض کرنی ہے کہ چونکہ آج سرکاری ایجنڈا ہے، وہ دل کھول کر کورم point out کریں، ہم اس کو محسوس نہیں کریں گے اور انشاء اللہ ہر بار کورم پورا ہو گا۔ وہ اس بات کو بھی پیش نظر رکھیں کہ آج ڈاکٹر توقیر صاحب بھی ادھر نہیں ہیں کیونکہ وہ عمرہ کرنے گئے ہوئے ہیں اس کے باوجود اللہ کے فضل سے کورم پورا ہو گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ یہ بات نہ کریں۔ کورم پوائنٹ آؤٹ کرنا اپوزیشن کا حق ہے۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, be passed."

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آج تک محترم وزیر قانون یہ کہتے رہے ہیں کہ یہ معزز ایوان اس لئے نہیں ہے کہ آپ بیوروکریٹس کے نام لے کر چیزیں منسوب کرتے رہیں۔ اگر ہماری طرف سے یہ بات کہنا مناسب نہیں تو آج یہ کیسے مناسب ہو گیا کہ وزیر قانون خود وہی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ بھی اس بات کو چھوڑ دیں میں نے اُن کو جواب دے دیا ہے۔

The motion moved is:

"That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed..)

(اذان ظہر)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011 Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیم) (سٹینڈنگ آرڈرز) انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: The second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Maternity Benefit(Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Maternity Benefit(Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Maternity Benefit(Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: The second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 40 of 2011). Now, first reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیم)(ایجوکیشن) ورکرز چلڈرن، پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 42 of 2011). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیم) (خاتمہ) نظام جبری مشقت پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011 (Bill No. 46 of 2011) Minister for Law may move the motion for consideration.

مسودہ قانون غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education be, taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion.

The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col. (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Mrs. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS AMNA ULFAT: Sir, I move:

"That Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st January 2012."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st January 2012."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose.

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! غازی یونیورسٹی کا قیام عوام کی بھلائی کے لئے کیا جا رہا ہے جو کہ اچھی بات ہے اور یونیورسٹی ہونی چاہئے۔ غازی یونیورسٹی ایک بہت بڑا پراجیکٹ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چونکہ پینل آف چیئرمین میں سے کوئی صاحب نہیں ہیں اس لئے میں ڈاکٹر اسد اشرف صاحب سے کہوں گا کہ وہ کچھ دیر کے لئے Chair پر تشریف لائیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر اسد اشرف کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب چیئرمین! غازی یونیورسٹی کا قیام ایک خوش آئند بات ہے اور ہر علاقے کی ضرورت کے مطابق یونیورسٹیاں ضرور بننی چاہئیں اور اللہ کرے کہ پنجاب کے چپے چپے پر یونیورسٹیاں ہوں اور اللہ کرے کہ ہمارے تمام بچے یونیورسٹیوں تک پہنچیں اور کوئی بھی تعلیم سے محروم نہ رہے یہ خوش آئند بات ہے لیکن ہم نے ترامیم کیوں دی ہیں؟ بات یہ ہے کہ پنجاب کی مختلف یونیورسٹیوں اور کالجوں کے کیمپس کو اس میں ضم کیا جا رہا ہے۔ It is a huge project اس میں ہزاروں کے حساب سے طلباء نے پڑھنا ہے اور وہاں پر بہت زیادہ سٹاف نے اپنے اپنے عہدوں پر رہ کر کام کرنا ہے۔ اتنے بڑے پراجیکٹ کو شروع کرنے سے پہلے اس پر سوچ سمجھ کر اور اس کے benefits کو

سامنے رکھتے ہوئے کہ اس کا فائدہ proper طریقے سے عوام کو بھی پہنچے، طلباء کو بھی پہنچے اور وہاں پر کام کرنے والے سٹاف کو بھی کوئی hurdles حائل نہ ہوں۔ ہم نے اس بل کو پڑھا ہے اور ہم نے جو محسوس کیا ہے اسے ہم نے ترامیم کی شکل میں دیا ہے۔ ہمیں جو lacunas محسوس ہوئے ہیں یا جو کمی محسوس ہوئی ہے اور جب اتنے بڑے پراجیکٹ کا آغاز کیا جائے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اسے مشتہر ضرور ہونا چاہئے اور اس Clause میں ہم نے یہی بات کی ہے کہ اسے اگر مشتہر کر دیا جائے، عوام کی آراء بھی لے لی جائیں پھر اس یونیورسٹی میں جو دوسرے کیمپس اور کالجز ضم کئے جا رہے ہیں، وہاں کے لوگوں کی توجہ بھی اس طرف ہو گی اور ان کی دلچسپی اس حوالے سے ہو گی تو ان کے درمیان مسائل یا مشکلات یا ان سے اچھی آراء جو مل سکتی ہیں اسے ہم اس بل کا حصہ بنا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! جلدی میں کئے ہوئے فیصلے کے بعد پھر بہت ساری ٹیکنیکل problems کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعد میں ہمیں ترامیم لانی پڑتی ہیں اور اس میں جو lacunas اور کمی کوتاہی رہ جاتی ہے جس کی وجہ سے انتظامی طور پر بھی problems کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو کیوں نہ پہلے ہی اسے مشتہر کر کے عوام سے آراء لی جائیں اور پھر اس کے بعد ہم قانون کا حصہ بنائیں تو میری گزارش اسی حوالے سے یہ ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، اور کون بات کرنا چاہیں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب چیئرمین! پہلے تو میں Statement of the Objectives and Reasons جس میں کہا گیا ہے کہ:

> There is no Public Sector University in Dera Ghazi Khan Division. There are only few colleges of the University of the Agriculture in Faisalabad and some Campuses of the Baha-ud-Din Zakrya University, Multan. There is a dire need for establishing of the University in Dera Ghazi Khan for promotion of higher education amongst students belonging to the Southern District of the Province, especially in Dera Ghazi Khan. For this purpose the Government has decided to establish a Public Sector University in Dera Ghazi Khan. Hence this Bill, I appreciate the Government recognition of the

facts. Southern Punjab need a University and with the help of legislation we will give Public Sector University in Dera Ghazi Khan.

اس کے بعد ہماری ایجوکیشن کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے اور ہم جب اس بل کو دیکھتے ہیں تو ان کی بھی محنت بڑے واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ انہوں نے بھی اس پر کافی محنت کی ہے لیکن اس میں تھوڑی سی چیزیں ہم شاید overlook کر گئے ہیں جنہیں دوبارہ دیکھنے کی ضرورت ہے اور اسی لئے ہم نے amendments جمع کروائی ہیں اور ابھی ہم جو بات کر رہے ہیں کہ اس پورے بل کو ایک دفعہ دوبارہ revisit کیا جائے۔ میں جب یہ دیکھتا ہوں تو مجھے تھوڑی سی عجیب بات لگتی ہے اور تھوڑی سی اس میں کمی نظر آتی ہے کہ جس وقت ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یونیورسٹی ہوگی کیا۔

In collaboration with the Government Post Graduate College of Dera Ghazi Khan, College of Agriculture, Dera Ghazi Khan sub Campus of University of Agriculture, Faisalabad, Baha-ud-Din Zakrya University Sub Campus at Dera Ghazi Khan, Dera Ghazi Khan Medical College shall be reconsolidated with the Ghazi University, Dera Ghazi Khan in accordance with the provision of this Act

اس کے اندر ہم دیکھتے ہیں کہ زرعی یونیورسٹی کے کالج کو، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کالج کے سب کیمپس کو اور ایک نئے میڈیکل کالج کو اس میں شامل کیا ہے۔ میڈیکل کالج کی ایک چھوٹی سی کمی جو میں نے پہلے بھی point out کیا تھا کہ اسے ابھی تک PMDC سے recognition نہیں ملا اور جب تک اسے PMDC سے recognition نہیں ملتا That is not really a credited school of higher learning پاکستان میڈیکل ڈینٹل کونسل اس کی جاری کی ہوئی ڈگری کو نہیں مانے گا تو آج کی تاریخ میں ابھی تک وہ degree awarding یعنی اس کی ڈگری کو نہیں مانا جائے گا اور جس وقت غازی یونیورسٹی کا یہ حصہ بن جاتا ہے تو Degree issuing Institution غازی یونیورسٹی بن جائے گا اور غازی یونیورسٹی کی جاری کی گئی میڈیکل کی ڈگری بھی recognized نہیں ہوگی۔ جب ہم پہلے ہی دن سے اس کی بنیاد کے اندر بیچ میں یہ ایک چھوٹی سی چیز چھوڑ رہے ہیں تو اس کا ہمیں بعد میں شاید

خمیازہ بھگتنا پڑے۔ بہتر یہ ہوتا کہ ابھی جو چیزیں ہیں، ابھی جو کالجز ہیں صرف انہیں ہی اس کا composite part بنایا جاتا اور مستقبل میں جب اس کو recognition مل جاتی تو پھر amendment کے تحت اسے اس میں شامل کر لیا جاتا۔ اسی طرح انجینئرنگ کا بھی کوئی ایک کالج بعد میں اس میں add کر لیا جاتا۔ ان چیزوں کے لئے ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کی تشہیر کی جائے اور circulate کر کے اس پر suggestion لی جائیں۔ موجودہ صورتحال کے اندر ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج کا جو ذکر کیا گیا ہے۔ وہ اس وقت ایک پورا میڈیکل کالج نہیں ہے۔ جب ہم نے اس یونیورسٹی میں دیکھا تو اس کے employees کی terms and conditions اور ان کے کام کرنے کے مواقع میں کچھ کمیاں نظر آئیں جو کہ ہم نے پیش کیں۔ ہماری اپوزیشن کے پندرہ، بیس، پچاس لوگوں کے ذہن میں یہ باتیں ہیں کہ یہ اس میں کمیاں ہیں۔ اگر اس کو تشہیر کر دیں گے اور باقی لوگوں سے بھی جو suggestions آئیں گی اُس سے ہم اس بل کو ایک بہتر بل بنا سکیں گے۔ میری آپ کے توسط سے گورنمنٹ کو ایک اور بھی گزارش ہے کہ ہماری تمام یونیورسٹیوں کے جو charters ہیں وہ یکساں نہیں ہیں اور وہ یونیفارم نہیں ہیں ان کو بھی یونیفارم کرنے کی ضرورت ہے۔ میری Chair سے یہ گزارش ہو گی کہ اسی موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حکومت کو یہ direction کریں کہ پنجاب میں جو تمام یونیورسٹیاں ہیں جن کو charter دیا گیا ہے، وہ چاہے پبلک سیکٹر کی ہیں یا پرائیویٹ سیکٹر کی ہیں ان کے charters کو standardized کر دیا جائے۔ اس سے پہلے ہم نے جن کو charter grant کیا ہے، میں ایجوکیشن کمیٹی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس پر بہت محنت کی ہے اور اس کو بہت improve کیا ہے ان charters سے جو ہم نے پہلے grant کئے ہیں لہذا اس کو بھی دوبارہ revisit کرنے کی ضرورت ہے اور اس کی تشہیر کر کے مزید لوگوں سے مشورے لے کر ہم اس کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ

چودھری ظہیر الدین خان: جناب چیئرمین! میں اس پر کچھ عرض کر سکتا ہوں؟

جناب چیئرمین: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اس علاقے کی بہت اہم ضرورت تھی۔ میں اس کو appreciate کرنا چاہتا ہوں کہ کمیٹی نے اس پر بہت محنت کی ہے۔ میں اس بات کو دہراتا ہوں جو میرے فاضل دوست محسن لغاری صاحب نے کہا ہے کہ اس کی تشہیر کی ضرورت ہے۔ ایک یونیورسٹی جو کہ معرض وجود میں آ رہی ہے اور ایسے علاقے میں جو بہت ہی

neglected تھا۔ یہ پنجاب کا آخری ضلع ہے اور دو صوبوں سے بھی لگتا ہے۔ جیسا کہ میڈیکل کالج کے بارے میں کہا گیا کہ وہ ابھی تک اپنے تکمیل کے مراحل میں ہے اسی طرح اس میں انجینئرنگ ونگ کی بھی ضرورت ہے۔ جب تک یونیورسٹی کی ضرورت نہیں ہے اس کے ساتھ انجینئرنگ ونگ corner کے طور پر اس کے ساتھ منسلک ہو۔ اس کا charter اس وقت بننے والا ہے اور ابھی issue ہونا ہے۔ یہ charter اس علاقے کے لئے ایک land mark ہونا چاہئے اور اس کے لئے اس کی تشہیر کی ضرورت ہے۔ میں انہی معروضات کے ساتھ کہ ایک ایسی یونیورسٹی جو اس وقت بننے والی ہے اور یونیورسٹی بنتے وقت اس چیز کی متقاضی ہو گی کہ اس کی تعمیرات اچھی ہو اور سٹوڈنٹس کے لئے atmosphere اچھا ہو۔ اگر اس وقت black and white میں Charter اور یونیورسٹی کا بل بننے سے پہلے تشہیر کر کے لوگوں کی رائے لے لی جائے تو یہ بہت مناسب ہو گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! جو amendment move کی گئی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ اس بل کو عوامی رائے کے لئے مشتہر کیا جائے جبکہ legislation کے لئے ملک کے آئین اور قانون کے مطابق عوامی رائے کا مظہر یہ معزز ایوان ہے۔ اس معزز ایوان کی سٹینڈنگ کمیٹی جو ایجوکیشن کی ہے وہ یہ power رکھتی ہے کہ وہ اس ایوان کی دی ہوئی discretion اور power کے مطابق اس بل پر غور کرے۔ جو غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان ہے یہ جنوبی پنجاب کے بچے بچے اور ہر فرد کی demand ہے۔ وہاں کی جو منتخب قیادت ہے اس کی کوششوں سے اور بالخصوص سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب جو ہمارے اس House کے سینئر ترین ممبر ہیں ان کی کوششوں سے، موجودہ حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جنوبی پنجاب کے لوگوں کے لئے بلکہ ان کی آنے والی نسلوں کے لئے یہ ایک بہترین تحفہ دیا ہے۔ اس تحفے سے نسلیں تعلیم کے زیور سے فیض یاب ہو سکیں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس لئے جب اس پر House کی کمیٹی کے ذریعے پوری طرح سے غور و خوض ہو گیا ہے اس لئے اس کو مزید مشتہر کرنے کی قطعاً ضرورت نہ ہے اس لئے اس amendment کو rule out کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st January 2012."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Ch. Abdullah Yousaf, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS. SAMINA KHAWAR HAYAT: Sir, I move:

> "That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with the instructions to report by 31st January 2012:-
>
> 1. Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, MPA
> 2. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA
> 3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
> 4. Engineer Shahzad Elahi, MPA

5. Mr Muhammad Yar Hiraj, MPA
6. Ms Humaira Awais Shahid, MPA
7. Mrs Azma Zahid Bukhari, MPA
8. Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), MPA
9. Mrs Amna Ulfat, MPA
10. Syed Hassan Murtaza, MPA

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with the instructions to report by 31st January 2012:-

1. Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, MPA.
2. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA.
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Engineer Shahzad Elahi, MPA.
5. Mr Muhammad Yar Hiraj, MPA.
6. Ms Humaira Awais Shahid, MPA.
7. Mrs Azma Zahid Bukhari, MPA.
8. Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), MPA.
9. Mrs Amna Ulfat, MPA.
10. Syed Hassan Murtaza, MPA.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! حکومت کا یہ بہت ہی اچھا قدم ہے یعنی جنوبی پنجاب ایک نئی یونیورسٹی بنانے کا اقدام بہت اچھا initiative ہے اور ہم بھی اس کو support کرتے ہیں لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ کمیٹی جس نے یہ Bill refer کیا ہے وہ صرف ایک دن بیٹھی ہے۔ یہ تو اتنا اچھا initiative ہے کہ اس کا summer campus فورٹ منرو میں بھی بنایا جائے۔ ہم چاہتے کہ اس ترمیم کے ذریعے

ایک بہت بڑی درسگاہ کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے تو اس پر مجوزہ Select Committee غور کرکے اس کے stakeholders اساتذہ، تعلیمی پروفیشنلز اور طالبعلموں کے نمائندہ کو بلا کر اس کی تمام شقوں پر باریک بینی کے ساتھ غور کیا جائے تاکہ اس میں اگر کوئی اور amendment یا کوئی اور چیز Select Committee کے ذریعے غور کیا جائے اور وہ کر سکیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ایک Select Committee بنائی جائے جس کے ذریعے تجاویز دی جاسکیں تاکہ موجودہ قانون کو وقت کے تقاضوں کے مطابق باعمل قانون کی شکل دی جاسکے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ پہلے اس پر بات کرچکی ہیں، ذرا کسی اور کو موقع دیں۔ Who is to speak Now? None. جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں نئی Select Committee بنانے کا کوئی جواز نہیں ہے اور جو معزز ممبران ایجوکیشن کمیٹی میں ہیں انہوں نے بھی باقاعدہ طور پر بڑی باریک بینی سے اس Bill کا جائزہ لیا ہے اس لئے اس میں نئی Select Committee بنانے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 31st January 2012.

1. Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, MPA.
2. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA.
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Engineer Shahzad Elahi, MPA.
5. Mr Muhammad Yar Hiraj, MPA.
6. Ms Humaira Awais Shahid, MPA.
7. Mrs Azma Zahid Bukhari, MPA.
8. Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), MPA.

9. Mrs Amna Ulfat, MPA.
10. Syed Hassan Murtaza, MPA.

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Ch., Ms Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: We withdraw this amendment.

MR SPEAKER: This amendment has been withdrawn. Now, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it. The first amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Ch., Ms Humaira Awais Shahid, and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MS HUMAIRA AWAIS SHAHID: Mr. Speaker! I move:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the existing marginal heading, "Functions of the University" be substituted with "Powers and Functions of the University."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the existing marginal heading, "Functions of the University" be substituted with "Powers and Functions of the University."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I oppose it.

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! اگر آپ Clasue-4 of the Bill میں جائیں تو اس کا title of functions of University لیکن اس کلاز نمبر 4 کی تمام شقیں جو کہ framework define کر رہی ہیں کہ خالی operational framework نہیں ہے اور operational framework کی بات جو میں کر رہی ہوں تو

> The word there have been uses administrator collaborative duty establishing and maintenance prescribing.

جناب سپیکر! ہماری suggestion یہ ہے کہ وہ صرف operational frame work کی بات نہیں کر رہی بلکہ وہ authoritative duty کی بات کر رہے ہیں جو کہ اس یونیورسٹی کی ہے تو technically speaking, linguistically speaking. I believe کہ آپ خالی functions define نہیں کر رہے، آپ اس کی powers and authorities بھی define کر رہے ہیں تو ہماری suggestion یہ ہے کہ آپ نے جو کلاز میں Clause by Clause ساری definition اور اس کی functioning define کی ہے اس میں power کا word add کرنے سے clarity آتی ہے۔ ہماری طرف سے suggestion یہ نہیں ہے کہ صرف amendment ایک linguistic level پر لانا چاہتے ہیں بلکہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے جتنی بھی Clause by Clause various functions of university کی define کی ہیں وہ power کے title کے under آتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اس ترمیم کے حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ جب ہم قانون بناتے ہیں تو اس کی legislative language کو بڑا بامعنی بنانا چاہئے۔ اس میں ایسی زبان استعمال نہ کی جائے جس کے الفاظ ذومعنی ہوں جس سے اس کے دو دو مطلب نہ نکالے جا سکتے ہوں بلکہ specific ہونے چاہئیں۔ وزیر قانون چونکہ وزیر بھی ہیں اور Lawyer بھی ہیں جو میری اس بات کو understand بھی کر رہے ہوں گے detail میں تو power کا ذکر ہے لیکن جو اس کی heading ہے اس میں اس کو لانے سے وہ بات power and function میں لانے سے زیادہ strengthen ہو جاتی ہے۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ لوگ قوانین میں سے ایسی ذومعنی باتیں جن کے ڈبل مطلب نکالے جا سکتے ہوں ان کا فائدہ

اٹھاتے ہوئے بہت زیادہ privileges لے جاتے ہیں بلکہ اس کا غلط استعمال بھی ہو سکتا ہے۔ پھر اس کے بعد اس کے Rules and Regulations بھی بننے ہوتے ہیں، اس میں جو headings ہیں ان کو خاص طور پر understand کیا جاتا ہے اس لئے اس پر زیادہ focus کرنا ضروری ہے۔ وزیر قانون تو کہہ دیتے ہیں کہ اس کو تو مشتہر کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ جو ایوان ہے وہ منتخب نمائندوں کا ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ پھر عوام سے بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور یہاں پر بیٹھ کر ان کی تقدیر کا جو مرضی فیصلہ کر لیں۔ میں سمجھتی ہوں ایسی بات نہیں ہے بلکہ ان معاملات کو کمیٹیوں میں جانا چاہئے، عوام تک اس قانون کو پہنچنا چاہئے اور آپ تو ایک ایسا تاثر دے دیتے ہیں جیسے ہم اس کے خلاف ہیں۔ ہم اس پراجیکٹ کے خلاف نہیں ہیں ہم دل و جان سے اس کی favour میں ہیں بلکہ ہم تو کہتے کہ آپ ایسے ہزاروں پراجیکٹ اور بنائیں جو عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہوں۔ ہمارا اس میں ترمیم دینے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم اس میں جو تجاویز دے رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ ہم تو آپ کو مشورہ دے رہے ہیں کہ آپ اسے اور اچھا بنا لیں، مستحکم بنا لیں اور اس کے اندر تمام flaws نکال لیں۔ میری آپ سے humble request ہے کہ یہ جو ہم اس میں amendment دیتے ہیں اس سے یہ تاثر نہ لیا جائے کہ ہم اس بل کے ہی خلاف ہیں۔ ہم تو اس بل کے صریحاً حق میں ہیں، ہم تو اس میں تجاویز دے کر اس کو بہتر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، یہ suggestions دے رہے ہیں کہ اس کو بہتر بنایا جا سکے، اس میں کوئی سقم نہ رہ جائے، اس میں کوئی غلطی نہ رہ جائے اور یہ عوام کے لئے مزید اچھا بن جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بس کریں یا آپ نے ابھی بولنا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی مرضی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں پھر سے وہی عرض کروں گا کہ ترمیم دینے کا ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ معاملات بہتر ہو جائیں۔ میں نے ابھی اسمبلی کے سٹاف سے ہی ڈکشنری منگوائی ہے۔ اس میں power اور function کے درمیان کا فرق شاید ہماری بات سے تو نہ سمجھ آئے، میں ڈکشنری کا سہارا لے کر آپ کو بتاتا ہوں۔ Function کے متعلق لکھا ہے the doing of the thing یعنی کوئی عمل کرنا اور appropriate activity یعنی یہ ایک activity ہے کچھ کرنا اور power ہے جس کے تحت وہ activity کی جاتی ہے۔ Power کے متعلق لکھا ہے کہ:

The physical ability, opportunity or authority to do something or energy capacity for producing an effect

آپ کے پاس کوئی power ہوگی تو آپ ان سارے functions کو exercise کریں گے۔یہ صرف ایک term کو بہتر کرنے والی بات ہے اور اس سے spirit of the law اس یونیورسٹی کے قائم ہونے، نہ قائم ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا، صرف بات واضح ہو جاتی ہے۔ اتنی سی بات ہے جس سے بات clear ہو جاتی ہے۔اس کی مخالفت برائے مخالفت کرنی ہے سو بسم اللہ لیکن اس ترمیم کو شامل کرنے سے معاملات واضح اور صاف ہو جاتے ہیں۔قانون کے اندر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا،اس سے اس کی spirit کے اندر کوئی فرق نہیں پڑتا functioning of the University کے اندر کوئی فرق نہیں پڑتااور عملدرآمد پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔صرف اس کی انگریزی قدرے بہتر ہو جاتی ہے اور functions اور powers کا جو فرق ہے وہ واضح ہو جاتا ہے۔شکریہ

جناب سپیکر:یہ dictionary for all ہے۔آپ نے کہا ہے dictionary میں نے سٹاف سے لی ہے،جہاں سے مرضی آپ لیں اس میں کیا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!میں نے یہ ڈکشنری منگوائی ہے میں نے نہیں لکھی؟

جناب سپیکر:اچھا مہربانی۔آپ لکھ سکتے ہیں اگر لکھنا چاہیں، ہمیں اس میں کیا اعتراض ہے۔جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!جو لفظ function ہے یہ comprehensive لفظ ہے اور اس میں include ہے, The power to perform, to act, to execute, to administer... اور ہر جگہ پر جہاں جہاں اس کا ذکر ہے اس ادارے کا اس میں function کا ذکر ہوتا ہے power کا لفظ غیر ضروری سمجھا جاتا ہے اور یہ جو لاء ڈکشنری ہے جو کہ اس سے متعلقہ بھی ہے اس میں function کی جو definition ہے---

جناب سپیکر:اب غور سے سنئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):اس میں function کی جو تعریف دی گئی ہے کہ function جو ہے۔

Derived from Latin "ofungtus" the past participle of verb "funger" which means to perform execute and administer.

تو یہ comprehensive لفظ ہے اور تمام چیزوں کا احاطہ کرتا ہے اور اس میں یہ چیز include ہے۔

جناب سپیکر: اب question کی طرف چلتے ہیں۔

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the existing marginal heading "functions of the University", be substituted with "Powers and Functions" of the University."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari and Mr Muhammad Shafiq Khan…

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ہم اپنی یہ ترمیم withdraw کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے اپنی یہ ترمیم withdraw کر لی ہے۔ اب ہم third amendment لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس میں Clause کون سی ہے؟

جناب سپیکر: کلاز نمبر 4 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ ہم نے withdraw کر لی ہے۔ اس کے علاوہ کلاز نمبر 4 بھی ہم نے withdraw کر لی ہے۔ اس کے علاوہ کلاز نمبر 14 جو سیریل نمبر 5 پر ہے وہ بھی ہم نے withdraw کر لی ہے۔

جناب سپیکر: جو جو withdraw کی ہیں وہ بتا دیں۔ ابھی بتا دیں تو بہتر نہیں ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: تاکہ آپ کی اس اہم کام پر attention رہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں کہہ رہا ہوں Save the time

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! کلاز نمبر 14 سیریل نمبر 5 کے اندر ہے اس کو withdraw کیا ہے۔ اس کے علاوہ کلاز 19-A جس میں ہم نے addition کے لئے کہا تھا وہ سیریل نمبر 13 پر ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جس وقت وہ آئے گی پھر اس کو دیکھیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ٹھیک ہے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17-A

MR SPEAKER: Now, Clause 17-A of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal

Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Ch, Ms Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

> "That after Clause 17 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 17-A be added:
>
> **"17-A Retirement from Service.** An officer, Teacher or other employee of the University shall retire from service-
>
> (a) on such dates after he has completed twenty-five years of service qualifying for pension or other retirement benefits as the competent authority may, in the public interest direct; or
>
> (b) Where no direction is given under sub-Clause (a), on the completion of the sixtieth years of his age.
>
> Explanation- In this section "Competent authority" means the appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the officer, teacher or other employee concerned”.

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That after Clause 17 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 17-A be added:
>
> **17-A Retirement from Service.** An officer, Teacher or other employee of the University shall retire from service-

(a) on such dates after he has completed twenty-five years of service qualifying for pension or other retirement benefits as the competent authority may, in the public interest direct; or

(b) Where no direction is given under sub-Clause (a), on the completion of the sixtieth years of his age.

Explanation- In this section "Competent authority" means the appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the officer, Teacher or other employee concerned".

MINISTER FOR LAW AND PALIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے باقی معزز ممبران کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہم اس amendment کے تحت employees کی ریٹائرمنٹ کے سلسلے میں قانون کے اندر ایک واضح شق ڈال رہے ہیں۔ لوگوں کے recruit ہونے کا طریق کار تو define کیا گیا ہے لیکن لوگوں کی نوکری کس طرح ختم ہو گی اس کو کہیں واضح نہیں کیا گیا، تو اس میں ہم نے یہ بات کی ہے کہ ریٹائر ہونے کا کیا طریقہ ہو گا؟ یونیورسٹی کے employee، پروفیسر، ٹیچرز، آفیسر یا جو بھی سٹاف ہو گا ہم نے ان کے retirement کے طریق کار کو define کیا ہے۔ یہ چھوٹی سی بات ہے اور اس سے قانون کی روح کے اندر، اس کے functions کے اندر اور طریق کار کے اندر کوئی فرق نہیں آتا۔ ڈیرہ غازی خان کی غازی یونیورسٹی کے employees کے ان retirement benefits کو define کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا اگر ہمارے معزز ساتھی اس پر agree کریں تو ہمارے ساتھ vote کر دیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس میں ہم نے ایک نئی Clause شامل کرنے کے لئے کہا ہے اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ retirement کے حوالے competent authority ہو جو کہ فیصلے کر سکے۔ اس competent authority کا grade بھی define ہونا چاہئے۔ یہ ریٹائرمنٹ یا رخصت کے فیصلے بہت اہم ہوتے ہیں، یہ آسان چیزیں نہیں ہوتیں۔ اس کے لئے competent person کی تعلیم، گریڈ اور دوسری سب چیزوں کو مدنظر رکھنا بے حد ضروری ہے تاکہ کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہو سکے۔ بہت سی مثالیں ایسی ہیں کہ غلط فیصلوں کی وجہ سے لوگوں کا نقصان ہوا ہے۔ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ شریف لوگ کسی غلط lobbying کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ غلط فیصلے کی وجہ سے شریف آدمی heart attack سے اپنی زندگی گنوا بیٹھتا ہے۔ ہم نے جو ترمیم دی ہے وہ بہت اہم ہے۔ جب قانون کے اندر، Bill کے اندر لکھ دیا جائے گا تو پھر Rules and Regulations بنانے والے اس چیز کو زیادہ اہمیت دیں گے کیونکہ ان کے علم میں ہو گا کہ یہ چیز legislative team کے notice میں ہے یعنی ہم اس سے باخبر ہیں۔ ہمیں یہ پتا ہے کہ غلط فیصلے ہو جاتے ہیں یا کروائے جاتے ہیں۔ غلط قسم کی lobbying ہو جاتی ہے۔ میرا تمہید باندھنے کا مقصد یہ ہے کہ کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہونے پائے۔ یہ Clause بڑی important ہے اگر اسے شامل کر لیں گے تو ہم آپ کے مشکور ہوں گے اور عوام کا بھلا بھی ہو گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس amendment کے معزز movers سے یہ عرض کروں گا کہ یونیورسٹی کو autonomy دینے کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا اگر یہ flexibility یونیورسٹی authority سے withdraw کر لی جائے۔ یہ چیزیں ان کے statutes میں ہو سکتی ہیں۔ اس یونیورسٹی یا اس طرح کے دوسرے autonomous اداروں میں کوئی individual اس قابل نہیں ہے کہ کوئی ایسا فیصلہ کر سکے۔ وہاں پر ایک Syndicate ہے جس میں مختلف لوگ ممبر ہوتے ہیں اور اس معزز ایوان کی بھی اس میں بڑی بھرپور متحرک نمائندگی ہوتی ہے اس لئے وہاں پر اب اس قسم کے اندیشوں کی گنجائش نہیں ہے۔ یونیورسٹی میں تمام لوگ مستقل نہیں ہوتے۔ یہ ان کو autonomy دی گئی ہے کہ وہ کسی اچھے پروفیسر، لیکچرار یا Financial Expert کو وقتی طور پر contract پر ملازم رکھ سکتے ہیں۔ اگر یہ شق درمیان میں ڈال دی جائے تو وہ اس سہولت سے محروم ہو جائیں گے اس لئے یہ amendment مناسب نہیں ہے اسے vote out کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That after Clause 17 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 17-A be added:-

"17-A Retirement from Service. An officer, Teacher or other employee of the University shall retire from service-

(a) on such dates after he has completed twenty-five years of service qualifying for pension or other retirement benefits as the competent authority may, in the public interest direct; or

(b) Where no direction is given under sub-Clause (a), on the completion of the sixtieth year of his age.

Explanation:-in this section, "Competent authority" means the appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the officer, Teacher or other employee concerned."

(The motion was lost)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ next amendments بھی اسی کے consequence میں ہیں اس لئے اگر لغاری صاحب مناسب سمجھیں تو ان کو withdraw کر لیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہم اپنی next amendments پر بات کریں گے۔

MR SPEAKER: The next amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Ch. Abdullah

Yousaf, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Chaudhary, Ms. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS SAMINA KHAWAR HAYAT: Sir, I move:

> That in the Bill, the following new Clause 17-B be added:-
>
> **"17-B Opportunity to show cause** –No officer, Teacher or employee of the University, holding a permanent post, shall be reduced in rank or removed or compulsorily retired from service unless he has been given a reasonable opportunity showing cause against the action proposed to be taken."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That in the Bill, the following new Clause 17-B be added:-
>
> **"17-B Opportunity to show cause** –No officer, Teacher or employee of the University, holding a permanent post, shall be reduced in rank or removed or compulsorily retired from service unless he has been given a reasonable opportunity showing cause against the action proposed to be taken."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! amendment کا مطلب مخالفت برائے مخالفت نہیں ہوتا، ہم لوگوں نے کچھ Clauses and amendments اس لئے add کی ہیں تاکہ اس Bill کے حوالے سے بہتر تجاویز دے دی جائیں۔ ویسے ہم اس کے حق میں ہیں کہ یہ Bill ضرور منظور ہونا چاہئے اور یہ یونیورسٹی وجود میں آنی چاہئے لیکن ہماری اس بارے میں کچھ تجاویز ہیں ان کو consider کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہم نے اس Bill میں ایک نئی Clause 17-B add کرنے کے لئے amendment دی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ:

"No officer, Teacher or employee of the University, holding a permanent post, shall be reduced in rank or removed or compulsorily retired from service unless he has been given a reasonable opportunity showing cause against the action proposed to be taken."

تو کسی کو صفائی کا موقع دیئے بغیر اور بولنے کا موقع دیئے بغیر یا وہ جو کہنا چاہتا ہے اس پارٹی کی تجویز لئے بغیر ہرگز اس کو سزا نہ دی جائے۔ اس میں ہمارا یہ مؤقف ہے کہ اُس شخص کا مؤقف سنا جائے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ اُسے سنے بغیر اُس کا رینک کم کیا جائے اور نہ اُسے نوکری سے نکالا جائے۔ قانون کی ایک term ہے اور لاء منسٹر صاحب چونکہ وکیل بھی ہیں تو وہ Audi Alteram Partem کو زیادہ بہتر سمجھتے ہوں گے۔

جناب سپیکر: آپ کے کہنے کا مطلب یہی ہے ناں، None should be condemned unheard

محترمہ ثمینہ خاور حیات: Exactly آپ نے میری اس ترمیم میں بہت آسانی کر دی ہے۔ کسی کو سنے بغیر نہ نکالا جائے، کسی کی دل آزاری نہ کی جائے جیسا Audi Alteram Partem کے بغیر کوئی initiative نہ لیا جائے۔ میرا مطلب یہی تھا کہ کسی کو سنے بغیر کوئی سزا نہ دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری طرف سے یہ کلاز شامل کرنے کے لئے آئی ہے اس کا مقصد صرف اس یونیورسٹی کے بل کو بہتر کرنا ہے اور اس کی بہتری اسی میں ہے کہ اگر یہ کلاز introduce نہ ہوئی تو پھر اس بل کے اندر انسانی حقوق کے خلاف جو مواد پایا جاتا ہے جیسے آپ نے فرمایا کہ Nobody should be condemned unheard. یہ کلاز ایک

hearingکی provisionدینے کے لئے addکی گئی ہے کیونکہ یہ بل انسان کے بنیادی حقوق کے خلاف بھی جاتا ہے اور اتنی زیادہ absolute fire and fire powerدینا بہت ہی نامناسب ہوتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ جہاں پر کوئی faultہوتا ہے اُس کے لئے remedy provideکی جاتی ہے جیسا کہ اس میں ہے Where there is a fault, there is a remedy. If there is any fault and there is no remedy in this Bill, to introduce it. اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس میں سننے اور شوکاز کی تجویز کو منظور فرمایا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ اُلفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! یہ زیر بحث 17-B Amendment اور اس سے پچھلی Amendment جو 17-A تھی میں ان کو اس لئے ضروری سمجھتی ہوں اور جیسے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ جب آپ کسی کو جبری ریٹائرمنٹ پر بھیج رہے ہیں تو اُس وقت کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہئے بے شک وزیر قانون اس کو غیر ضروری طور پر ختم کر دیں، اُن کے دائرہ اختیار میں ہے اور وہ ایسا کرنے کا حق رکھتے ہیں لیکن اس ترمیم کے اوپر میرا بار بار insistکرنا اس لئے ہے کہ میں یہ سمجھتی ہوں کہ بلکہ یہ پورا ایوان، میڈیا اور ہر ذی شعور انسان میری اس بات سے اتفاق کرے گا کہ کسی کی قسمت کا فیصلہ کرنے سے پہلے شوکاز نوٹس جاری کر کے اُس کو بھی سنا جائے کیونکہ اُسے پوری صفائی دینے کا موقع ملنا چاہئے تاکہ وہ بھی پورے طریقے سے اپنا مؤقف بیان کر سکے تاکہ یکطرفہ غلط فیصلہ نہ ہو جائے۔ کسی بھی شخص کو صفائی کا موقع تو بارہا ملنا چاہئے اور اس کے بعد فیصلہ ہونا چاہئے۔ Competent personکا فیصلہ کرنے کے ساتھ ساتھ جس شخص کی قسمت کا فیصلہ ہونا ہے اُس کو صفائی کا بھرپور موقع فراہم کرنا بہت ضروری ہے اور اگر اس کو legislationمیں شامل کر لیا جائے گا جو پورے سسٹم کی جان ہے اور یہ کاغذوں کے چند ٹکڑے نہیں ہیں بلکہ یہ لاکھوں لوگوں کی تقدیر ہے۔ اس میں جس چیز کو شامل کر لیا جائے گا وہی آگے Rules and Regulationsمیں بھی ہوگا اور اُسی کے اثرات سے صحیح ہونے کے امکانات بھی زیادہ ہیں اور غلط ہونے کے امکانات بھی زیادہ ہیں اس لئے میں اس پر insistکرتے ہوئے درخواست کروں گی کہ براہ مہربانی اس کو بل کا حصہ بنایا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس ترمیم کے معزز محرک کا اعتراض یا اندیشہ اس بات پر مبنی ہے کہ شاید انہیں یہ معلوم نہیں کہ یونیورسٹی کے ملازمین پر پیڈا ایکٹ لاگو ہوتا ہے

اور اُس میں یہ شوکاز نوٹس،right to explainہر چیز بڑی صراحت کے ساتھ درج ہے اس لئے اس کو علیحدہ سے اس بل کا حصہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in the Bill, the following new Clause 17-B be added;-

"17-B. Opportunity to show cause- No officer, Teacher or employee of the University holding a permanent post, shall be reduced in rank or removed or compulsorily retired from service unless he has been given a reasonable opportunity showing cause against the action proposed to be taken."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, Clause 17-C is under consideration. There is an amendment in it. The amendment from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Mrs. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

"That in the Bill, the following new Clause 17-C be added:-

"17-C. Pension, Insurance, Gratuity, Provident Fund and Benevolent Fund.-

(1) The University shall constitute, for the benefit of its officers, Teachers and other employees, in such manner and subject to the conditions as may be prescribed, such Pension, Insurance, Gratuity, Provident Fund and Benevolent Fund scheme as deem may fit.

(2) Where any Provident Fund is constituted under this Act, the provisions of Provident Fund Act 1925 (XIX of 1925) shall apply to such fund as if it were a Government Provident fund and the University were the Government."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in the Bill, the following new Clause 17-C be added:-

"17-C. Pension, Insurance, Gratuity, Provident Fund and Benevolent Fund.

(1) The University shall constitute, for the benefit of its officers, Teachers and other employees, in such manner and subject to the conditions as may be prescribed, such Pension, Insurance, Gratuity, Provident Fund and Benevolent Fund scheme as deem may fit.

(2) Where any Provident Fund is constituted under this Act, the provisions of Provident Fund Act

1925 (XIX of 1925) shall apply to such fund as if it were a Government Provident Fund and the University were the Government."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ بڑی اہم ترمیم ہے۔ ہم اس یونیورسٹی کے جو main stakeholders کے benefits کی بات کر رہے ہیں۔ یہ یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان کے علاقے میں بننے جا رہی ہے جو تین صوبوں سندھ، بلوچستان اور پنجاب کے سنگم پر واقع ہے۔ یہ علاقہ پسماندہ ترین ہے جہاں ایک prestigious یونیورسٹی کا بننا بہت خوش آئند ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ وڈیرا ازم کی وجہ سے یہاں پر پہلے بھی تعلیم کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا اور جو لوگ afford کر سکتے تھے وہ دور دراز علاقوں میں یا بیرون ملک جا کر تعلیم حاصل کر لیتے تھے۔ اس یونیورسٹی کے بننے کے بعد میں سمجھتی ہوں کہ وہ لوگ جن کی دسترس میں تعلیم نہیں تھی وہ بھی اس یونیورسٹی سے مستفید ہو سکیں گے۔

جناب سپیکر! ایک بہت بڑی حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس پسماندہ علاقے میں جا کر کام کرنا ہے۔ ان کی مراعات جن میں ان کی Gratuity، پنشن اور جو perks and privileges ہیں، ان کو اس طرح کا ہونا بہت ضروری ہے کہ ان کے لئے ایک attraction create کی جائے کہ وہ وہاں پر جائیں اور جا کر کام کریں، صرف یونیورسٹی بنا دینے سے مشکلات ختم نہیں ہو جاتیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ بہت سی ایسی یونیورسٹیاں ہیں جو دوسرے اضلاع میں بنی ہوئی ہیں جہاں infrastructure بھی موجود ہے لیکن وہ چل نہیں رہیں۔ اسی طرح بہت سے ہسپتال اور BHUs ایسے ہیں جہاں لوگ نہیں جاتے کیونکہ وہ پسماندہ علاقوں میں ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ سب سے اہم بات incentive based service structure ہے اور اس کو ensure کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ اگر اتنے پسماندہ علاقے میں کوئی بھی جا کر کام کرے گا تو جب تک اس کے حقوق کو محفوظ نہیں کیا جائے گا تو وہ وہاں پر جا کر کام کرنے میں interested نہیں ہو گا۔ اس طرح پھر وہی ہو جائے گا کہ ایک کام جو ہم نے اتنی محنت سے کیا جس پر اپوزیشن بھی گورنمنٹ کو خراج تحسین پیش کر رہی ہے۔ اگر ہم واقعی چاہتے ہیں کہ ہم ایک ایسا کام کریں

کہ آنے والی نسلیں ہمیں یاد رکھیں کیونکہ صرف یہ کہہ دینا کہ ہم تعلیم کو اتنا زیادہ promote کریں گے کہ علامہ اقبال اور قائداعظم کا خواب پورا ہو گا تو وہ خواب اسی وقت پورا ہو گا جب وہ یونیورسٹی بنے، چلے اور وہاں پر بچے تعلیم حاصل کریں۔ یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب اساتذہ یا وہ سٹاف جو وہاں پر کام کریں گے اور بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں گے جب ان کے interest کو محفوظ رکھا جائے جن میں Gratuity، پنشن اور فنڈز ہیں، سرکاری ملازمین کے لئے یہی ساری عمر کی کمائی ہوتی ہے اور یہی ایک attraction ہوتی ہے جب تک ان کے حقوق کو ensure اور safeguard نہیں کیا جائے گا تو میں سمجھتی ہوں کہ لوگ وہاں پر جا کر کام کرنے میں willing نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس ترمیم کے ذریعے محرک نے جن فنڈز کا ذکر کیا ہے ان میں انہی ملازمین کو بعد میں benefit ملتا ہے جنہوں نے پہلے اس میں contribute کیا ہوتا ہے، سارے ملازمین مستقل نہیں ہوتے اس لئے جو ملازمین contract پر وہاں کام کرتے ہیں وہ contribution دینے کو مناسب نہیں سمجھتے اور یہ ساری چیزیں internal legislation میں آئیں گی جو یونیورسٹی میں ہو گی۔ ان کے statues اور Rules یونیورسٹی میں بنیں گے۔ ان کا اس Act میں آنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in the Bill the following new Clause 17-c be added.
>
> "17-C. Pension, Insurance, Gratuity, Provident Fund and Benevolent Fund.
>
> 1. The University shall continue constitute, for the benefit of its officers, Teachers and other employees, in such manner and subject to the conditions as may be prescribed, such Pension, Insurance, Gratuity, Provident Fund and Benevolent Fund scheme as deem may fit.
> 2. Where any Provident Fund is constituted under this Act, the provisions of Provident Fund Act

1925 shall apply to such fund as if it were a Government Provident Fund and the University were the Government."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Addition of new Clause 17-D. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi, Any mover may move it.

MS. HUMAIRA AWAIS SHAHID: I move:

That in the Bill the following new Clause 17-D be added.

"17-D. Tripartite mobility.

(1) Any officer, Teacher of the Government or employee of the University on the recommendation of the Syndicate may be directed to serve in any post in the University under the Government or an Educational Research Institution in the public interest.

Provided that the terms and conditions offered to him shall not be less favourable than those admissible to him in the University and full benefit of his previous service shall be allowed to him.

(2) The Government may, in consultation with the Selection Board, place the services of an employee of the Government or any other University or an educational or research institution at the disposal of the University in the public interest.

(3) The terms and conditions offered to an officer or a Teacher or an employee mentioned in sub-Clauses (1) and (2) shall not be less favourable than those enjoyed by him immediately before his services are placed at the disposal of the University and that full benefit of his previous service shall be allowed to him.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in the Bill the following new Clause 17-D be added.

17-D. Tripartite mobility.

(1) Any officer, Teacher of the Government or employee of the University on the recommendation of the Syndicate may be directed to serve in any post in the University under the Government or an educational research institution in the public interest.

Provided that the terms and conditions offered to him shall not be less favourable than those admissible to him in the University and full benefit of his previous service shall be allowed to him.

(2) The Government may, in consultation with the Selection Board, place the services of an employee of the Government or any other University or an educational or research institution at the disposal of the University in the public interest.

(3) The terms and conditions offered to an officer or a Teacher or an employee mentioned in sub-Clauses (1) and (2) shall not be less favourable than those enjoyed by him immediately before his services are placed at the disposal of the University and that full benefit of his previous service shall be allowed to him."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! (D)17 کی جو amendment ہم نے propose کی ہے اس کا بالکل وہی spirit ہے جو پہلی تین چار amendments میں ہم نے propose کیا ہے۔ یہ to strengthen the spirit of rights of the employees ہے کہ جو لوگ وہاں پر آفیسر یا ٹیچر کی صورت میں کام کرتے ہیں اُن کے rights کو preserve اور ensure کیا جائے۔ اس میں ہمارا مقصد یہ بھی ہے کہ ایک trilingual relationship جو collaborated level پر ہو consultation level پر ہو یا research based level پر ہو اگر اس کے تحت کوئی

employeeایک یونیورسٹی سے دوسری یونیورسٹی میںpostہوتا ہے تو اس کےbenefitsجو اُس کو previous service میں دیئے جائیں اُس کی continuation ہو اور اُس کی surety ہو کہ benefitsکم نہیں کئے جائیں گے۔اس کے علاوہ یہClauseاس چیز کو بھیensureکرتی ہے کہ اُس کی conditions less favourableنہ ہوں جوalreadyاس کیserviceاسےprovideکر رہی ہے۔ ہماراamendmentدینے کا مقصد یہ ہے کہ ایک pro people policy and pro employee policyہو اورjustice to the employees of the Universityایک basic right and ruleہو۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اسClauseکا مطلب یہ ہے کہ یونیورسٹی اور کالج کے درمیان employeesکوrotateکیا جا سکے اور جو ملازم جہاں بہترperformکر سکتا ہے وہاں بھیجا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اِن کیamendmentسے یونیورسٹی کی خود مختاری متاثر ہو گی کیونکہ ہر یونیورسٹی کی اپنیrequirementہوتی ہے کہ وہ کس قسم کے لوگوں کو specific jobدے؟اگر اس طریقے سے دروازہ کھولا جائے گا تو پھر یونیورسٹی کیautonomyاور اپنا atmosphereمتاثر ہو گا۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!اسamendmentکو ہمwithdrawکرتے ہیں بلکہ 18 اور19کے علاوہ باقی تمامamendments withdrawکرتے ہیں اور صرف18اور19پر ہمارے ممبران اپنا اظہارِ خیال کریں گے۔

MR SPEAKER: Clause 17-D is withdrawn. Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Ch. Abdullah Yousaf, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary,

Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Chaudhary, Ms. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS. KHADIJA UMAR: Sir, I move:

> "That in Clause 18 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-Clause (1), after Para (f), the following Para (g) be added and the existing Para (g) be renumbered as Para (h):-
>
> "(g) Discipline Committee;"

MR SPEAKER: The amendment moved is:

> "That in Clause 18 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-Clause (1), after Para (f), the following Para (g) be added and the existing Para (g) be renumbered as Para (h):-
>
> "(g) Discipline Committee;"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے Clause 18 میں بنیادی طور پر authorities کے بارے میں define کیا ہوا ہے اور ہم اس میں Disciplinary Committee اس لئے add کرانا چاہ رہے ہیں کیونکہ یہ بہت ہی اہم چیز ہے۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ کسی بھی معاشرے میں discipline کا ہونا بہت ضروری ہے۔ آپ اس ہاؤس کی مثال لے لیں کہ جب یہاں پر mess-up ہو جاتا ہے تو اس میں discipline کو قائم کرنے کے لئے آپ کافی major role ادا کرتے ہیں جس کی

وجہ سے ہاؤس کا discipline قائم رہتا ہے۔ جس طرح ہم نے amendment میں define بھی کیا ہے کہ اس میں کون کون سے لوگوں کا ہونا ضروری ہے۔ یہ کمیٹی پروفیسر حضرات، لیکچرار اور رجسٹرار وغیرہ پر مشتمل ہونی چاہئے تاکہ اگر کوئی لڑائی، قانون کی خلاف ورزی یا کوئی ابتر صورتحال پیدا ہو جاتی ہے جس کو handle کرنا ضروری ہوتا ہے تو وہ کمیٹی discipline قائم کر سکے اور فیصلے لے سکے۔ مزید لوگوں کو بھی پتا ہو کہ ہم نے کیا کرنا ہے؟ اگر وہاں پر Discipline Committee نہیں ہو گی تو سب لوگ اپنے اپنے طریقے سے قانون بنانے کی کوشش کریں گے جس سے سارا نظام mess-up ہو جائے گا لہذا Disciplinary Committee کا ہونا بہت ضروری ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کی یہ amendment already 18(1)(g) میں covered ہے کہ any other authority as may be prescribed. لہذا ضرورت پڑنے پر یہ prescribe ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ 18(2) میں بھی لکھا ہے کہ:

> The Syndicate may constitute committees consisting of the members of the Syndicate or it may create committees consisting of members of the Syndicate or Teachers or officers of the University or a combination of all or any of such persons.

یعنی اس میں کافی wide اختیار Syndicate کے پاس ہے۔ اس لئے اس amendment کی ضرورت نہیں ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 18 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-Clause (1), after Para (f), the following Para (g) be added and the existing Para (g) be renumbered as Para (h):-
>
> "(g) Discipline Committee;"

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR SPEAKER: Now, that Clause 19 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Humaira Awais Shahid and Engineer Shahzad Elahi. Any Mover may move it.

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir I move:

That in Clause 19 of the Bill as, recommended by the Standing Committee on Education, in sub Clause (1) for Para (n), the following be substituted:-

"(n) three members of the Provincial Assembly of the Punjab, of which one shall be a woman member to be nominated by the Speaker in consultation with the Leader of the Opposition."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That in Clause 19 of the Bill as, recommended by the Standing Committee on Education, in sub Clause (1) for Para (n), the following be substituted:-
> "(n) three members of the Provincial Assembly of the Punjab, of which one shall be a woman member to be nominated by the Speaker in consultation with the Leader of the Opposition."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: آپ مجھے بھی oppose کرتے ہیں؟ دیکھ لیں اچھی بات نہیں ہے (قہقہہ) جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم نے یہ جو amendment propose کی ہے basically انہوں نے جو سنڈیکیٹ constitute کیا ہے تو اس میں انہوں نے پرو چانسلر، وائس چانسلر، پرو وائس چانسلر، سیکرٹری ہائر ایجوکیشن، سیکرٹری فنانس، سیکرٹری لاء اینڈ پارلیمانی امور، Chairman or Commission or anybody اس کے بعد ہے کہ:

> One Vice Chancellor of any public sector, three Deans of faculty Chairman Board of Intermediate, three persons to be nominated by the Chancellor.

اس کے بعد پھر دوبارہ

> Two Principals of affiliated colleges, three members of the Provincial Assembly of the Punjab to be nominated by the Speaker of the Assembly.

ہم یہ چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ جس Chair پر بیٹھے ہیں تو although اس Chair پر کبھی وردی والا بھی ایک بیٹھا تھا لیکن اس میں اور آپ میں یہ فرق تھا کہ آج جو لوگ یہاں بیٹھے ہیں وہ جمہوری لوگ ہیں اور یہاں پر جو حکومت ہے تو سب کہتے ہیں کہ جمہوری حکومت ہے۔ میں سمجھتی ہوں

کہ جمہوریت صرف کہنے سے نہیں آتی ہے بلکہ جمہوریت اس طرح نظر بھی آنی چاہئے کہ واقعی اس صوبے اور ملک میں جمہوریت ہے۔اس کا ہمیں کیسے پتا چلے گا کہ ایک particular will نظر آنی چاہئے۔اگر ہم یہ کہتے ہیں اور اگر ہم یہ ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ صوبہ پنجاب کی عوام کے نمائندے ایوان کی میں ممبر ہوں اور اسی قانون کے تحت جس کے تحت یہ مرد ممبر موجود ہیں اور یہ خواتین بھی یہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں تو وہ بھی اتنا ہی legally and constitutionally حصہ ہیں جتنا باقی ممبران ہیں۔ ویسے خواتین کا آدھا ووٹ ہوتا ہے لیکن ان کا یہاں پر برابر ہی ووٹ ہے اور سپیکر صاحب پورے ایوان کے سپیکر ہیں۔آج سپیکر پنجاب اسمبلی کی سیٹ پر رانا محمد اقبال صاحب تشریف فرما ہیں تو کل کو یہاں پر رانا ثناء اللہ خان صاحب بھی ہو سکتے ہیں اور چودھری ظہیر الدین خان صاحب بھی ہو سکتے ہیں یا کوئی بھی ممبر یہاں پر بطور سپیکر ہو سکتا ہے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ جو قوانین بنائے جاتے ہیں وہ آج کو دیکھ کر نہیں بنائے جاتے۔وہ قوانین ایک دفعہ بن گئے ہیں اور جب تک وہ دوبارہ amend نہیں ہوتے تو وہ implement ہوتے ہیں تو خواتین کے بارے میں ایک سوچ شدت اختیار کرتی جا رہی ہے کہ یہ حکومت یا یہ پارٹی Anti Women Party ہے۔میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس ترمیم کو accept کر کے حکومت کا اپنے اوپر ایک لگا ٹھپہ دھلنے میں یہ شاید ترمیم ان کی مدد کرے گی۔باقی سپیکر کے لئے جو ہم پہلے دن سے fight کرتے ہیں، ہم تمام ترامیم میں آپ کے حقوق کی ترجمانی،آپ کے حقوق کی حفاظت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ کوشش ہم جاری وساری رکھیں گے۔ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ بہت مشکل بات ہے لیکن اس دنیا میں ناممکن کوئی بھی نہیں ہے اور۔۔۔

جناب سپیکر:آپ مجھے مشکلات میں نہ ڈالیں،آپ کی مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں سپیکر پنجاب اسمبلی کی بات کر رہی ہوں، میں رانا اقبال صاحب کی بات نہیں کر رہی اور سپیکر کی سیٹ پر میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ یہاں پر کوئی بھی آکر بیٹھ سکتا ہے۔یہاں پر جنرل ضیاء الحق بھی بیٹھا تھا لیکن اس کرسی پر بیٹھنے والے اور آج کی کرسی پر بیٹھنے والے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

آج جمہوریت ہے اور میرا یہ جمہوری حق ہے کہ میں خواہش کروں وہ خواہش وہاں سے پوری ہو یا نہ ہو یہ ان کا اختیار ہے لیکن مجھے میرے جمہوری حق سے withdraw کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا میں اگر یہ چاہوں کہ یہ کرسی بااختیار ہو، یہ کرسی کسی کے اشارے پر نہ چلے، یہ کرسی کسی کے اشارے کو follow نہ کرے تو یہ میرا جمہوری حق ہے۔ رہی بات خواتین کی تو ہم خواتین جس

segment of societyکوrepresentکرتی ہیں ان کے حقوق کے لئے جدوجہد کرنا ہمارا اولین کام ہے جو ہم کر رہے ہیں اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ سنڈیکیٹ میں سارے جہاں کی بیوروکریسی کو بھر دیا ہے تو اس میں اس ایوان کے منتخب لوگوں کو بھی اس کا حصہ بنایا جائے۔بہت افسوس ہوتا ہے ان باتوں پر اور بہت دل کڑھتا ہے کہ جب یہاں پر بیوروکریسی کے خلاف تحاریک استحقاق آ رہی ہوتی ہیں اور استحقاق کمیٹی میں جا کر ہمارے ہی منتخب نمائندے انہیںsafeguardکرنے کی کوشش کر رہے ہوتے اور انہیںprotectکرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔اسی طرحdiscriminationکی انتہا یہ ہیں کہ ہم پنجاب اسمبلی کےpremisesہیں ہم اس کے ممبرز ہیں اور یہ اسمبلی ہمارا گھر ہے اور سب سے پہلا حق اس اسمبلی پر ممبران کا ہے، چاہے وہ کوئی بھی ہوں لیکن ہمارے ساتھ یہ ہوتا ہے کہ ہمیں لاء اینڈ آرڈر کا کہہ دیا جاتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ہم اپنی گاڑیوں کو دور دراز کہیں پارک کریں مگر افسوس کا مقام ہے کہ اسی بیوروکریسی، جو اس بل پر بھی چھائی ہوئی ہے،ان کی گاڑیاں جب اسمبلیin sessionہو۔۔۔

جناب سپیکر:آپamendmentپر آئیں۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!میں اسی پر بات کر رہی ہوں اور میں آپ کو بیوروکریسی جن کے نام اس بل میں ہیں،ان کے متعلق بتا رہی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:میرا خیال ہے کہ آپrelevantہو جائیں۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!میںrelevantہی ہو رہی ہوں اور میں کیوں چاہتی ہوں کہ سنڈیکیٹ میں اس ایوان کے ممبران بھی ہوں تو میں اس کی وجوہات آپ کو بتا رہی ہوں اور آپ سپیکر صاحب ہونے سے پہلے آپ اس ایوان کے ممبر بھی ہیں اور اگر ہم ممبران کوsecurity threatسمجھا جاتا ہے کہ ممبر کی گاڑی اندر آئے گی تو بم باندھ کر آئے گی تو سیکرٹری اور ایڈیشنل سیکرٹریوں کی گاڑیاں اسمبلیpremisesکے اندر آتی ہیں۔یہ اس اسمبلی۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں،آپrelevantبات کریں۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ بیوروکریٹ اور معزز ممبران کا بھی پروٹوکول ہوتا ہے اور جب ہم اپنے ممبران کے پروٹوکول،ان کیprivilegesاور ان کےrightsکو خود نہیںprotectکریں گے تو یہاں پر کوئی بیوروکریٹ آ کر نہیں کہے گا کہ سپیکر صاحب!السلام علیکم،

کوئی آپ کو نہیں own کرے گا۔آج آپ گورنمنٹ میں ہیں تو کل آپ اپوزیشن میں آئیں گے تو ہم نے اپنے ممبران کے حقوق کے لئے خود fight کرنی ہے۔

جناب سپیکر: گورنمنٹ خود کرتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں براہ راست گورنمنٹ سے مخاطب نہیں ہو سکتی اور میں نے آپ ہی کو زحمت دینی ہے۔آپ نے کہا کہ ایسا نہیں ہوتا تو کل شام یہاں پر ایک معزز وزیر ندیم کامران صاحب، میں اور ایک اور آپ کے ممبر موجود تھے۔جب یہاں اسمبلی کے اندر ڈی سی او لاہور تشریف لائے تو آپ یقین کریں کہ انہیں جو سلامی دی گئی اور جو ٹھاٹھ تھی تو میں ڈر گئی کہ شاید آپ باہر تشریف لا رہے ہیں لیکن مجھے بعد میں پتا چلا کہ ڈی سی او لاہور کی سواری جا رہی ہے۔بیوروکریسی کا یہ حال ہے اور ہم اس بیوروکریسی کو ایوان کے منتخب نمائندوں پر prefer کرتے ہیں جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ justified نہیں ہے۔میں اپنی اس ترمیم کے حوالے سے لاء منسٹر صاحب سے request کروں گی کہ خدارا! اس ایوان کی supremacy اور اس ایوان کا تقدس اس ایوان کے ممبران کے ساتھ ہے تو please وہ ہماری اس ترمیم کو accept کریں اور ممبران کے ساتھ ہونے والی discrimination کو بند کریں۔شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔جناب سپیکر! میں conclude کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میری بہن کا لب لباب اور مقصد یہ ہے کہ خواتین کو بھی representation دینی چاہئے اور اس ترمیم میں ہم نے خواتین کی representation کا کہا ہے کہ عورتوں کو بھی سنڈیکیٹ کی کمیٹی کی میٹنگ میں ہونا چاہئے اور خواتین کو نمائندگی دینی چاہئے۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو amendment پیش ہوئی ہے اور اس میں محرک نے جو speech کی ہے وہ amendment کے entirely against کی ہے۔سپیکر کا مکمل اختیار ہے اور اس کی complete discretion ہے کہ وہ سنڈیکیٹ میں اس House سے تین ممبران کو مقرر کرے۔اس amendment کے ذریعے سپیکر کے اختیار کو یہ مشروط بنانا چاہتے ہیں اور

آگے ایک شرط یہ بھی رکھنا چاہتے ہیں کہ ان میں سے ایک خاتون ہو۔ تین خواتین کیوں نہیں ہو سکتیں، دو کیوں نہیں ہو سکتیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جب سپیکر کی یہ صوابدید ہے کہ وہ جن تین ممبران کو مناسب سمجھے ان کو سنڈیکیٹ کا ممبر بنائے۔ مثال کے طور پر جو Women Universities ہیں وہاں پر ایک سے زیادہ خواتین بھی اس کی ممبر ہو سکتی ہیں۔ اس اختیار کے تحت سپیکر پر کوئی قدغن نہیں ہے بلکہ سپیکر کو مکمل صوابدید حاصل ہے۔ یہ amendment جو دونوں طرف سے یعنی خواتین کی نمائندگی کو بھی محدود کرتی ہے اور سپیکر کی صوابدید کو بھی محدود کرتی ہے لہذا اسے rule out کیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ اپوزیشن کا بھی شکریہ اور ان کا بھی شکریہ

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 19 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-Clause (1), for Para (n), the following be substituted:-

"(n) three members of the Provincial Assembly of the Punjab, of which one shall be a woman member to be nominated by the Speaker in consultation with the Leader of the Opposition;"

(The motion was lost.)

جناب سپیکر: چودھری ظہیر الدین صاحب! Second amendment move کریں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ہم تمام amendments withdraw کرتے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: باقی amendments withdraw کر لی گئیں۔ شکریہ

کورم کی نشاندہی

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے ہمیشہ اچھے کاموں پر تعاون ہوتا ہے اور آپ یہ بات بھی note فرمائیں کہ کورم پورا نہ ہونے کے باوجود بھی ہم legislation کروا رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم چودھری صاحب سے گزارش کروں گا کہ کورم پورا ہے اور ممبران گیلری میں بیٹھے ہیں۔ جب یہ چاہیں ان کو چیک کر لیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ممبر وہی count ہوتا ہے جو House میں موجود ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب نے کورم کی نشاندہی کر دی۔ Now, it has come to my knowledge and this is my duty ابھی یہ question put نہیں ہوا ہے اور انہوں نے کورم point out کر دیا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! نہیں کیا ہے۔ میں نے یہ عرض کیا تھا آج ہمارے اس gesture کو بھی ریکارڈ کیا جائے کہ کورم پورا نہ ہونے کے باوجود ہم legislation کروا رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کورم پورا ہے members are sitting in Gallery, they are listening the proceeding of the House ہم legislation without quorum نہیں کریں گے۔ اگر کورم نہیں ہے تو آج ہی ہم یہ بل کل کے لئے adjourn کراتے ہیں۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان مصدرہ 2011

(جاری۔۔۔)

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That unanimously Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE 30

MR SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR SPEAKER: Now, Clause 31of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 32

MR SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 34

MR SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 34 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 35

MR SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 35 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 36

MR SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 36 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 37

MR SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 37 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 38

MR SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 38 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

بحث

امن عامہ پر بحث

جناب سپیکر: جی، اب ہم امن عامہ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں اور بحث کا آغاز وزیر قانون کی تقریر سے ہوگا۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سے پہلے اس Bill کے پاس ہونے پر نہ صرف اس معزز ایوان کے تمام معزز ممبران کو اور بالخصوص جن کا تعلق جنوبی پنجاب اور ڈیرہ غازی خان سے ہے انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور خاص طور پر ہمارے ہاؤس کے سینئر ترین

ممبر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے اس یونیورسٹی کے قیام کے لئے خصوصی کوششیں ہیں تو میں ان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر صنعت(سردار دوست محمد خان کھوسہ):جناب سپیکر!آپ کی اجازت سے میں رانا صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ کے توسط سے تمام ممبران پنجاب اسمبلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے علاقہ میں جو کہ پنجاب کا واحد ڈویژن ہے جہاں پر یونیورسٹی نہ تھی۔اس یونیورسٹی کے قیام کے لئے انہوں نے جو اپنا وقت دیا ہے، اپنی آراء دی ہیں اور اپنی کوششیں کی ہیں میں ان کا تہہ دل سے ڈیرہ غازی ڈویژن کی عوام کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میاں محمد نواز شریف صاحب نے کراچی میں تقریر کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ اگر مجھے دوبارہ موقع ملا تو ہم انشاء اللہ فوجی عدالتیں بنائیں گے۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ(ق)اور پیپلز پارٹی کی معزز خواتین ممبران
کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر!میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ موجودہ عدلیہ پر عدم اعتماد ہے یا اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ محبت کا اظہار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد):پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!یہ کیا طریقہ ہے؟میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں اور یہ اپنی سیٹ پر کھڑے ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ بولیں تو سہی۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!آپ مجھے بات کر لینے دیں۔

جناب سپیکر:آپ بولیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!گزارش ہے کہ یہ جو میاں صاحب کی statementہے ان کے [******] کیا ہم نے ماضی سے کچھ سبق سیکھا ہے، کیا اس وقت جب فوجی عدالتیں بنائی گئیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

آج کراچی میں، وہ کہتے ہیں کہ ہم یہاں فوجی عدالتیں لگائیں گے۔ میاں محمد نواز شریف صاحب نے ماضی کے اندر جو وہاں پر ظلم کیا گیا میں چیف جسٹس افتخار محمد چودھری سے یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے چیف جسٹس کی contempt کی ہے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ فی الفور افتخار محمد چودھری۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):جناب والا!مجھے بھی بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:آپ بعد میں جواب دینا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب والا!وہ اس کا نوٹس لیں اور میاں محمد نواز شریف صاحب سے پوچھیں کہ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ ہم عدلیہ کی بحالی کے لئے لانگ مارچ کرتے ہیں، میاں محمد نواز شریف نے یہ اتنا بڑا تماشا بنایا ہے۔ میاں محمد نواز شریف کو یہ یاد نہیں ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ کراچی میں فوجی عدالتیں لگائیں گے یہاں پر پنجاب کے اندر جو آج کل حالات ہیں، پنجاب کے اندر ڈاکے پڑ رہے ہیں، پنجاب کے اندر چوریاں ہو رہی ہیں، کیا آپ یہاں پر بھی فوجی عدالتیں لگائیں گے؟ جہاں تک فوجی عدالتیں لگانے والی بات ہے اس پر میاں محمد نواز شریف کو پوری قوم سے معافی مانگنی چاہئے اور میاں نواز شریف صاحب کو اپنے اس رویہ پر۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر حزب اقتدار محترمہ انجم صفدر نے
"گو زرداری گو" کی نعرہ بازی کی)

جناب سپیکر:اب آپ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ تمام غیر پارلیمانی الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

رانا محمد افضل خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں ان تمام باتوں کا نوٹس لے رہا ہوں۔ I will not allow to any body. بڑی مہربانی تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ویسے تو آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے ہم نے یہ وقت مختص کیا تھا۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: مختص کیا نہیں تھا بلکہ آج کے لئے مختص ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اور ہم اس کے لئے موجود ہیں لیکن بسراء صاحب نے ایک ایسی بات کو یہاں پر شروع کیا جو میں سمجھتا ہوں کہ خواہ مخواہ ماحول کو خراب کرنے والی بات ہے۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ بہتر ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگر انہوں نے یہ بات کی ہے تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کر دوں کہ کراچی اس وقت کس کے کنٹرول میں ہے؟ یعنی ہمیں ground realities کا احساس ہونا چاہئے۔ ہمیں صرف اور صرف point scoring کی طرف نہیں جانا چاہئے۔ اس وقت بھی کراچی جو ہے وہ رینجرز کے کنٹرول میں ہے اور رینجرز کو ایک فوج کا serving General head کر رہا ہے۔ اگر امن و امان کی، ایمرجنسی کی صورتحال میں آئین اس بات کی گنجائش دیتا ہے کہ سول ایڈمنسٹریشن اور democratic setup کے تحت فوج ملک کی civil authorities کی مدد کر سکتی ہے تو اسی گنجائش کا ذکر میاں محمد نواز شریف نے کیا کہ اگر ملک میں ایسے حالات ہوں کہ Judges open court میں فیصلے نہ کر سکیں۔ ججوں کو ٹیلی فون کر کے ملزمان کی طرف سے یہ کہا جائے کہ آج اگر شام تک آپ نے اس کیس میں ملزم کو بری نہ کیا تو آپ کے بچے جو فلاں سکول میں پڑھتے ہیں اتنے بجے فلاں نمبر کی گاڑی میں وہ جاتے ہیں اور اتنے بجے واپس آتے ہیں اور ایسی مثالیں موجود ہوں اور on record ہوں کہ اس جج نے ایسے ملزم کو جس کو پہلے ایک کیس میں اسے موقع واردات سے گرفتار ہونے کے بعد ناجائز اسلحہ برآمد ہونے کی وجہ سے دس سال قید سنائی ہو وہ جج رات نو بجے تک بیٹھ کر فیصلہ لکھے اور اس ملزم کو بری کر کے گھر جائے۔ جب ایسی مثالیں ہوں تو دنیا میں بھی ایسی مثالیں موجود ہیں faceless courts کی مثالیں موجود ہیں۔ اس کا ذکر میاں محمد نواز شریف نے کیا کہ ہمیں آئین

میں گنجائش پیدا کر کے ججوں کو قتل کرنے والوں کو، گواہوں کو، قتل کرنے والوں کو، مدعیوں کو قتل کرنے والوں کو ان سے لوگوں کے جان و مال اور شریف لوگوں کو اور پاکستانی شہریوں کو بچانے کے لئے civil set up میں، جمہوری set up میں کسی حد تک بھی جانا پڑا تو ہم ان دہشت گردوں کے خلاف جائیں گے۔ جو انہوں نے بات کی اس بات کے ساتھ جڑی ہوئی انہوں نے یہ بات کی کہ سول گورنمنٹ۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جمہوری set up میں فوجی عدالتیں نہیں ہوتیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): سول گورنمنٹ اور جمہوری set up کے تحت۔۔۔

جناب سپیکر: جب آپ بول رہے تھے تو وہ بولے تھے؟ بسراء صاحب! دیکھیں یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ This is not good. جب آپ بول رہے تھے تو وہ آپ کے سامنے بولے تھے؟ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! اتنی غیر جمہوری وکالت؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جمہوری setup میں رینجرز کے قبضے میں بھی شہر دینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جمہوری setup میں سپریم کورٹ اگر ایک شہر کی جا کر cognizance لے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): آپ کے منہ سے سپریم کورٹ کی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ کیا طریقہ ہے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): چھوڑیں اب سپریم کورٹ کی باتیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): یہ کیا طریقہ ہے؟ یعنی ان میں بات سننے کا حوصلہ نہیں ہے۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: اذان ہو رہی ہے خاموشی اختیار کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم میاں محمد نواز شریف لوگوں کو امن دینے کے اس جذبے کے ساتھ ہیں۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! آپ نے مجھے بھی ٹائم دینا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اور اس کو appreciate کرتے ہیں۔ رہی بات آئین کی گنجائش کی with family corruption کرنے کی کس آئین میں گنجائش ہے، حاجیوں کو لوٹنے کی کس آئین میں گنجائش ہے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جس کے تابع آپ لوٹ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ریلوے کو لوٹنے کی کس آئین میں گنجائش ہے [****]

جناب سپیکر: رانا صاحب! مہربانی کریں۔

(پیپلز پارٹی کی معزز خواتین ممبران کی جانب سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اور وہ جو سوئی گیس کا آوارہ تھا اس کو لانے کی کہاں سے گنجائش ہے۔؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): چور مچائے شور

جناب سپیکر: امن عامہ پر بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آئین میں جو کچھ کیا جائے گا وہ آئین کے تحت کیا جائے گا۔ آئین میں گنجائش پیدا کر کے کیا جائے گا [*******]

جناب سپیکر: مہربانی۔یہ الفاظ حذف کئے جاتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے الفاظ حذف کر دیئے ہیں۔اگر آپ کہیں گے تو پھر آپ کے بھی کرنا پڑیں گے۔ایسا نہ کریں۔مہربانی۔(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔No please, no please اب ہم امن عامہ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): مجھے بھی ٹائم دیں۔

جناب سپیکر: آپ فکر نہ کریں میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: حضرت !آپ تشریف رکھیں۔حضرت تشریف رکھیں، بڑی مہربانی۔Be wise! All of you. بڑی مہربانی۔آپ دونوں اچھا نہیں کر رہے۔دونوں طرف سے اچھا نہیں ہو رہا۔آپ تشریف رکھیں،آرڈر پلیز ورنہ میں adjourn کرنے لگا ہوں۔پہلے پرویز رفیق صاحب بات کریں گے۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: انہوں نے بات کی ہے ہمیں بھی کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ نے بھی کم نہیں کی ہیں۔آپ مہربانی کریں۔

محترمہ انجم صفدر: جمہوریت جمہوریت کہنے والے پورا ملک کھا گئے ہیں۔پہلے بجلی دوپھر بات کرو۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ محلے کی لڑائی تو بند کرائیں۔

جناب سپیکر: آپ کس point پر بول رہے ہیں،؟آپ کیا کر رہے ہیں؟آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، Order in the House, order in the House نہ کوئی ادھر سے بولے گا نہ ادھر سے۔آپ کی مہربانی۔

محترمہ انجم صفدر: چھج تے بولے چھاننی کیوں بولے۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کیا کر رہی ہیں۔جانے دیں۔بڑی مہربانی۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
بی بی ہم شرمندہ ہیں تیرے قاتل زندہ ہیں، کی نعرہ بازی)

آرڈر پلیز،آرڈر پلیز،جی، پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے ایک بات کر لینے دیں، میں آپ دونوں طرف والوں سے کہہ رہا ہوں کہ مہربانی کر کے ایک دوسرے کی قیادت پر ذرا مہربانی کریں۔آپ نے یہ خود فیصلہ کیا ہے اور مجھے آپ پر افسوس ہو رہا ہے کہ آپ نے آکر ایک ایسی بات چھیڑ دی ہے۔ایسی باتیں نہ کیا کریں، بڑی مہربانی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!میں معزز ایوان اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا، میں آج پورے پاکستان کی مذہبی اقلیتوں اور بالخصوص صوبہ پنجاب کی مذہبی اقلیتوں کی طرف سے، سول سوسائٹی کی طرف سے، انسانی حقوق کی جماعتوں کی طرف سے شہید انسانیت گورنر سلمان تاثیر کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بھائی! پہلے دعا ہو گئی ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں اقلیتوں کی طرف سے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اقلیتوں کی طرف سے بھی۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! یہ کیا بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بیٹھیں، ان کو بات کرنے دیں۔انہوں نے مجھ سے ٹائم لیا ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں گورنر سلمان تاثیر شہید کی سیاسی خدمات، جمہوریت۔۔۔

جناب سپیکر: سلام پیش ہو گیا۔اب بس کریں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں، میرے اپنے جذبات ہیں اور وہ میں اس معزز ایوان میں بیان کرنا چاہتا ہوں، وہ اس صوبے کے آئینی سربراہ تھے، وہ اس معزز ایوان کے ممبر رہے ہیں، یہ میرا حق ہے اور میرا استحقاق ہے۔میں ان کی خدمات کو سراہتا ہوں اور ان کے بیٹے شہباز تاثیر کی بازیابی کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ بات بھی ہو گئی ہے۔بڑی مہربانی، اب آپ بس کریں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔آپ کی مہربانی،

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: یہ بھٹو کا نام لیتے ہیں لیکن نصرت بھٹو کی پیروی کیوں نہیں کرتے۔یہ ان کے ساتھ ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز Order in the House

سردار اطہر حسن خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گورچانی صاحب!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آپ سے request کرنا چاہتا تھا کہ جس طرح پچھلے دنوں میاں محمد نواز شریف صاحب کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے out of turn قرارداد پیش کی گئی تھی میں نے بھی وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی صاحب کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایک قرارداد جمع کرائی ہے چونکہ کل انہوں نے قومی اسمبلی میں صوبہ جنوبی پنجاب کی واضح حمایت کا

اعلان کیا ہے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ میری اس قرارداد کو بھی out of turn لانے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: ایسے out of turn نہیں آئے گی، اس کا ایک طریق کار ہوتا ہے۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: وہ طریق کار ہمیں بھی بتادیں۔

جناب سپیکر: اس کے لئے کمیٹی فیصلہ کرتی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: آپ House سے رائے لے لیں۔

جناب سپیکر: وہ میرے پاس آئے گی تو دیکھوں گا اور اس کے بعد بات کریں گے۔ بسراء صاحب! آپ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ بسراء صاحب! میں آپ کو بلا رہا ہوں اور آپ ادھر ہاتھ کر رہے ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! بحث شروع کروائیں۔

جناب سپیکر: امن عامہ پر بحث کا آغاز راناثناء اللہ صاحب پہلے کر چکے ہیں۔ جو صاحبان اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام لکھوا دیں۔ آرڈر پلیز، بس کریں، اب بہت ہو گئی ہے، بڑی مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! امن و امان پر بحث کے لئے آج قانون سازی کے بعد کا وقت مقرر ہوا تھا، اس میں جو بنیادی facts and figures ہیں میں وہ اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: facts and figures سنیں اور لکھیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر اسد اشرف کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! میں صرف بنیادی facts and figures اس معزز ایوان کے معزز ممبران کے سامنے رکھوں گا تاکہ وہ ان پر اپنا اظہار خیال کر سکیں اور ایسی بحث فرما سکیں جس سے حکومت امن و امان کی صورتحال کو مزید بہتر بنانے کے لئے رہنمائی حاصل کر سکے۔ ملک میں بے روزگاری جو کہ energy crisis کی وجہ سے ہے، جب ملک میں نئی فیکٹریاں اور کارخانے نہیں لگ رہے بلکہ جو کارخانے پہلے سے لگے ہوئے ہیں وہاں کے مزدور بھی بے روزگار ہو رہے ہیں، میرے بھائی چودھری ظہیر الدین صاحب جن کا تعلق فیصل آباد سے ہے جانتے ہیں کہ ایک

محتاط اندازے کے مطابق چار لاکھ مزدور صرف فیصل آباد میں بے روزگار ہوئے ہیں۔یہ چیز crimeاور خاص طور پر street crimes کو addکرتی ہے۔اس وجہ سے اس میں اضافہ ہوتا ہے،اس صورتحال کے پیش نظر پچھلے سالوں کے اور اس سال کے جو facts and figuresہیں ان میں دو چار فیصد آگے پیچھے ضرور ہے لیکن ان میں کوئی واضح فرق نہیں ہے کہ اس معزز Houseکے معزز ممبران اس پہلو کو پیش نظر رکھیں۔ پچھلے دو سال میں جتنا بے روزگاری میں اضافہ ہوا ہے،جتنا دہشت گردی میں اضافہ ہوا ہے اس اضافے کے باوجود اس figure کو out of control نہ ہونے دینے میں ہماری law Enforcing Agenciesکا بڑا کردار ہے جس میں major Agencyپولیس ہے۔اس کے ساتھ Prosecution،عدلیہ اور Intelligenceکے ادارے ہیں اور ان سب کا ایک major roleہے۔

جناب چیئرمین:ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب والا!سال 2011 کے دوران قتل کے 6208 مقدمات درج ہوئے جبکہ پچھلے سال یہ figureاس کے قریب قریب یعنی 5787 تھا۔سال 2011 میں 6208درج مقدمات میں سے 4331 مقدمات کی تفتیش مکمل کرنے کے بعد چالان عدالتوں میں پیش کر دیئے گئے۔اسی طرح اغواء برائے تاوان کے 204 مقدمات درج ہوئے جبکہ پچھلے سال کا figureپونے دو سو کے قریب یعنی 167 ہے۔ان تمام مقدمات کا چالان مکمل کر کے عدالتوں میں پیش کر دیا گیا ہے۔ان مقدمات میں ملزمان کے بری ہونے کی وجوہات میں 52 فیصد انحراف ہے یعنی جب مغوی برآمد ہو جاتا ہے تو ہمارا خاندانی اور برادری سسٹم اس طرح کا ہے کہ لوگ جا کر منت سماجت کر کے معافی لے لیتے ہیں اور اس کے نتیجے میں گواہ منحرف ہو جاتے ہیں۔اسی طرح 2011 کے دوران ڈکیتی اور راہزنی کے 22452 مقدمات درج ہوئے جبکہ پچھلے سال یہ تعداد 18ہزار تھی۔ان مقدمات کے بھی چالان مکمل کر کے عدالتوں میں پیش کر دیئے گئے۔سال 2011 میں درج شدہ ڈکیتی اور راہزنی کے 22452 مقدمات میں سے 9968 مقدمات کے چالان عدالت میں سماعت کے لئے پیش کئے جا چکے ہیں۔اسی طرح سے جو خطرناک گروہ ہیں،سال 2011 میں 2436 gangs میں شامل 8553 اشتہاری و مفرور ملزمان کو گرفتار کیا گیا اور ان میں کوئی عدالتی مفرور نہیں ہے۔یہ چھوٹے cases میں مفرور نہیں بلکہ یہ تمام لوگ ڈکیتی،قتل اور ریپ کے cases میں مفرور تھے۔ڈکیتی اور چوری کی جو وارداتیں ہوئیں ان میں سے 15311 مقدمات کو workout کیا گیا اور ان مقدمات میں 1587

million روپے کی recovery ہوئی ہے یعنی ایک ارب اور تقریباً 58 کروڑ روپے کا سامان برآمد کر کے لوگوں کے حوالے کیا گیا۔ سال 2011 میں پولیس مقابلے کے 196 مقدمات درج ہوئے۔ یہ ایک general perception بنا دیا گیا ہے کہ شاید encounters جعلی ہوتے ہیں لیکن ان پولیس مقابلوں میں 26 پولیس ملازمین نے جام شہادت نوش کیا۔ پولیس کے جوانوں نے ان encounters میں criminal لوگوں کو گرفتار کرنے کی کوشش میں جام شہادت نوش کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان شہداء کو بھی خراج عقیدت پیش کرنا چاہئے جنہوں نے اپنا آج ہمارے بہتر کل کے لئے قربان کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے لواحقین کے لئے بھی اس معزز House کو ہمدردی کے چند الفاظ کہنے چاہئیں تاکہ ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔ ان پولیس مقابلوں میں 96 ملازمین زخمی ہوئے ہیں اور زخمی بھی ایسے کہ وہ معذوری کی حالت میں چلے گئے ہیں جبکہ ان پولیس مقابلوں میں 117 ملزمان ہلاک ہوئے اور 248 کو گرفتار کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور پہلو اس معزز ایوان کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ یہ درست ہے کہ جیسا معاشرہ ہوتا ہے اسی طرح سے اس معاشرے کو مختلف wings reflect کرتے ہیں۔ اگر ایک معاشرہ highly qualified and high profiled ہوگا تو اس کے سیاست دان، ڈاکٹر، وکیل، پولیس ملازمین اور دوسرے محکموں کے ملازمین میں بھی یہ چیز reflect ہوگی۔ اگر میں یہ کہوں کہ ہمارے اداروں میں کرپشن موجود ہے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہوگی کہ جس کی تردید کی جا سکے۔ یہ کرپشن محکمہ پولیس اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرے محکموں میں بھی موجود ہے لیکن جوابدہی اور سزا کا جو عمل محکمہ پولیس میں موجود ہے وہ کسی اور جگہ نہیں ہے۔ میں ان facts and figures کی بنیاد پر یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ جوابدہی اور سزا کا ایسا عمل کسی اور محکمے میں موجود نہیں ہے۔ اس وقت پولیس کی کل نفری ایک لاکھ ستر یا اسی ہزار کے قریب ہے۔ ان میں سے 3015 لوگوں کو 2011 میں کرپشن، نااہلی اور غفلت کی بنیاد پر dismiss from service کیا گیا۔ میں یہ بات دعوے سے بلاخوف و تردید کہنے کو تیار ہوں کہ تعلیم اور صحت کے محکموں کے ملازمین کی کل تعداد ایک لاکھ ستر اسی ہزار سے زیادہ ہے لیکن کسی بھی محکمے میں dismiss from service کی یہ figure نہیں ہوگی۔ اسی طرح سے reduction in rank بھی ایک major punishment ہے۔ محکمہ پولیس میں 503 لوگوں کو یہ سزا دی گئی ہے۔ اسی طرح سے جو forfeiture of service ہے جس سے ترقی کا عمل رُک جاتا ہے، increments ختم ہو جاتی ہیں اور ان کا pay package reduce ہو جاتا ہے اس

کے تحت محکمہ پولیس میں6742لوگوں کو سزا دی گئی ہے تو یہfacts and figuresخود اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اس محکمے میں جوابدہی کا ایک واضح سسٹم موجود ہے، accountabilityہو رہی ہے اور حکومت اس کو مزید بہتر کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں اب آخری facts and figuresآپ کے سامنے رکھنے چاہوں گا۔مرکز میں جو کچھ ہو رہا ہے، دوسرے صوبوں میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہاں پر ایسی ایسی بے ضابطگی اور کرپشن ہو رہی ہے کہ جس کی مثال کبھی کسی نے سنی نہیں ہو گی۔جس طرح سے اداروں کو تباہ کیا جا رہا ہے اور اللّے تللّے شروع کئے گئے اب ان کو balanceکرنے کے لئے ہمارے حزب اختلاف کے بھائیوں کے اوپر بڑاpressureہوتا ہے۔ان کو کہا جاتا ہے کہ آپ یہ شور مچاتے رہیں کہ جی پنجاب تباہ ہو گیا، پنجاب میں law and orderکی صورتحال بڑی خراب ہے، پنجاب میں ڈکیتیاں اور قتل بڑے ہو رہے ہیں۔میں نے کچھ facts and figuresنکلوائے ہیں جو کہ حکومت پاکستان، وزارت داخلہ کے ایک ادارے National Crisis Management Cellکی طرف سے جاری کئے گئے ہیں یعنی یہ figures حکومت پاکستان، وزارت داخلہ کے ہیں اور رحمٰن ملک صاحب اس کے انچارج ہیں۔انہوں نے ایک standardبنایا ہوا ہے، وہ standard پنجاب حکومت کا دیا ہوا نہیں اور یہ انہوں نے ہماری مشاورت سے طے نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے طور پر heinous offenceکا ایک standardبنایا ہے، اس standardکے اوپر جو واقعات آتے ان کو وہ اس crisis cellمیں نوٹ کرتے ہیں اور اس کے بعد اس کی monitoringکرتے ہیں۔اس cellنے 2011 میں جو کل واقعات نوٹ کئے ان کی تعداد9568 ہے۔ان میں ڈکیتی، قتل اور kidnapping for ransomیعنی sensational قسم کے cases شامل ہیں جو کہ پورے معاشرے میں دہشت پھیلا دیں۔اس کا انہوں نے ایک standardبنایا ہوا ہے تو اس پر جو casesپورے اُترتے ہیں ان کی تعداد پورے ملک میں9568ہے۔ ان میں سے صوبہ پنجاب کے صرف579 مقدمات ہیں۔ پنجاب کی آبادی ستاون فیصد ہے اور ان crimesمیں اس کی ratio 6.05 percentہے۔

جناب چیئرمین: آپ heinous crimesکی بات کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، میں heinous crimesکی بات کر رہا ہوں۔ یہ heinous crimesکے figuresوزارت داخلہ نے collectکئے ہیں۔یہ پنجاب گورنمنٹ کے نہیں ہیں۔پنجاب کی آبادی 57فیصد ہے اور heinous crimeمیں اس کا حصہ 6.05فیصد ہے اور

میرے بھائی سندھ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہاں پر دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں اور ان کو کوئی اور چیز وہاں پر نظر نہیں آتی، وہاں پر اس کا حصہ 3292 ہے جو 34.41 فیصد بنتا ہے۔ اسی طرح خیبر پختو نخواہ کا 3691 figure ہے جو 38.58 فیصد بنتا ہے اور اسی طرح بلوچستان کا 2006 figure ہے جو 20.97 فیصد بنتا ہے اور یہ 9568 total figure ہے جو heinous crime اس ملک میں ہوا۔ اس document کی بنیاد پر اگر اب ہم یہ claim کریں کہ پنجاب کی Law Enforcing Agencies پورے ملک کے rest of the Law Enforcing Agencies سے بہتر کام کر رہی ہیں اور بہتر کوشش ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس facts and figures کو اس لئے نہیں جھٹلایا جا سکتا ہے کہ یہ ان کے مرتب کردہ ہیں اس میں پنجاب حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ میں یہ بات بھی on record لانی چاہوں گا کہ اس مرتبہ محرم میں جس قسم کے fool proof انتظامات کئے گئے اور دہشت گردی کے حوالے سے جتنا موثر کام پنجاب کی Law Enforcing Agencies جس میں پولیس، سپیشل برانچ اور سی ٹی ڈی نے کیا ہے کہ اللہ کے فضل اور مہربانی سے پنجاب میں ڈیرہ غازی خان میں، دہشت گردی کا جو واقعہ ہوا تھا اُس کے بعد کوئی دوسرا واقعہ نہیں ہوا اور آپ کے علم میں ہے کہ ڈیرہ غازی خان کے واقعہ کے ملزمان کو موقع سے پکڑ لیا گیا تھا اُن کی interrogation کے بعد متعلقہ اداروں نے اتنی بھرپور کوشش کی اور اُن networks کو unfold کر کے اُن کو گرفتار کیا اور گرفتار کرنے کے بعد death work کو اس طرح سے break کیا کہ اب تک اللہ کے فضل سے صوبہ پنجاب محفوظ ہے۔ ان facts and figures کی بنیاد پر میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ پنجاب حکومت لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ باقی اس معزز ایوان کے معزز ممبران آج اور اگر آپ کل کے لئے بھی ٹائم رکھنا چاہیں تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں کیونکہ آج legislation کا کام مکمل ہو گیا ہے اس لئے کل بھی اس پر بحث کریں اور یہ جو تجاویز دیں گے ہم انشاءاللہ تعالیٰ ان کو نوٹ کریں گے اور اس معزز ایوان کی تجاویز کی روشنی میں ہم اپنی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کریں گے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، چودھری ظہیر الدین خان صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ آج نہایت ہی اہم موضوع پر بحث رکھی گئی ہے اور میں مشکور ہوں اور بڑا اچھا محسوس کر رہا ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو ہم اس بحث کو extend کر کے کل تک لے جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی

ضرورت ہے تو آپ وزیر قانون کی تجویز کو اپنے حکم کے طور پر صادر فرماد یجئے گا کہ یہ بحث کل بھی ہو گی اور ہمارے معزز ممبران اس پر کل بھی بولیں گے۔

جناب والا! لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کے بارے میں جیسا کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے ارشاد فرمایا، اس سے تو بالکل ایسے لگ رہا ہے کہ اس صوبہ پنجاب کے اندر راوی چین ہی چین لکھتا ہے لیکن صورتحال اس سے تھوڑی سی برعکس ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ دنیا کے اندر یہ روایت رہی ہے کہ جب بھی کوئی جمہوری حکومتیں بنی ہیں یا اُس سے پہلے بھی جب کبھی خلیفہ یا بادشاہ بھی ہوتا تھا، جب کوئی چارج لیتا تھا تو آپ اُن کا Order of the day پڑھ لیں جو کہ available ہیں، وہ شروع ہی یہاں سے کرتے ہیں کہ جب میں نے چارج لیا ہے، آج کے بعد میری رعایا کی جان، مال اور عزت محفوظ ہو گی اور میں اُس کا ذمہ دار ہوں گا۔ ہم چونکہ صوبہ پنجاب کے نمائندے ہیں اور ہمارے پاس صوبہ پنجاب کے حوالے سے بات کرنے کا mandate ہے اس لئے ہم صرف صوبہ پنجاب تک اپنی بات کو محدود رکھیں گے لیکن میں اس کو comparison میں نہیں لے کر جانا چاہتا۔ وزیر قانون صاحب نے کچھ رپورٹیں، کچھ تجزیئے اور کچھ اعداد و شمار اس ایوان میں پیش کئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جس کے پیچھے کوئی authenticity ہوتی ہے یا کوئی printed material آتا ہے تو اُس کو مانا جانا چاہئے لیکن میرے پاس بھی کچھ ایسی reports ہیں جن کو میں اپنی معروضات میں پیش کروں گا۔ میں اس سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب آپ overall دیکھیں کہ ہم جس صوبہ میں بستے ہیں اس میں لاء اینڈ آرڈر کی وجہ سے لوگوں کا life style change ہو گیا ہے۔ شام کے وقت باہر جانا یا اپنی valuables لے کر نکلنا متروک ہو چکا ہے۔ اپنے علاقے کے اندر اور اپنے علاقے کی پولیس کے اوپر لوگوں کا اعتماد اُٹھ چکا ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ پولیس کے اندر بھی اعتماد نہیں رہا۔ میں رانا ثناء اللہ صاحب کی ایک بات کا حصہ بننا چاہتا ہوں اور میں اُن شہداء کو appreciate کرتا ہوں جن پولیس افسران اور اہلکاران نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا وہ یقیناً قابل صد ستائش ہیں اور ہماری طرف سے بھی اُن کے لئے خراج عقیدت ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ ہر شعبہ ہائے زندگی کا، خواہ وہ سیاستدان ہو، خواہ وہ پولیس ہو، خواہ وہ ڈاکٹر ہو، خواہ وہ انجینئر ہو، اُس کے دو رُخ ہوتے ہیں، ایک ان شہداء کا رُخ ہے اور ایک اُن دوسرے لوگوں کا رُخ ہے جو اپنی ڈیوٹی کو صحیح طریقے سے perform نہیں کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس میں encounter کرنے کے لئے وہ confidence رہا جو آج سے پہلے تھا۔ جیسے پہلے کہا جاتا تھا کہ پولیس کا کنسٹیبل نے جو وردی پہنی ہے اُس کو وہ شیر کی کھال سمجھتا تھا اور وہ اکیلا بھی ایک چھڑی کے سہارے جاتا تھا تو اُس کو

کلاشنکوف کی ضرورت نہیں ہوتی تھی اور معاشرے کا ناسور لوگ اسے دیکھ کر کھسکتے تھے لیکن اب لوگوں کا مزاج بدل گیا ہے۔اب اگر پولیس نے کسی اشتہاری کو پکڑنے کے لئے جانا ہے اور اگر وہ اشتہاری کئی قتلوں اور ڈکیتیوں میں مطلوب ہے تو وہ پولیس کو آگے سے پھول تو نہیں پیش کرے گا، جب encounter ہو گا اور وہ آگے سے بلٹ چلائے گا تو اگر پولیس اُسے encounter میں مار دے تو یہ ایک بڑی عجیب رسم چلی ہے کہ اگلے دن سول سوسائٹی اُس encounter کے خلاف احتجاج کر کے پولیس کے خلاف مقدمات کا مطالبہ کرتی ہے۔ اگر پولیس نے کسی کو تھپڑ مار دیا اور اُس کے دانت سے خون نکل رہا ہے تو میں نے پولیس کو بُری طرح پٹتے ہوئے دیکھا ہے تو انہوں نے لوگوں کی جان و مال کی کیا حفاظت کرنی تھی؟ پولیس کو اعتماد دینے کے لئے سول سوسائٹی اور حکومت کو اُن کی ٹریننگ کا حصہ بناتے ہوئے اور لوگوں کو educate کرنے کے لئے ہمارا میڈیا vibrant ہے کہ کسی طرح سے پولیس کا اعتماد تو بحال کیا جائے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ بے روزگاری، یقیناً بے روزگاری بہت ہے اور بے روزگاری تمام ملک کے اندر ہے۔ صوبے اور مرکز بھی اس بے روزگاری کے ذمہ دار ہیں لیکن بے روزگار بہت تھوڑے ہوتے ہیں جو یہ heinous crime کرتے ہیں۔ یہ پیشہ ور مجرم ہوتے ہیں جنہوں نے heinous crimes کی یونیورسٹیاں بنائی ہوئی ہیں اور میں یہاں پر ابھی ان کے بارے میں figures پیش کروں گا۔ ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ کیا وجہ ہے کہ ہماری پولیس کی اتنی بڑی تعداد ہے اور ہم اپنے خزانے سے ان کو اتنا کچھ دے چکے ہیں لیکن وہ مطلوبہ نتائج نہیں دے پاتی۔

جناب والا! محکوم ہندوستان پر سات سمندر پار سے آئے ہوئے لوگ حکمران تھے اُنہیں لوگ اس وجہ سے یاد کرتے ہیں اور ایک فقرہ محاورۃً اکثر سننے میں آتا ہے کہ دلہن ایک گاؤں سے پورا سونا پہن کر دوسرے گاؤں میں چلی جاتی تھی، کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا لیکن یہاں پر تمام آنکھیں متلاشی رہتی ہیں کہ ہمیں کہیں پر سونے کا ایک تولہ نظر آئے تو ہم اُس پر عقاب کی طرح جھپٹیں۔ ہر صورت میں لاء اینڈ آرڈر کو اولیت ہے، میں سمجھتا ہوں کہ جب کوئی حکمران اپنی کرسی حکمرانی پر بیٹھتا ہے تو اُس کے لئے سب سے بڑا چیلنج ہی لاء اینڈ آرڈر کا ہوتا ہے۔ ہم نے اب یہ دیکھنا ہے کہ چار سال میں اس چیلنج سے نمٹنے کے لئے اس ایوان کے پاس کردہ بجٹ سے، عوام سے لئے گئے ٹیکسوں سے اور divisible pool سے آئے ہوئے پیسوں سے لاء اینڈ آرڈر کو بہتر کرنے کے لئے کتنی رقم دی گئی۔ 2008 سے 2011 تک چار بجٹ پیش کئے گئے اور 184۔ارب روپے مجموعی طور پر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے خرچ کئے گئے۔ 184۔ارب روپے کی خطیر رقم Chief Executive of the

Province کو چار سال میں مہیا کی گئی۔آپ کا جو ارادہ اور جو ڈیوٹی ہے اس کو perform کرنے کے لئے جو پیسا آپ کو درکار تھا وہ آپ کو ملا۔اس House میں بجٹ پاس کرنے میں اپوزیشن کا بھی حصہ ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ عوام کو ان پیسوں سے تھانوں میں انصاف ملا ہے، کیا ہم اس سے کم از کم رویے بہتر کر سکے ہیں؟اس رویے کے حوالے سے میں بتاتا ہوں کہ ایک ویڈیو بار بار دنیا ٹی وی پر چلائی گئی جس میں ایک ٹریفک سارجنٹ کو ایک نوجوان جس کو اس نے چالان کرنے کے لئے روکا تو اس نے نہ صرف اس کا ٹیلیفون چھین کر پاؤں کے نیچے کچلا بلکہ اس کو تھپڑ بھی مارے، وہ نوجوان جو تگڑا تھا، قانون کبھی کمزور نہیں ہوتا لیکن یہاں پر کمزور ہے۔میں آج تک اس شخص کو ڈھونڈ رہا ہوں کہ پولیس نے اسے پکڑا ہو جس نے اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے والے سارجنٹ کو مارا تھا۔اس نوجوان نے جس طرح اس اہلکار سے سلوک کیا اس کی ویڈیو کئی دفعہ چلائی گئی جس میں وہ ایک اہلکار کو مار رہا ہے اور دوسرا اہلکار چھپتا پھر رہا ہے۔اس نے ایسا صرف اس لئے کیا تھا کہ اہلکار نے اسے چالان کرنے کے لئے روکا تھا۔

جناب سپیکر!اسی طرح سانحہ سیالکوٹ جیسے واقعات جب سامنے آتے ہیں تو وہ اسی وجہ سے آتے ہیں کہ دیا گیا تمام بجٹ صحیح استعمال نہیں ہوتا۔یہاں پر افسران کی گیلری میں پولیس افسران موجود ہیں میں ان کی توجہ بھی آپ کے توسط سے دلانا چاہتا ہوں کہ ہمیں ان پر اعتماد ہے، ہمارے پاس صوبے میں available force یہی پولیس ہے، ہم نے اسی پر ہی انحصار کرنا ہے۔ہم اس بات کے لئے بھی تیار ہیں کہ آئندہ جو پانچواں بجٹ آنے والا ہے جو پاکستان مسلم لیگ (ن) نے یہاں پیش کرنا ہے اس میں ہم اپنی تجاویز بھی دیں گے۔ہم وہ تجاویز دینے کے بعد توقع رکھتے ہیں کہ اگلا بجٹ استعمال ہوتے وقت ایسی صورتحال سامنے آئے گی جس میں ایک پر اعتماد پولیس افسر اور ایک پر اعتماد کانسٹیبل سامنے آئے گا جس سے مجرم خوف کھائے گا اور شریف آدمی تحفظ محسوس کرے گا۔

جناب والا!سرکاری ایجنسی APP کی ایک رپورٹ ہے، اس کے اعداد و شمار میں آپ کے سامنے پڑھنے کی اجازت چاہوں گا۔APP کی رپورٹ میرے پاس ہے اگر کسی کو چاہئے تو میں پیش بھی کر دوں گا۔اس رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ باقی صوبوں کی نسبت گزشتہ تین سالوں میں پنجاب 33ہزار تاوان کی وارداتوں کے ساتھ سر فہرست ہے۔اغواء برائے تاوان کی 416وارداتوں کے ساتھ چاروں صوبوں میں سر فہرست ہے۔Murder crime کی 15ہزار وارداتوں کے ساتھ سر فہرست ہے۔خواتین کے خلاف 3035 کیسوں کے ساتھ سر فہرست ہے۔میں یہ اعداد و شمار خود پیش نہیں کر رہا، یہ APP کی رپورٹ ہے۔اس رپورٹ کو انہوں نے سرکاری اداروں سے اعداد و شمار اکٹھے کر کے،

reported cases کو تینوں صوبوں کے ساتھ confront کیا ہے اور اس کے بعد یہاں پر لے کر آئے ہیں۔

جناب والا! میں یہاں پر ذکر کرنا چاہوں گا کہ ایک معروف دانشور اور یا مقبول جان ہیں۔ انہوں نے ایک ٹی وی پروگرام میں ایک ہوشربا انکشاف کیا، انہوں نے جو کہا وہ on air آ چکا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی دانشور اور محقق ہوتے ہیں وہ بغیر کسی تحقیق کے اتنی بڑی بات میڈیا پر نہیں کہتے۔ انہوں نے کہا ہے کہ پنجاب میں یومیہ 13500 چھوٹی بڑی وارداتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان کو 365 دنوں پر ضرب دیں تو یہ سالانہ 5927000 جرائم بنتے ہیں۔ یہ ایک دانشور کی رپورٹ کے مطابق ہے جو پرنٹ بھی ہو چکی ہے۔ "روزنامہ پاکستان" میں وہ تحقیقی رپورٹ پرنٹ ہو گئی ہے۔ میں وہ رپورٹ ساتھ لے کر آیا ہوں۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ 2011 میں صرف لاہور میں 13۔ارب روپے شہریوں سے لوٹے گئے، 76 شہری خونی ڈکیتیوں کا شکار ہو گئے، 782 شہری مزاحمت کرنے پر شدید زخمی ہوئے۔ یہ اپوزیشن کے الزامات نہیں بلکہ قومی میڈیا کی printed رپورٹیں ہیں۔

جناب والا! میں یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قتل کی واردات کو پنجاب میں اندھا قتل کہہ دیا جاتا ہے۔ اگر کراچی میں قتل ہو تو اسے target killing کہہ دیا جاتا ہے۔ ہمارے صوبائی دارالحکومت لاہور میں 2011 میں قتل کی 782 وارداتیں ہوئیں جنہیں اندھا قتل کہا گیا۔ ہم جاننا چاہتے ہیں کہ اتنی بڑی تعداد میں آنکھیں رکھنے والی انتظامیہ کے ناک کے نیچے یہ اندھے قتال کیوں ہو جاتے ہیں؟ ہم ایک اسلامی معاشرے پر یقین رکھتے ہیں، اسلامی معاشرے میں ہم ایک دوسرے کی عزت کے بھی سانجھی ہوتے ہیں اور رکھوالے بھی ہوتے ہیں۔ میں رانا ثناء اللہ صاحب کی ایک بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ جیسا معاشرہ ہوتا ہے ویسے حکمران ہوتے ہیں واقعی دودھ کی بالائی ہی اوپر آتی ہے، بکری کے دودھ کی بالائی پتلی ہوتی ہے، گائے کے دودھ کی اس سے ذرا موٹی اور بھینس کے دودھ کی بالائی اس سے بھی موٹی ہوتی ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سوسائٹی کا outcome اگر اوپر آتا ہے تو لیڈر بھی اسی طرح کے ہیں لیکن اتنے چوروں اور ڈکیتوں کا اعتراف کرنے کے بعد اگر جو لوگ اوپر آتے ہیں تو وہ ان کو ٹھیک کرنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ عذر گناہ بدتر از گناہ نہیں ہونا چاہئے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صرف لاہور میں 2011 میں معاشرے میں بداخلاقی کے واقعات میں سو فیصد سے زیادہ اضافہ ہوا۔ 844 خواتین قتل ہوئیں اور کسی صوبہ میں اتنی خواتین قتل نہیں ہوئیں۔ 1546 اغواء کے کیس درج ہوئے، 494 خواتین سے زیادتی ہوئی اور 376 نے خودکشی کی یہ عمل بھی تحفظ نہ ملنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ وہ اعداد و شمار ہیں جو APP یا محققین اور دانشور تھانوں اور مختلف جگہوں سے اکٹھا کرتے ہیں لیکن ایسے بھی جرائم ہوتے ہیں جو اخبارات کی سرخیوں میں گم ہو جاتے ہیں اور بے شمار لوگ اس لئے پرچہ درج نہیں کراتے کہ وہ اتنے بڑے مرحلے میں سے کس طرح گزریں گے۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس House کی ایک معزز ممبر محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی گاڑی چھینی گئی۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کے ساتھ بھی ایک ڈکیتی کا واقعہ پیش آیا۔ میں یہاں ایک واقعہ کا خصوصاً ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ 31۔ دسمبر کو ایک خاتون پرنسپل جو کہ جی او آر میں رہائش پذیر ہے، اس نے بیس سال کی ملازمت کے بعد اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر جو کچھ بھی جمع کیا تھا وہ لٹ گیا۔ اس کی تفصیل "روزنامہ جنگ" میں آچکی ہے جہاں سے میں نے لی تھی۔ اس کے بعد میں جب ان سے ملا تو ان کی بھیگی ہوئی آنکھیں دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ ایک ملازمہ کی اتنے سالوں کی بچت، جو جی او آر میں رہائش پذیر ہونے کے بعد بھی باعزت طریقے سے اپنی بیٹیوں کو رخصت نہیں کر سکتی تو یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج صورتحال یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ گاؤں کے اندر venders جو سائیکلوں کے اوپر مرونڈا اور پاپڑ وغیرہ بیچتے تھے اب یہ نام ماڈرن سوسائٹی میں نہیں لئے جاتے لیکن یہ چیزیں بکتی تھیں۔ یہاں لوگ ریوڑیاں بیچتے تھے لیکن اب وہ پنجاب کے اندر سے غائب ہو گئے ہیں کیونکہ وہ بھی محفوظ نہیں ہیں اور وہ سائیکلوں سمیت غائب ہو جاتے ہیں۔ جس آدمی کا ٹوٹل سٹاک ہی آٹھ سو روپے کا ہوتا ہے جس سے اُس نے روزانہ ایک سو روپیہ کمانا ہوتا ہے وہ بھی محفوظ نہیں ہے۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حکومت کوشش ضرور کر رہی ہوگی مگر اس کوشش کو ذرا بہتر کیا جائے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! اپوزیشن کی باتوں کو تنقید برائے تنقید نہ سمجھا جائے بلکہ اسے تجاویز کے طور پر لیا جائے۔ اس وقت رسہ گیری عروج پر ہے مثلاً کسان ایک بھینس، گائے یا بیل

کو جس طرح پالتا ہے جس سے اُس نے اپنا نان نفقہ چلانا ہوتا ہے مگر جب وہ جانور اس سے چھن جاتا ہے تو وہ روتا ہوا کھوجیوں کے پیچھے پھرتا ہے اور پولیس کے پاس جاتا ہے۔اس کے لئے کوئی راکٹ سائنس نہیں چاہئے بلکہ ناکا بندی شروع کر دی جائے، پٹرولنگ پوسٹوں کا پٹرول بحال کر کے اُن سے کام لیا جائے اور رسہ گیری کے لئے ایک سپیشل ٹاسک فورس بنائی جائے۔

جناب سپیکر!اس خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہئے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر ہے بلکہ یہ بہتر ہونے کی متقاضی ہے۔میں آپ کی وساطت سے جناب لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چار سال گزر گئے ہیں اور یقینی طور پر اس حکومت کو ایک سال تین ماہ مزید ملنے والے ہیں جس کے دوران انہوں نے تقریباً ڈیڑھ بجٹ disburse کرنا ہے لہذا اس میں لاء اینڈ آرڈر کی طرف زیادہ دھیان دیجئے گا۔اگر کسی کو ڈینگی کا مرض ہے یا کچھ اور ہو گیا ہے تو عوام اس کو اپنے sources سے ٹھیک کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرتی ہے لیکن لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے ہر شہری نے صرف اور صرف گورنمنٹ کے اوپر ہی depend کرنا ہوتا ہے اسی لئے ازلوں سے حکمرانوں نے day first سے ہی اپنی ذمہ داری لی ہے کہ ہم ہی لاء اینڈ آرڈر کے ذمہ دار ہیں اور آج بھی اس کے ذمہ دار حکمران ہی ہیں۔

جناب سپیکر!اخبار "The Nation" کی ایک رپورٹ کے مطابق 75ہزار اشتہاری یہاں پر موجود ہیں۔یہ اشتہاری لو میں لگاتے ہیں، بوتیک کی دکانیں کھولے ہوئے ہیں اور نہ ہی کوئی اور کاروبار کرتے ہیں بلکہ انہوں نے کہیں سے کچھ نہ کچھ کمانا ہوتا ہے۔آج crime کی یونیورسٹیاں بنی ہوئی ہیں۔ پولیس کو یہ اجازت دی جائے بلکہ میں کہتا ہوں کہ پولیس کو یہ اعتماد دیا جائے جس طرح اشتہاریوں کو پکڑنے کے لئے جان بھی دینا پڑتی ہے تو پولیس والے دیتے ہیں مگر پولیس کو جان لینی بھی پڑے تو بالکل hesitate نہ کریں۔اس کے لئے ایک قدم بڑھائیں تو یہ ساری قوم آپ کے ساتھ ہے کیونکہ اشتہاریوں کو کہیں بھی تحفظ نہیں ملنا چاہئے۔میں چند ایک تجاویز دوں گا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!سوچ لیں کہ extra judicial killing کے کیا اثرات ہوتے ہیں؟

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!میں نے یہ کہا ہے کہ اگر وہ جان دیتے ہیں تو اشتہاریوں کو پکڑنے کے لئے انہیں ایک قدم آگے بھی بڑھنا چاہئے۔اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ اُن کو پکڑنے کے لئے پھولوں کے ہار لے کر جائیں تو ان 75ہزار اشتہاریوں میں سے کوئی بھی گرفتار نہیں ہو سکے گا۔آپ کے تشریف لانے سے پہلے میں یہ کہہ چکا ہوں کہ پولیس اپنا اعتماد کھو چکی ہے لہذا پولیس کو اپنا فرض نبھانے

کے لئے اعتماد کی ضرورت ہے۔ میرے پاس اخبار "Dawn" کی ایک رپورٹ ہے جسے میں آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔ یہاں کے سی سی پی او طاہر صاحب نے ایک میٹنگ میں کہا ہے کہ مجھے misconduct of corruption میں نکالے گئے ایک ڈی ایس پی کو چند دن پہلے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے ایک ٹیلی فون کے ذریعے بحال کرنا پڑا۔ اگر یہ صورتحال ہو گی کہ پولیس نے صرف وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ سے آنے والی call کو ترجیح دینی ہے تو پھر انصاف نہیں ملے گا۔ اگر یہ غلط رپورٹ ہے تو پھر اخبار "Dawn" پر defamation کا دعویٰ کرنا چاہئے۔ یہ رپورٹ میں بطور ثبوت آپ کو پیش کرتا ہوں۔ اگر یہ بات سچی ہے تو مسٹر طاہر کو appreciate کرنا چاہئے کہ اُس نے اتنی جرأت کے ساتھ بات کی ہے۔ میرے پاس باقی جو authorities ہیں وہ بھی پیش کر دوں گا۔

(اس مرحلہ پر اخبار "Dawn" کی رپورٹ جناب سپیکر کو پیش کی گئی)

جناب سپیکر! پٹرولنگ پولیس ہمارا ایک کارآمد ہتھیار ہے لہذا اُن کی 360 چیک پوسٹوں کو activate کیا جائے اور وہاں پر ایک equipped پولیس لگائی جائے۔ اس کے علاوہ پولیس افسران کی ترقی، تنزلی اور تبادلوں کے حوالے سے سیاسی مداخلت کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں مجھے تو ایسی کوئی مثال نظر نہیں آ رہی۔ اگر آپ کوئی نشاندہی کرتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں تو اپنی تجاویز دے رہا ہوں جس کی میں نے ایک مثال پیش کر دی ہے کہ سی سی پی او لاہور نے ایک سرکاری میٹنگ کے اندر یہ کہا ہے۔ اس کے علاوہ پولیس کی تربیت کے معیار کو بہتر بنایا جائے۔ War footing پر کام کرنے کے لئے آرمی کی طرز پر ان کی تربیت ہونی چاہئے جس میں وہ بہتر طور پر perform کر سکیں۔ اس میں extra judicial killing والی بات نہیں ہے بلکہ اُن میں شریف شہریوں کو تحفظ دینے اور بدمعاشوں کو پکڑنے کا اعتماد تربیت میں آنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ تجویز دینا چاہوں گا کہ community policing پر توجہ دی جائے اور آبادی کی شرح کے مطابق پولیس کی نفری بڑھا دی جائے۔ پروٹوکول کی پولیس نفری کو علیحدہ کر دینا چاہئے اور اُس کا لاء اینڈ آرڈر کی پولیس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے بلکہ پروٹوکول پولیس کی بھرتی ہی علیحدہ کی جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کریں گے؟

چودھری ظہیرالدین خان: جناب سپیکر! ہم بالکل اعتراض نہیں کرتے۔آپ لاء اینڈ آرڈر کی پولیس کو اٹھا کر پروٹوکول میں نہ لگائیں بلکہ پروٹوکول کی پولیس ہی علیحدہ سے بھرتی کر لیں۔اسی طرح ڈی پی او صاحبان کو مہینے میں دو بار کھلی کچہری لگانے کا حکم دیا جائے۔یہاں گیلری میں ابھی میری نظر پڑی ہے جو آفیسر یہاں پر تشریف فرما ہے He happens to be in Faisalabad also. He is very honest and hardworking officer. میں لائسنس کے حوالے سے بات کروں گا کہ deadly weapons کے لئے قانون بنایا جائے جیسے کلاشنکوف اور gas operated weapons ہیں ان کی carrying پر permit ہونا چاہئے تاکہ gun carrying permit کے علاوہ اسے کوئی اٹھا کر کھلے عام پھر نہ سکے کیونکہ اسلحہ کی نمائش کھلے عام ہوتی ہے اور لوگ ناکوں پر بڑا بڑا اسلحہ لے کر بیٹھے ہوتے ہیں لہذا لاء منسٹر صاحب اس چیز کو ensure کریں کہ اگر gun carrying permit کے بغیر کسی کو اسلحہ سمیت پایا جائے تو اسے سخت سزا دی جائے۔

اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی حکومت ہو اُس نے لاء اینڈ آرڈر میں بہتری کے مواقع پیدا کرنے ہیں اور اس کے لئے تگ و دو بھی کرنی ہے۔صوبہ پنجاب کے اندر ہم نے صرف اپنی بات کرنی ہے اور تقابل میں نہیں جانا چاہئے کیونکہ بڑا ہی عجیب سا culture ہے جیسے ہمارے محلے میں ایک شخص نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ بیٹا! تمہارے میٹرک کے رزلٹ کا کیا بنا تو اُس نے کہا کہ "چاچے فیقے دا پتر وی فیل ہو گیا اے"۔کسی صوبہ میں جو مرضی آگ لگی ہو مگر ہم جہاں پر رہتے ہیں ہم نے صرف اسی صوبہ کو دیکھنا ہے۔لاء اینڈ آرڈر پر سیر حاصل بحث آج بھی ہو گی کل بھی ہو گی لہذا جو بھی تجاویز آئیں گی انہیں تنقید برائے تنقید نہ سمجھا جائے۔ہمیں معلوم ہے کہ آپ اس کے لئے بہتری کی کوششیں کر رہے ہیں لیکن اس سے بہتر کوشش ہو سکتی تھی جو آپ نے نہیں کی لہذا اب آپ کے پاس سوا سال باقی ہے اسے بہتر کیجئے گا کیونکہ آئندہ الیکشن میں صرف جلسے ہی نہیں چلیں گے بلکہ لوگوں کو اپنے جان و مال کے تحفظ کے لئے جو دینا پڑے گا وہ بھی چلے گا۔آنے والے الیکشن میں وہ بیٹی کبھی اُس جماعت کے پیچھے نہیں ہو گی جس کا باپ کمانے کے لئے گیا تھا مگر واپس گھر اُس کی لاش آئی۔وہ بہن کبھی نہیں ووٹ دے گی جس کا بھائی پڑھنے کے لئے گیا تھا مگر اغواء برائے تاوان میں چلا گیا۔وہ مائیں کبھی اُس سیاسی پارٹی کی بات نہیں سنیں گی جس کی حکومت میں نوجوانوں کی لاشیں گھروں میں واپس آئی ہیں۔

جناب سپیکر! یہ ایک ایسی صورتحال ہے کہ جب ہم صبح اخبار پڑھتے ہیں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ایک ایسے معاشرے میں رہ رہے ہیں جسے ہم درندوں کا معاشرہ کہہ سکتے ہیں۔آج کی اخبار ہی

آپ پڑھ لیں، چار دن بعد آنے والی اخبار کی خبریں اگر آج کی اخبار سے بہتر ہو جائیں تو ہم یہ سمجھیں گے کہ کچھ نہ کچھ بہتری آئی۔ صورتحال بہتر نہیں ہے اس لئے اسے بہتر کرنے کی کوشش کی جائے اور اسی تمنا کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ یہ صورتحال بہتر ہو گی اور انشاء اللہ ہو گی اور ضرور ہو گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شوکت محمود بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کرنل صاحب نے کہیں جانا ہے اس لئے پہلے انہیں وقت دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: ہمارے پاس تو آپ کا نام لکھا ہوا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کرنل صاحب نے request کی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، کرنل صاحب!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے اپنے ارشادات میں کہا کہ بے روزگاری کی وجہ سے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر بے روزگاری ہے تو پنجاب حکومت کو اپنی priority set کرنی چاہئے اور وہ projects launch کرنے چاہئیں جہاں پر employment ہو۔ کلمہ چوک کا overhead bridge یا چاندنی چوک کا overhead bridge بنانے کی بجائے میرے خیال میں انہیں priority درست کرنی چاہئے کیونکہ جہاں پر unemployment ہو وہاں پر وہ پراجیکٹ لگے۔ آپ کو پتا ہے کہ عدالتوں سے known terrorist بری ہو جاتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ poor investigation اور poor prosecution ہوتی ہے اور حکومت کی یہ تمام ذمہ داری ہے کہ investigation correct ہو تاکہ جرم کرنے والے لوگوں کو سزا ملے۔ میرے خیال میں آج وزیراعلیٰ یہاں پر موجود ہونے چاہئیں تھے لیکن آپ حکومت کی seriousness کا اندازہ لگالیں کہ حکومتی بنچوں پر چند لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ادھر آپ کا بھی کام یہی ہے، ادھر کون سے تقریر کرنے والے بیٹھے ہیں؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جیسے انہوں نے مرکز اور صوبوں والی اور چودھری ظہیر صاحب نے کہا کہ دوسروں کو compare نہیں کرنا چاہئے۔ بات یہ ہے کہ خیبر پختون

خواہ یا بلوچستان میں International conspiracies ہو رہی ہیں اور صوبہ پنجاب اس طرح effect نہیں ہو رہا؟

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اپنا House ہمیں in order کرنا چاہئے، دوسروں کی مثالیں ہمیں نہیں دینی چاہئیں۔ میں آپ کو کچھ specific مثالیں دینے جا رہا ہوں جو میرے حلقہ کے نزدیک ہیں۔ ضلع راولپنڈی میں مندرہ پولیس سٹیشن میں ایک گاؤں تھرجیار ہے جو نو گو ایریا ہے اور وہاں پر پولیس بالکل نہیں جا سکتی۔ پچھلے ہفتے ایک حساس ادارے کا۔۔۔

جناب سپیکر: کون سا گاؤں ہے؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! گاؤں تھرجیار ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ شوکت عزیز بھٹی صاحب کے حلقہ گوجر خان میں آتا ہے جہاں پر ایک حساس ادارے کا سپاہی پھر رہا تھا جس سے سرکاری اسلحہ چھین لیا گیا اور وہاں پر پولیس والے کوئی raid نہیں کرتے اور میری انفارمیشن کے مطابق ایک ریٹائرڈ ڈی ایس پی تمام گینگ کی سرپرستی کر رہا ہے۔ تھانہ کلر سیداں جو میرے حلقہ میں آتا ہے میں تین ہفتے قبل ایک ہی گاؤں میں دو جگہ پر ڈکیتی ہوئی ہے اور بارہ سے چودہ بندے آتے ہیں اور عورتوں کی بے حرمتی کرتے ہیں اور پورے خاندان کو باندھ کر تقریباً چالیس لاکھ روپے کا سامان لوٹ لے کر لے جاتے ہیں۔ تین ہفتے ہو گئے ہیں لیکن اس میں کوئی progress نہیں ہوئی ہے۔ میں نے ذاتی دلچسپی لی لیکن وہ کل بھی یہی کہتے تھے کہ "کل آپ کو اچھی خبر ملے گی، پرسوں آپ کو اچھی خبر ملے گی۔" تحصیل کہوٹہ کے پولیس سٹیشن کہوٹہ میں صورتحال یہ ہے کہ ایک لڑکا جو کسی جرم میں ملوث تھا اس نے ضمانت کرا لی اور سمجھوتہ ہو گیا۔ تفتیشی آفیسر نے اسے نہیں بلایا اور رات کو چودہ بندوں کو ساتھ لے کر اس کے گھر میں چھلانگیں ماریں اور عورتوں کی بے حرمتی کی، کپڑے پھاڑ دیئے اور اسے یہ سزا دی گئی کہ اسے تھانے سے لائن حاضر کر دیا گیا ہے۔ چادر اور چار دیواری کا انہیں کوئی تقدس نہیں ہے اور بجائے اس کہ وہ روزنامچے میں لکھتا کہ میں فلاں جگہ پر raid کرنے جا رہا ہوں، اس نے لکھا کہ میں گشت پر جا رہا ہوں۔ روزنامچہ میں گشت کا درج ہے لیکن وہ raid کر رہا ہے اور عورتوں کی بے حرمتی کر رہا ہے۔ آپ پورے پنجاب کے کسی بھی پولیس سٹیشن میں چلے جائیں تو مغرب کے بعد وہاں پر میلہ لگا ہوتا ہے اور وہاں پر لین دین ہو رہا ہوتا ہے اور پولیس کا کوئی سی ایس پی آفیسر وہاں پر نہیں جاتا ہے کہ وہاں پر surprise check کرے کہ ان تھانوں میں کیا ہو رہا ہے۔ جو ایس ایچ اوز اور تفتیشی وہاں پر deal

کر رہے ہیں اور لوگوں کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں اور میری یہ تجویز ہے کہ سی ایس پی آفیسر چونکہ integrity والے آفیسر ہوتے ہیں تو سی پی او اور آر پی او کی طرف سے ان کی ڈیوٹی ہونی چاہئے کہ وہ ہر تھانے میں جا کر surprise check کریں اور وہاں پر جن لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہوتی ہے، ان کا وہ سد باب کریں۔

جناب سپیکر! گوجرانوالہ میں آپ کے سامنے پچھلے ہفتے چودہ آدمی مارے گئے ہیں اور گھروں کو آگ لگا دی گئی لیکن اس کے باوجود وہ دندناتے پھر رہے ہیں اور کسی کا وہاں پر کنٹرول نہیں ہے۔ ایلیٹ فورس پہلے ہی پروٹوکول پر ہے اور پروٹوکول ڈیوٹی پر زیادہ توجہ دی جا رہی ہے مگر لوگوں کے جان و مال کا تحفظ نہیں ہے۔ چھوٹی سی بات کر کے میں ختم کرتا ہوں کہ کل جب میں راولپنڈی سے آ رہا تھا تو راوی پل پر لیپ ٹاپ لئے ہوئے لین کے اندر کھڑے ہو کر گاڑیوں کے بونٹ اٹھائے ہوئے ہیں اور ٹریفک کو block کیا ہوا ہے۔ پولیس کی یہ کیا آرگنائزیشن ہے اور وزیر اعلیٰ on record یہ کہہ چکے ہیں کہ ان کی تنخواہیں double کر کے desired results نہیں آئے۔ یہاں پر پولیس آفیسرز بیٹھے ہوئے ہیں اور لاء منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی ٹریننگ، ان کی accountability اور انہیں درست کیا جائے تاکہ عوام کو زیادہ ریلیف ملے اور ان کے جان و مال کا تحفظ ہو سکے۔ شکریہ

چودھری ظہیر الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج چونکہ بہت ہی اہم موضوع پر آپ کے حضور ہم اپنی معروضات پیش کر رہے ہیں اور کافی وقت ہو چکا ہے تو ہمارے ممبران نے نام آپ کو دیئے ہوئے ہیں اور مزید بھی دے دیں گے اور میں لاء منسٹر صاحب سے request کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ بحث کل پر لے جائیں۔

جناب سپیکر: میں نے وقت بڑھا دیا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! آپ کسی وقت بھی اسے ختم کر سکتے ہیں اور اس حوالے سے لاء منسٹر صاحب کی رائے لے لیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ انہیں بات کر لینے دیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: کل سے fresh چل پڑیں گے اور لاء منسٹر صاحب کی رائے لے لیں۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ کیا کہتے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آج جتنی discussions ہوتی ہیں وہ کر لیں باقی کل کر لیں گے۔

جناب سپیکر: کب تک کریں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! بولنے کا ٹائم دیں کیونکہ یہ تو بہت بڑا subject ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے آپ شروع کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک تو یہ بڑی واضح سی بات ہے اور اس میں کوئی دو آراء نہیں ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پورے ملک کے اندر انتہائی آئیڈیل ہے، بہت اچھی ہے یا اس کے اندر کوئی بہتری کی گنجائش ہے۔ یہ بات انتہائی واضح ہے کہ جس نو کروڑ لوگوں کے صوبے کے اندر 75 ہزار اشتہاری موجود ہوں وہاں یہ توقع کی جائے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر ہے تو میرے خیال میں اپنی اس رائے پر غور کرنا چاہئے کہ یہ رائے کہاں تک درست ہے؟ تجاویز کے اندر چند باتیں کہہ کر اجازت چاہوں گا اصل میں ہمارے صوبے کا سب سے بڑا مسئلہ centralization of powers ہے، Rule of Law کی جب ہم بات کرتے ہیں تو یہ Rule of Law صرف PPC یا CRPC نہیں ہوا کرتا، Rule of Law کی جب بات کریں تو اس کے اندر آفیسرز اور اداروں کے احترام کو مدنظر رکھا جانا انتہائی ضروری ہے۔ کوئی بھی ترقی یافتہ معاشرے اپنے executives کو قانون سازی کے ذریعے پابند کرتے ہیں کہ وہ اپنی من مرضی نہ کر سکیں بلکہ کسی نہ کسی قانون، ضابطے، اصول، precedent یا پالیسی پورے ادارے کے لئے set کی جائے اس پر عملدرآمد ہونا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ ہمارے صوبے کا سب سے بڑا مسئلہ ہمارے خادم اعلیٰ کی centralization of power ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ ون مین شو کے ذریعے سے اگر تمام کے تمام اختیارات وزیر اعلیٰ تک محدود کر دیئے جائیں تو شاید صوبے کے اندر کچھ بہتری آ سکتی ہے۔ Rules کے اندر جو کام ڈی سی اوز کے اعلان شدہ یا تحریر شدہ ہیں، وہ بھی ہمارے خادم اعلیٰ استعمال کر رہے ہوتے ہیں، جو ڈی پی اوز کے اختیارات ہیں وہ بھی ہمارے خادم اعلیٰ کے پاس ہوتے ہیں، کابینہ کے اختیارات ان کے اپنے پاس ہیں، سٹینڈنگ کمیٹیوں کے اختیارات انہوں نے من پسند لوگوں کو ٹاسک فورسز کے ذریعے دیئے ہوئے ہیں۔ صوبائی محکموں کو چلانے کے لئے کچھ Rules ہوتے ہیں اور ان Rules کو violate کرنے کے لئے ہمارے خادم اعلیٰ نے

پیپکو نامی کمپنیاں، لاہور میٹ کمپنی یا اس قسم کے چند ادارے بنا کر انہیں Rules اور Service Rules سے علیحدہ ہٹا کر اور وہ قانون جس کا پابند executives کو ہونا چاہئے، اس کی بجائے انہوں نے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں۔ اداروں کی اس سے زیادہ بے توقیری اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس معزز ایوان کو چلانے کے لئے اگر precedent اور قانون کے اندر چیف وہپ کا آفس ہے تو وہ یہ کام اپنے پرنسپل سیکرٹری کے ذریعے لیتے ہیں اور کسی فرد کو بحیثیت چیف وہپ لگانا بھی انہوں نے مناسب نہیں سمجھا۔

جناب سپیکر! جہاں قائد ایوان کو تمام back up صوبے کے اندر لاء اینڈ آرڈر کے لئے اپنے ممبران اسمبلی سے اپنی پارٹی سے یا اپنی پارلیمانی پارٹی سے لینا چاہئے تو اس میں کوئی ابہام نہیں ہے کہ ہمارے قائد ایوان یہ تمام back up اپنے ڈی پی اوز، ڈی سی اوز، آر پی اوز کے ذریعے اکٹھے کرتے ہیں۔ کبھی بھی وہ ایوان اور وہ ادارہ جو قانون کے اندر دیئے ہوئے اختیارات پر عملدرآمد نہ کرکے تو اس ادارے کو کبھی بھی مضبوط نہیں کیا جا سکتا۔ جس طرح supreme situation of the Province یہ اسمبلی ہے، اس اسمبلی میں آنا قائد ایوان اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ مجھے بڑی حیرت ہوتی ہے کہ ہمارے لاء منسٹر نے ایک دن بڑے دندناتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ ہمارے قائد ایوان انتہائی ضروری کام کرتے ہیں اور اگر وہ ضروری کاموں سے فارغ ہوئے تو وہ اس اسمبلی میں آئیں گے۔ جس قائد ایوان کی least priority یہ اسمبلی ہو اور وہ یہ توقع کرے کہ اس ادارے کو مضبوط کیا جا سکتا ہے تو یہ محض ایک خواب سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر یقیناً باقی تمام محکموں کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ جب تک آپ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو بہتر نہیں کرتے، جب تک عدل وانصاف اور بے روزگاری کو کنٹرول نہیں کرتے اور جب تک صوبے میں لوگوں کے حقوق نہیں دیئے جاتے تو یقین کیجئے اُس وقت تک یہاں بہتری نہیں آ سکتی۔ میں ایک ہی بات کہہ کر اجازت چاہوں گا کہ:

سنا تھا جشن ہوگا اور گھر گھر روشنی ہو گی
نہیں معلوم یہ تقریب کب تک ملتوی ہو گی
تقاضا وقت کا اقبال کیا ہے میں سمجھتا ہوں
میں اپنے ہونٹ سی تو لوں مگر یہ خود کشی ہو گی

قائد ایوان کے نام ایک شعر ہے کہ:

یہ بے مقصد سفر اب ختم ہو جاتا تو اچھا تھا
نہ تم سے رہبری ہو گی نہ ہم سے پیروی ہو گی

شکریہ

جناب سپیکر: شوکت محمود بسراء!

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کو کل تک کے لئے رکھ لیں کیونکہ اب ٹائم ویسے بھی ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: کس کا ٹائم ختم ہو گیا؟ آپ اگر 12 بجے تک بھی بیٹھیں گے تو میں پھر بھی یہاں بیٹھا ہوں۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مہربانی کریں اور اس کو کل تک کے لئے ملتوی کر لیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ آج کا ایجنڈا تو مکمل ہو گیا ہے لیکن بحث بقایا ہے جس کو کل جاری رکھیں گے۔ اب اجلاس کل مورخہ 5۔جنوری 2012 بروز جمعرات صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔